۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، غلامی کے خلاف مسلح جدوجہد کی داستان

غداروں کے خطوط

تحقیق وتراجم — سلیم قریشی

غداروں کے خطوط

غلامی کے خلاف مسلح جدوجہد کی داستان

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی
غدّاروں کے خطوط کے آئینے میں

سلیم قریشی

نگارشات ○ میاں چیمبرز ○ ۳۔ ٹمپل روڈ ○ لاہور
فون: 6362412

1994

ناشر	آصف جاوید
پریس	بک پرنٹرز لاہور
ٹائٹل	ریاظ
قیمت	۹۹/ روپے

اُس کے نام
جس نے زندگی دی
اور
اُس کے نام جس نے کہا
"ذلّت کی زندگی سے عزّت کی موت بہتر ہے"

دُنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ جگہ آزادی کی ، یا تخت مقامِ آزادی ”

نشانات

حرفِ آغاز

" اس گھر کو آگ لگ گئی " پہلی باقاعدہ جنگِ آزادی یعنی ۱۸۵۷ء کے ناکام انقلاب پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے ۔ اس میں انگریزی فوج کے افسروں کے نام ان ضمیر فروشوں اور ملک دشمن ہندوستانی جاسوسوں اور غداروں کے خطوط ہیں ، جنہوں نے تھوڑی سی دولت کی تمنا اور ہوسِ جاہ و منصب کا شکار ہو کر وطن کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا ۔ جن زنجیروں کو توڑنے کے لئے تقریباً سو سال تک آزادی کے ہزاروں متوالوں نے سینے پر گولیاں کھا کر یا پھانسی کے تختے پر لٹک کر جانِ عزیز کی قربانی پیش کی ۔

اس کتاب کے لئے مخطوطات کی فراہمی ، تحقیق ، تراجم ، تلاش ، ترتیب و تدوین ، سلیم قریشی اور سید عاشور کاظمی صاحبان کا کارنامہ ہے ۔ کتاب کی پہلی خوبی تو یہ ہے کہ اس میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بارے میں ایسے جاسوسوں کے خطوط ، اردو اور انگریزی اخباروں کے تراشے اور اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں جو اب تک ہماری نظر سے پوشیدہ رہے ہیں ۔ دوسرے کتاب کی ترتیب و تدوین میں تحقیق کے جدید ترین اصولوں کی پابندی کی گئی ہے اور حقائق کا معروضی مطالعہ کیا گیا ہے ۔ کتاب کے شروع میں " وضاحتیں " کے عنوان سے سلیم قریشی صاحب اور " گھر کے چراغ سے " کے زیر عنوان سید عاشور کاظمی کی تحریریں شامل ہیں ۔

قریشی صاحب نے خطوط کے بارے میں بتایا ہے کہ یہ " انڈیا آفس لائبریری لنڈ ریکارڈز " میں محفوظ ہیں ۔ انہوں نے یہ تفصیلات بھی درج کی ہیں کہ خط کون لکھتا تھا ، کس کے نام ہوتے تھے ۔ مخبروں کے خطوط عام طور پر اردو میں ہوتے تھے ۔ قریشی صاحب نے بتایا ہے کہ انگریزی میں اس کا ترجمہ کون کرتا تھا اور پھر یہ انگریزی ترجمے کن کن افسروں کے ہاتھوں گزر کر کہاں پہنچتے تھے ۔ قریشی صاحب نے بہت مختصر لیکن جامع انداز میں اس کتاب کے [illegible] اہم معلومات فراہم کردی ہیں ۔

سید عاشور کاظمی بنیادی طور پر شاعر اور انشاء پرداز ہیں ۔ لیکن " [illegible] مرے چراغ سے " کے عنوان سے انہوں نے جو کچھ لکھا ہے ، وہ ایک تجربہ کار اور اعلیٰ درجے کا ایسا محقق ہی لکھ سکتا ہے جس کی ہندوستان کی انیسویں صدی پر گہری نظر ہو اور جو حقائق کی چھان بین ، انہیں پیش کرنے ، ان کا تجزیہ کرنے اور پھر ان سے نتائج برآمد کرنے میں غیر جانب دار ہو ۔

عاشور صاحب کی بیان کی ہوئی داستان میں کئی نام اور واقعات ایسے آتے ہیں جو تاریخ میں ہم ہندوستانیوں کی رسوائی کا سبب ہیں ۔ انہوں نے ایک طرف اگر برطانوی فوج کو غیر مہذب ، دہشت گرد اور درندہ صفت بتایا ہے تو دوسری طرف ان ہندوستانی کرم فرماؤں کے نام بھی بتائے ہیں ، جو ہماری غلامی کا سبب بنے تھے ۔ انہوں نے اپنے محققانہ مقدمے میں بہت سے ایسے اہم واقعات بیان کئے ہیں جو عام طور سے ہماری نظروں سے پوشیدہ تھے ۔ مثلاً ، ۷ اگست ۱۸۵۷ء کو انقلابیوں کے ایک بہت بڑے بارود خانے میں آگ لگ گئی تھی جس میں پانچ سو سے زائد انقلابی اور محبِ وطن شہید ہوئے تھے ۔ عاشور

صاحب نے باغیوں کے خطوط کے حوالے سے بتایا ہے کہ یہ "عظیم کارنامہ" ہمارے "محسن" مولوی رجب علی کا تھا جو ، بقول سلیم قریشی ، "آزادی کی جنگ شروع ہوتے ہی اپنی چرب زبانی اور عیاری سے بادشاہ کی مشاورتی کونسل کا رکن اور بارود خانے کا داروغہ بننے میں کامیاب ہو گیا تھا" اور بہادر شاہ ظفر کے مزاج میں بہت دخیل ہو گیا تھا - اسی طرح مرزا الہیٰ بخش نے دریائے جمنا کے کشتیوں کے پل کو تباہ کرکے انقلابیوں کو مشرق سے آنے والی کمک کا راستہ روک دیا تھا -

عاشور صاحب نے ہوڈسن کے حوالے سے اس انقلابی خاتون کا بھی ذکر کیا ہے جو انقلابیوں کے ایک دستے کی قیادت کر رہی تھیں - اس خاتون کے بارے میں ہوڈسن کا بیان ملاحظہ ہو :

> "(ترجمہ) ایک اور واقعہ جس نے ہمارے کیمپ میں سنسنی پیدا کردی ، ایک باغی سردار عورت کی گرفتاری تھی جس کی قیادت میں باغی فوج دہلی سے باہر آکر ہم پر حملہ کرتی تھی - مسٹر گریٹ ہیڈ نے فرانس کی جون آف آرک سے اس کا تقابل کیا ہے - وہ گھوڑے پر سوار محاصرے سے باہر آتی اور ہم پر حملہ کرتی اور شیطان کی طرح غضب ناک انداز میں ہمارا مقابلہ کرتی - ہوڈسن کہتا ہے کہ جنرل ولسن نے اگر چہ اس عورت کو پہلے رہا کر دیا تھا مگر میرے کہنے پر اسے دوبارہ گرفتار کرکے انبالہ بھیج دیا گیا"

اس خاتون کے بارے میں ہوڈسن نے یہ بھی لکھا ہے کہ جنگ میں پانچ پانچ سپاہیوں پر بھاری تھی - ان خطوط سے بیجا بائی نامی ایک اور انقلابی خاتون کا پتہ چلتا ہے -

کلو نامی مخبر نے ۱۳ ، جولائی ۱۸۵۷ء انگریزی فوج کو اطلاع دی کہ :

> "باغی فوج نے ہمیں فقیر سمجھ کر حراست میں لے لیا - ہم چھ گھنٹے حراست میں رہے اس دوران ہمیں پتہ چلا کہ بیجا بائی اور دوسرے باغیوں نے آگرہ کی جیل پر حملہ کرکے تمام قیدیوں کو رہا کرالیا ہے اور وہاں پر موجود انگریزی فوج کو محاصرے میں لے لیا ہے"

عاشور کاظمی نے ان سیاسی حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے جنہیں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا پیش خیمہ کہا جا سکتا ہے - ضمناً ایران اور افغانستان میں انگریزوں کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور ان ممالک پر تسلط حاصل کرنے کی کوششوں ، انکی شکست و فتح اور فتح میں غداروں کے رول کی داستان بھی بیان کی ہے - مختلف تحریکوں مثلاً روٹی اور پوریوں کی تحریک ، شاہ اسمٰعیل شہید اور شاہ عبدالعزیز کی تحریک اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف پھیلنے والی افواہوں کی مستند تفصیلات بھی پس منظر کے طور پر پیش کی ہیں -

برطانوی مورخین اور بعد میں برطانوی حکومت کے عتاب سے خائف ہندوستانی مورخوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں بہت آسانی سے ہندوستانی افواج پر فتح حاصل

کرلی کیوں کہ ہندوستانی فوجیوں کی ہمتیں پست تھیں ، وہ غیر منظم اور غیر تربیت یافتہ تھے ، ان کے پاس ہتھیار تھے اور نہ خوراک اور مغل حکومت انہیں تنخواہ دینے سے بھی معذور تھی - یہ سب ٹھیک ہے - لیکن اس کے باوجود ہندوستانی حکمران اور ہندوستانی فوج انگریزی فوجیوں سے کسی طرح کم نہیں تھی - " اس گھر کو آگ لگ گئی " میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو اس زمانے کے انگریز فوجی افسروں نے دوسرے افسروں کو لکھے تھے - ان خطوط کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ شروع میں انگریز افسر ہندوستانیوں سے بہت خائف تھے - میں اس سلسلے میں دو اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں - یہ دونوں اقتباسات عاشور کاظمی نے اپنے مقدمے میں پیش کئے ہیں -

* ----- ہندوستانی ۱۸۵۷ء کی جنگ تقریباً ہار چکے ہیں - دشمن کی فوجیں دہلی میں داخل ہو رہی ہیں - اگر ہندوستانی فوجی چاہتے تو دہلی سے فرار ہو جاتے لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا ، بلکہ ڈٹ کر ایسا مقابلہ کیا کہ دشمن کے دانت کھٹے ہو گئے - ہوڈسن جو مغل حکمرانوں اور ہندوستانی فوجوں کا زبردست مخالف تھا اپنی ڈائری میں لکھتا ہے :

> " شہر کی فصیلوں پر مزاحمت کا مقابلہ کرنے کے بعد ہماری فوجیں شہر میں داخل ہوئیں تو جس عزم و ثبات سے باغیوں اور مسلح مجاہدین نے گلیوں اور گھروں کا دفاع کیا ، وہ ہمارے لئے غیر متوقع تھا - "

اپنی فوجوں کی حالت اور رویّے کے متعلق ہوڈسن کہتا ہے :

> ہمارے فوجی شراب کے نشے میں دھت اور تکان سے چور چور تھے - میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار فوجیوں کو بار بار اپنے افسران کی نافرمانی کرتے دیکھا - یہی وجہ تھی کہ جیمس گریول ، جیکب ، نکلسن اور سپیک کی قربانی دینی پڑی -

* ----- ایک چوتھے چشم دید شاہد نے منگل ۱۵ء تاریخ کو انگریزی فوج کی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

> وہ نشے میں بدمست تھے اور اپنے دل میں فوج کی محبت رکھنے کے باوجود مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اپنے آپ کو عیسائی کہلانے والے ان فوجیوں کا کردار ایسا تھا کہ محاصرے سے متعلق واقعات میں اسے سب سے زیادہ شرمندہ کرنے والا واقعہ کہا جاسکتا ہے - ہمیں اس رسوائی میں دیکھ کر ہمارے دشمن کتنے خوش ہوئے ہوں گے - اس وقت اگر تانتیا ٹوپی جیسا ماہر معافیات (Tectician) یا عظیم اللہ جیسا شاطر دشمن یا کنور سنگھ جیسا شجاع یا عزم و حوصلے کی چٹان جھانسی کی رانی ہوتی تو ہماری فوج کی خودکشی کے مترادف حرکات سے فائدہ اٹھا کر آسانی کے ساتھ ، اپنی فوج کی تعداد کی

بناء پر "ہم پر غلبہ حاصل کر لیتے" - (اردو ترجمہ)

۲۱، ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزوں کو دلی پر تسلط حاصل ہوا - لیکن آخری وقت تک انقلابیوں کا حوصلہ قائم تھا - ۱۴، ستمبر کو انگریزی فوج نے حملہ کیا تو انقلابیوں نے ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ کرنل نکلسن جیسا تجربے کار فوجی اور پانچ سو سے زیادہ انگریزی فوج کے سپاہی ہلاک ہوگئے - ۱۷، ستمبر کو انگریزی فوج کی شکست ہوئی - اگر انقلابی ایسی بے خوفی سے لڑ رہے تھے اور بڑے پیمانے پر انگریزی فوج کے لوگوں کو قتل کر رہے تھے تو انقلابیوں کو شکست کیوں ہوئی؟ اس کا جواب عاشور کاظمی نے بہت صحیح دیا ہے - ان کا کہنا ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ اپنی طاقت کے بل پر نہیں بلکہ سازشوں اور جاسوسی کے بہتر نظام سے کیا - وہ ہندوستانیوں کی اس کمزوری سے واقف ہو چکے تھے کہ معمولی سی دولت یا عہدے کا لالچ دے کر بعض ہندوستانیوں کو خریدا جا سکتا ہے - چنانچہ ہندوستان میں انگریزوں کی آمد سے لے کر ۱۵، اگست ۱۹۴۷ء تک ہندوستان میں انگریزوں کی تاریخ، سازش، جاسوسی اور "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی طویل داستان ہے - اگر میر جعفر جیسا غدار بنگال میں نہ ہوتا تو پلاسی کی لڑائی میں نواب سراج الدولہ انہیں ہندوستان سے فرار ہونے پر مجبور کر دیتے - مگر بقول عاشور کاظمی:-

> "میر صادق، میر غلام علی، قاسم علی اور دیوان پورنیا جیسے غدار نہ ہوتے تو ناممکن نہ تھا کہ ٹیپو سلطان ہی اپنی فوجی طاقت اور حکمت عملی کے بل پر پوری انگریزی فوج کو موت کے گھاٹ اتار دیتے - ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کو فتح اپنی طاقت کے بل پر نہیں بلکہ مرزا الٰہی بخش، مولوی رجب علی، گوری شنکر، جیون لال، تراب علی، مان سنگھ، لطافت علی، جواہر سنگھ، امی چند، میر محمد علی، محبوب خاں، ہرچند، پربھو، میگھ راج، رستم علی، راجن گوجر، وغیرہ کی جاسوسی اور وطن دشمنی کی وجہ سے ہوئی-

عاشور کاظمی نے جان ولیم کی کتاب (Sepoy War In India) کا ایک اقتباس پیش کیا ہے جس میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کو ناکام بنانے میں جاسوسوں کے رول کا اعتراف کرتے ہوئے جان ولیم نے لکھا ہے:

> "حقیقت تو یہ ہے کہ ہندوستان میں ہماری بحالی کا سہرا ہمارے ہندوستانی پیروکاروں کے سر ہے - جن کی ہمت اور جسارت نے ہندوستان کو اپنے ہم وطنوں سے لے کر ہمارے حوالے کر دیا-"

انگریز مورخین نے ثابت کیا ہے کہ یہ جنگ آزادی کچھ طالع آزما سپاہیوں کی بغاوت تھی جس میں بعد میں وہ زمیندار اور امراء بھی شامل ہوگئے، جو بقول ان مورخین کے، انگریزوں کی عوام دوست پالیسی سے ناراض تھے - اس سلسلے میں عاشور کاظمی نے جان ولیم کے، الفریڈ لائل، ولیم مور، کیو براؤن، اور ہوڈسن جیسے برطانوی مورخوں اور افسروں کی کتابوں کے اہم اقتباسات پیش کئے ہیں - لندن کے "اخبار ٹائمز" میں شائع ہونے والی خبروں اور مراسلوں کے ایسے اقتباسات بھی درج کیے گئے ہیں جن میں

ہندوستانیوں کو خود انکے اپنے ملک میں باغی ثابت کیا گیا تھا - یہ تو خیر بات انگریز مورخین کی تھی - خود ہندوستانی مورخین نے انقلابیوں کو رسوا کرنے اور انہیں گالیاں دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی - عاشور کاظمی نے خان بہادر، شمس العلماء منشی ذکاءاللہ کا خاص طور سے ذکر کیا ہے - ان بزرگ نے انگریزوں کی خوشامد کا ذریعہ یہ نکالا کہ " تاریخ عروج سلطنت انگلشیہ " کے نام سے ایک تاریخ لکھی، جس میں انگریزوں کو ہندوستان کا جائز حکمران ثابت کیا اور انکے بارے میں لکھا کہ :-

> " اس وقت انگلش مین کی مردانگی عجب نیرنگی، رنگ دکھا رہی تھی - وہ اپنے خدا پر ایسا توکل کرتے تھے کہ ان کو بڑا استقلال اور صبر تھا - بعض انگریز ایمان کے پکے اور سرتاپا خدا کی عبادت میں مستغرق تھے -

خان بہادر شمس العلماء نے اس انقلاب کو غدر کہا ہے اور ہندوستانیوں کو نہیں مسلمانوں کو اس کا ذمّے دار قرار دیا ہے - (کیوں کہ ان کے آقا یہی چاہتے تھے -) خان بہادر انگریزوں کو دین دار اور ایماندار کہتے ہیں اور مسلمانوں کو لچّے، شہدے اور رذیل و ذلیل قرار دیتے ہیں ---- بہادر شاہ ظفر برائے نام بادشاہ ضرور تھے لیکن تمام ہندو اور مسلمان انکا دل سے احترام کرتے تھے - ان کے بارے میں عاشور صاحب نے خان بہادر شمس العلماء کی تاریخ کا یہ اقتباس نقل کیا ہے :

> شہرت ہوئی کہ مسلمانوں کی گئی گزری حکومت پھر سے بحال ہوئی باسی کڑھی میں اُبال آیا - انکا لقب برائے نام بادشاہ بہادر شاہ سچ مچ کا بادشاہ ہو گیا ہے - "

عاشور کاظمی نے ۱۸۵۷ء پر لکھی گئی ہندوستانی مورخین کی کتابوں کے بارے میں ایک اہم ترین انکشاف یہ کیا ہے کہ ان مورخین کو تمام مواد انگریزی حکومت ہی فراہم کرتی تھی - بقول عاشور کاظمی :-

> " ذکاءاللہ کی تاریخ کا بیشتر مواد انگریزوں کا فراہم کردہ تھا - اس کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ ذکاءاللہ کی تاریخ میں ہاؤس آف کامن کی ان تقریروں کے ترجمے بھی شامل ہیں جن تک ہندوستانی تو کیا عام انگریز کی رسائی بھی ممکن نہیں تھی - "

عاشور صاحب نے اگر ان برطانوی اور ہندوستانی مورخین کے اقتباسات پیش کئے ہیں جنھوں نے انقلابیوں کو موردِ الزام قرار دیا تھا تو ان مورخین کے حوالے بھی درج کئے ہیں، جو انصاف پسند اور حق گو تھے -

رسل نامی ایک واقع نگار کا ایک مضمون ٹائمز لندن کے اگست ۱۸۵۸ء کے ایک شمارے میں شائع ہوا تھا جس کا اقتباس عاشور کاظمی نے (اردو میں غالباً پہلی بار) نقل کیا ہے - رسل نے لکھا ہے کہ :-

" حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی بھی غیر متعصب شخص اگر ہندوستان میں انگریزی حکومت کے عروج کی تاریخ پر نظر ڈالے گا تو وہ حال میں (غدر کے بعد سے) دہلی کے بادشاہ پر لگائے گئے الزامات کو بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں جائزہ لینے پر مجبور ہوگا اور وہ بادشاہ (جس نے کبھی بھی ہندوستان کی شہنشاہیت سے دستبرداری کا اعلان نہیں کیا اور جو جائز طور پر ہندوستان کی سب حکومتوں کو جس میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت بھی شامل ہے - اپنا مطیع سمجھتا تھا) کی طرف سے لگائے گئے الزامات کو بھی نظر انداز نہیں کر سکے گا - شروع شروع میں کمپنی کے عیار سوداگروں نے اس کے باپ دادا کی خوشامد اور چاپلوسی کر کے ایک دو کوٹھیاں بنانے کی اجازت حاصل کر لی - اس کے بعد اس طریقے سے انہوں نے اپنی فیکٹریوں کا دفاع اور مرہٹوں سے ، جنہوں نے لوٹ مار کے حملوں سے مغل سلطنت کے امن و امان میں خلل ڈالا ہوا تھا ، اپنی اشیاء کو محفوظ کرنے کی اجازت حاصل کی - ایک معمولی حیثیت کے تاجروں کا گروہ ، جن کی بہت ہی معمولی حیثیت کا اندازہ ان شکایات کے کاغذات سے لگایا جاسکتا ہے جو لیڈن ہال اسٹریٹ ، لندن (Leadonhall Street London) کے مرکزی دفتر میں محفوظ ہیں ، اتنی ہمت کر کے کسی غیر ملکی طاقت کو ، خواہ وہ زمین کے لگان کا سلسلہ ہی کیوں نہ ہو ، لالچ دینے کا خیال بھی کر سکے ، بعید از قیاس ہے - اپنے کمتر ہونے کا احساس (اس گروہ میں) اتنا بڑھا کہ اس احساس کے تحت کمپنی کے گورنر جنرل کی انفرادی شان و شوکت کے باوجود ، ایسٹ انڈیا کمپنی نے مقامی (ہندوستانی) حکمرانوں اور خصوصاً دہلی کے بادشاہ کے ساتھ معمولات میں بہت ہی بے قاعدہ روش اختیار کی -

اس مسئلے کو ہندوستان میں نہیں سمجھا جا سکتا تھا - کیوں کہ یہاں پر ہندوستان کا مسئلہ کبھی قومی مسئلہ نہیں بنا اور حکومت برطانیہ نے سوائے کمپنی کی سرپرستی اور اس سے نفع اندوزی کے اس مسئلے پر کبھی توجہ نہ دی - "

- ڈبلیو بلکر ایک ایماندار ، غیر جانب دار ، حق شناس اور نڈر انسان تھا - اس نے پاگل پن کی شکار اپنی قوم پر یہ کہہ کر لعن طعن کی :-

" ہندوستان میں باغی ، ہندوستانی نہیں تھے بلکہ انگریز باغی تھے -

جنہوں نے ہندوستان کی قانونی حکومت کے خلاف بغاوت کی ۔
ابتداء میں تو انگریزوں نے خانہ پری کے طور پر ہندوستانی حکومت
کو رکھا لیکن ۱۸۴۸ء کے بعد سے آداب شاہی اور دربار کے
اصولوں کی خلاف ورزی شروع کردی ۔یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء کی
جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد انہوں نے بادشاہ کو گرفتار
کیا ، جلا وطن کیا اور بری طرح ذلیل کر کے ہندوستانیوں پر سے
شاہی اثرات کو ختم کرنے کی کوشش کی ۔"

غرض یہ ہے کہ کتاب ۱۸۵۷ء کے ناکام انقلاب کے ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالتی ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ انجمن ترقی اردو (ہند) اس موضوع پر (انسٹی ٹیوٹ آف تھرڈ ورلڈ آرٹ اینڈ لٹریچر ، لندن کی اجازت سے) دوسری کتاب شائع کر رہی ہے ۔پہلی کتاب ڈاکٹر اسلم پرویز کی "بہادر شاہ ظفر" ہے جس میں نیشنل آرکائوز میں محفوظ سرکاری دستاویزات کی بنیاد پر عہد ظفر کے سیاسی حالات ، سوانح اور جنگ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں ۔ "اس گھر کو آگ لگ گئی" میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی ناکامی میں ہندوستانی جاسوسوں کے رول کی تفصیلات اور اس کے اثرات پر بات کی گئی ہے ۔برٹش میوزیم ، انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ جاسوسوں کے خطوط مرتب کئے گئے ہیں ۔ان میں سے زیادہ تر خطوط اور دوسرا مواد پہلی بار شائع کیا جارہا ہے ۔یہی اس کتاب کی اہمیت ہے ۔

ڈاکٹر خلیق انجم
انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

سلیم قریشی

وضاحتیں

اس کتاب میں غداروں کے جو خطوط شامل کئے جا رہے ہیں وہ انڈیا آفس لائبریری اینڈ ریکارڈز کی تحویل میں ہیں ۔ سر رابرٹ منٹگمری کے کاغذات میں ان خطوط کے متعلق جو تفصیلات درج ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میجر ہوڈسن ، مخبروں کی طرف سے موصول ہونے والے ان خطوط کی نقل تیار کراکے دریائے ستلج کی مغربی ریاستوں کے کمشنر جارج بارنس (George Barnes) کے پاس انبالہ بھیجتا تھا جو اپنے اسسٹنٹ کمشنر جارج لیون (Lewin) سے ان کا انگریزی ترجمہ کراکے انہیں پنجاب کے چیف کمشنر جارج لارنس کے پاس لاہور ارسال کیا کرتا تھا لارنس ان کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے نوٹ کے ساتھ پنجاب کے جوڈیشل کمشنر سر رابرٹ منٹگمری کو بھیج دیتا تھا ۔ منٹگمری کے کاغذات میں ان خطوط کے جو ترجمے ہیں ان سب پر جارج لارنس کے دستخط ثبت ہیں ۔ انگریزی ترجموں کے علاوہ ان کاغذات میں دس خطوط اردو زبان میں بھی ہیں ۔ یہ سب مختلف رنگوں کے مہین کاغذوں پر ہیں ۔ ان سب کی شرح میں ، نقل کا لفظ درج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ نقلیں ہیں جو میجر ہوڈسن کی نگرانی میں انگریزی مورچوں پر تیار کی گئیں ۔ ان خطوط میں سے صرف ایک کا عکس اتارا جاسکا ہے جو اس کتاب میں شامل ہے ۔ باقی زابرٹ منٹگمری کے کاغذات میں جو ترجمے ہیں انہیں دوبارہ اردو کے قالب میں ڈھالا گیا ہے ۔ اس سلسلے کے کچھ خطوط کا متن پریس لسٹ آف میوٹنی پیپرز میں بھی درج ہے ۔ ان کا اردو ترجمہ بھی ان خطوط میں شامل ہے ۔

جہاں تک ان خطوط کی اہمیت کا تعلق ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فیلڈ مارشل منٹگمری کے چھوٹے بھائی اور ۱۸۵۳ء سے ۱۸۵۸ء تک پنجاب کے جوڈیشل کمشنر سر رابرٹ منٹگمری کے پوتے کرنل برائن منٹگمری نے اپنے دادا کی سوانح حیات : Monty.s Grand Father Sir Robert Montgomery مطبوعہ ۱۹۸۴ میں لکھا ہے :

> In Sir Roberst's record I came across the reports of the secret agents sent into Delhi to obtain intelligence of the Rebel Army's strength and disposition, their state of morale and intentions with above all the degree of King's influence or lack of it on the Mutineers. Robert also possessed some of the original Urdu Scripts. Alltogather he kept 10 of these vernacular scripts, which leads me to suppose that they and the forty one English translations are very rare, and possibly unique of their kind. For these are the reports of the secret agents who were infiltrated into

Delhi during the siege and reported back to the British, at that time, not after the victory had been won, in this important sense they differ from the published reports about siege condition in the city which were written long after the mutiny was over.

(P - 57))

(ترجمہ) سر رابرٹ منٹگمری کے کاغذات میں مجھے انگریزی فوج کے خفیہ ایجنٹوں کی ، جنہیں باغی فوجوں کی تعداد ، ان کے حالات ، جائے وقوع ، حوصلہ ، تدابیر اور سب سے بڑھ کر باغیوں پر بادشاہ کے اثر و رسوخ کو معلوم کرنے کے لئے دہلی بھیجا گیا تھا ، دستاویزات ملیں - رابرٹ کے کاغذات میں ان دستاویزات کے کچھ اصل مسودے بھی ہیں - یہ اردو میں ہیں اور ان کی تعداد دس ہے - ان کو دیکھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ تحریریں اور ان کے ساتھ انگریزی تراجم کی اکتالیس دیگر دستاویزات جو ان کاغذات میں موجود ہیں ، بے حد اہم اور غالباً نایاب ہیں کیوں کہ یہ وہ دستاویزات ہیں جو خفیہ جاسوس محاصرہ ، دہلی کے دوران ، نہ کہ فتح دہلی کے بعد ، باغی فوج میں ۔امل ہو کر بھیجتے رہے - ان دستاویزات کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ یہ ان شائع شدہ رپورٹوں سے مختلف ہیں جو غدر ختم ہونے کے ایک عرصہ بعد لکھی گئیں -

اِن خطوط کے حصول کے سلسلے میں بات ، جستجو سے شروع ہوئی جو تلاش تک پہنچی اور آخر کار حصول پر ختم ہوئی - اس کے بعد کی منزل ، یعنی اشاعت کی ذمہ داری سید عاشور کاظمی کے سر ہے - اگر ابتدا میں یہ اندازہ ہوتا کہ ان خطوط کو اس صورت کتابی شکل میں شائع ہونا ہے تو ہو سکتا تھا کچھ اور متعلقہ دستاویزات کی نقول بھی حاصل کی جاتیں - کسی بھی منصوبے پر سوچنے کا ہر شخص کا انداز مختلف ہوتا ہے - یہ بھی ممکن تھا کہ میں اسے کسی اور طرح سوچتا لیکن عاشور کاظمی نے جس انداز سے اس کتاب کے متعلق سوچا وہ بالکل مختلف اور جداگانہ ہے جس سے مجھے بھی اتفاق ہے - اسی لئے انہوں نے ان خطوط کے علاوہ جو چھان بین کی اس سے کتاب کی مقصدیت اور افادیت کچھ سے کچھ ہو گئی -

درمیان میں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ جن دنوں مخطوطات کے حصول کا مرحلہ تقریباً ختم ہوا تو کچھ حضرات نے کہا کہ وہ ان خطوط کو شائع کرنا چاہتے ہیں لیکن عاشور کاظمی سے دوبارہ بات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ خطوط ہی نہیں بلکہ اس سے آگے سوچ رہے تھے اور اس پر اپنے طور پر

کام بھی کر رہے رہیں ۔ بہر حال غداروں کے یہ خطوط جس شکل میں حاصل کئے گئے وہ کتاب کی موجودہ ضرورت اور افادیت کی تکمیل کرتے ہیں ۔

آزادی کے متوالے جانبازوں کے عزائم کو خاک میں ملانے والے غداروں کی فہرست قابل ذکر حد تک طویل ہے ۔ ان میں کچھ تو وہ تھے جنھوں نے براہ راست انگریزوں کی عسکری مدد کی ۔ لیکن اس جد و جہد آزادی کی ناکامی میں اہم کردار ان لوگوں کا ہے جو شاہی دربار اور حریت پسندوں کا اعتماد حاصل کر کے ایک طرف تو مجاہدین کی جنگی مشاورتی کونسل میں شامل رہے اور دوسری طرف ان کے منصوبوں کی اطلاع انگریزوں کو دے کر ان منصوبوں کو ناکام بنانے کے اسباب مہیا کئے ۔ ایسے لوگوں میں مرزا الٰہی بخش، رجب علی، گوری شنکر، اور جیون لال کے نام سر فہرست ہیں۔

مولوی رجب علی جنگ شروع ہوتے ہی اپنی چرب زبانی اور عیاری سے بادشاہ کی مشاورتی کونسل کا رکن اور بارود خانے کا داروغہ بننے میں کامیاب ہوگیا۔ بادشاہ پر اس کے اثر و رسوخ کا اندازہ اس کے ۲۹۔ جولائی کے خط سے لگایا جا سکتا ہے جس میں اس نے ہوڈسن کو اطلاع دی کہ:

> میں نے بادشاہ سلامت کو مشورہ دیا تھا کہ ان کو چاہیئے کہ خفیہ طور پر شہر کا دروازہ کھلوا کر انگریزی فوج کو شہر میں داخل ہونے کا بندوبست کردیں ۔ اس طرح ان کی جان بخشی تو شاید نہ ہو سکے لیکن اس احسان کے بدلے انگریز ان کے ورثا کے ساتھ یقیناً بہتر سلوک کریں گے ۔ بادشاہ سلامت تو راضی ہو جاتے مگر حکیم احسن اللہ نے دخل اندازی کر کے معاملہ خراب کردیا۔

اپنی اس ناکامی کے بعد رجب علی نے ۷۔ اگست کی شام کو بارودخانہ تباہ کر دیا جس میں پانچ سو سے زیادہ حریت پسند بھی ہلاک ہوئے اور بارود کی کمی نے حریت پسندوں کی کمر توڑ دی ۔ سقوط دہلی کی بعد بادشاہ اور شاہ زادوں کو میجر ہوڈسن کے حوالے کرنے میں مرزا الٰہی بخش کے ساتھ مولوی رجب علی بھی برابر کا شریک تھا ۔ اس غداری کے سلسلے میں مولوی رجب علی کو جو جاگیریں اور خطابات ملے ان کا تذکرہ اس کی اپنی سوانح حیات میں ملتا ہے جو، تحقیقات چشتی ۔لاہور ۱۹۶۴ء میں شامل ہے ۔ رئیس احمد جعفری نے "بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد" میں مزید اضافوں کے ساتھ اسے درج کیا ہے ۔

اس طرح مرزا الٰہی بخش کا ذکر ایل ۔ پی گرفن L.P.Griffin نے اپنی کتاب Chiefs & Families of Note in Punjab مطبوعہ لاہور ۱۹۱۱ء میں کیا

Mirza Elahi Bukhsh whose devotion to British cause in 1857 was of highest value, remained inside the city during the siege and was able to furnish important intellegence of the moments of rebels and to assist and protect our agents and materially assisted our Military Operations by cutting the Bridge of Boats over the Jumma, thus stoping the entry of supplies and rebel reinforcement from Eastern side.

(PP. 5-6)

(ترجمہ) مرزا الٰہی بخش، جن کی خدمات ۱۸۵۷ء میں برطانوی مقاصد کی تکمیل میں بے حد اہم ثابت ہوئیں - محاصرہ دہلی کے دوران دہلی میں رہے اور باغی فوجوں کی نقل و حرکت کے متعلق اہم اطلاعات ہم کو پہنچاتے رہے - وہ دہلی میں موجود ہمارے جاسوسوں کی مدد اور حفاظت کرتے رہے - انہوں نے دریائے جمنا پر کشتیوں کا پل تباہ کر کے باغی فوجوں کو مشرق سے آنے والی کمک اور امداد کو بند کر دیا اور اس طرح ہماری فوجوں کی کاروائی میں بھی عملاً مددگار ثابت ہوئے -

غداروں میں سے کچھ کا تذکرہ میاں محمد شفیع کی کتاب ۱۸۵۷ء پہلی جنگ آزادی " مطبوعہ لاہور ۱۹۵۱ء میں، خورشید مصطفٰی رضوی کی" جنگ آزادی ۱۸۵۷ء " دہلی ۱۸۵۷ء اور رئیس احمد جعفری کی مذکورہ بالا کتاب میں بھی ملتا ہے لیکن میں عاشور کاظمی کی اس رائے سے سو فیصد متفق ہوں کہ تسلسل کے ساتھ غداروں کے ان خطوط کے مطالعے سے جنگ آزادی کی ایک ایسی ڈائری پڑھنے کا موقع ملتا ہے جس میں محاذ جنگ کی صورت حال نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے - اور ذہنوں میں یہ خیال بھی ابھرتا ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار اور استبداد کا مقابلہ کرنے کے لئے جن تحریکوں نے جنم لیا ان میں جہاں ٹیپو سلطان، شاہ اسماعیل شہید، سید احمد اللہ شہید، تاتیا ٹوپی، رانی جھانسی اور جنرل بخت خان جیسے جانباز موجود تھے وہاں ہر دور میں غداروں کی ایسی کھیپ بھی موجود رہی ہے جو آستین کے سانپ کا کردار ادا کرتی رہی ہے بالخصوص ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اگر غداروں کی ٹولی انگریزوں کی مدد نہ کرتی تو اس جنگ کا نقشہ شاید کچھ اور ہی ہوتا -

(سلیم قریشی - لندن - جون ۱۹۹۲ء)

سید عاشور کاظمی

۔۔۔ گھر کے چراغ سے

ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کو اس وقت کے انگریز حاکموں نے غدر کا نام دیا جس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ انگریز ہندوستان کے قانونی حکمران تھے اور ان کے خلاف کوئی بھی تحریک یا جد و جہد غدر یا Mutiny کی حیثیت رکھتی تھی ۔ ۱۸۵۷ء کی جد و جہد آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے جو مظالم کئے وہ اتنے شدید تھے کہ پورے ہندوستان پر خوف و ہراس طاری ہو گیا اور ہندوستانی مصنفین اور وقائع نگاروں کے پاس بھی اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ بھی وہی کہیں جو حاکم چاہتے تھے ۔

کون نہیں جانتا کہ انگریز دسمبر ۱۶۰۰ء میں تاجروں کے روپ میں ہندوستان میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ ان تاجروں نے یہ حیثیت حاصل کرلی کہ ۱۷۶۵ء کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہندوستان کے کئی علاقوں میں لگان حاصل کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے اور یہ نام نہاد ، تجارتی کمپنی ، کمپنی بہادر ، کہلانے لگی ۔ لگان حاصل کرنے کے اختیارات حکومتِ وقت کو حاصل ہوتے ہیں ، انڈیا کمپنی کو یہ اختیارات کیسے ملے یہ بھی ایک دردناک داستان ہے

سترھویں صدی میں ہی انگریزوں کے عزائم اہلِ نظر پر آشکارا ہونے شروع ہو گئے تھے اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ردِ عمل کے طور پر تحریکیں شروع ہو چکیں تھیں ۔ ادھر انگریزوں نے بھی کھلے بندوں اپنی سپاہ منظم کرنی شروع کر دی تھی ۔ لیکن اہلِ ہند کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ رہی ہے کہ ہر دور میں کچھ مفاد پرست لوگ انگریزوں کا آلہ کار بنتے رہے ہیں ۔

جنگ پلاسی کو انگریزوں کے خلاف پہلی مسلح جد و جہد کہا جا سکتا ہے جو ۲۳ جون ۱۷۵۷ء میں ہوئی ۔ اس جنگ میں انگریزوں کی جنگی قوت سے زیادہ بنگال کے نواب سراج الدولہ کے سپہ سالار میر جعفر کی غداری انگریزوں کے کام آئی اور انگریزوں کا بنگال پر قبضہ ہو گیا ۔ پلاسی کی جنگ ہندوستان میں انگریزوں کے اقتدار کے لئے سنگِ میل ثابت ہوئی اور ۱۷۵۷ء میں پہلی بار بنگال میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا سکہ چلنے لگا ۔ اور پھر اسی طرح میر صادق ، میر غلام علی ، قاسم علی اور دیوان پورنیا جیسے غداروں کی مدد سے انگریزوں نے ٹیپو سلطان جیسے جانباز ، فنِ سپہ گری سے پوری طرح واقف سر بکف مردِ میداں کو شکست دیدی حالانکہ انگریزوں کو سلطان ٹیپو شہید کے جذبے یا سپاہ پر برتری حاصل نہیں تھی ۔۔۔ اب انگریزوں کے حوصلے بھی بلند ہو گئے اور انہیں اس کا اندازہ بھی ہو گیا کہ ہندوستان میں ایسے غداروں کا حصول مشکل نہیں جو زر و منصب و

نور مغربی

مقام دہلی

مطبوعہ ۳۱ یکم جنوری سنہ ۱۸۵۷ء روز شنبہ

نمبر ۵

اشتہار

قیمت اس اخبار کی ایک روپیہ ماہواری ہی اور سالانہ
دس روپیہ سالانہ پانچ روپیہ آٹھ آنہ ششماہی ہی
جس کسی صاحب کو خریداری پرچہ ہذا منظور ہو
درخواست اپنی پاس مہتمم اخبار ہذا کی بھیجکر طلب
فرماویں اور محصول ڈاک ذمہ شائقین اخبار ہوگا
اور جو کوئی صاحب مضمون کسی طرح کا چھپوانا چاہیں
تو بحساب فی سطر دو آنہ اور چار سطر سی کم کی آٹھ آنہ
اجرت اوسکی دیکر چھپوا لیں اور جو کوئی مضمون واسطی
رفاہ عام کی ہو تو مفت بھی چھپ سکتا ہی فقط

خبر کابل

صاحب اخبار دہلی گزشتہ تحریر فرماتی ہیں کہ مقام
مذکور میں یہ مشہور ہی کہ روسیوں نی ملک کوکن
اپنی قبضہ میں کر لیا اور اب طرف بارکند کی گئی ہیں

اور سنا جاتا ہی کہ بعد فتح مقام مذکور کی طرف اتک
کی بھاگ گئی ہی - فرزندان وزیر یار محمد خان کی
بموجب حکم شاہ ایران کی ہرات سی دربار شاہ
ممدوح کو روانہ ہو گئی ہیں - قلعہ ہرات کی مرمت
کی گئی ہی اور مشہور ہی کہ نسبت سابق نہایت
مستحکم کیا گیا ہی یہ بھی مشہور ہی کہ قریب ۱۴ ہزار
زنوں کی ہرات میں اب موجود ہیں اور بعضی
اونمیں سی پوشاک ایرانی زیب بدن کرتی ہیں
اور آراستگی قلعہ وغیرہ میں اہل ایران کی مدد
معاون ہیں یہ بھی سنا جاتا ہی کہ پچاس ہزار فوج
ایران انتظار حکم شاہ کا واسطی یورش قندھار کی
کر رہی ہی - ملاقات امیر کابل کی [illegible]
سی بخوبی ہو گئی اور ظاہرا ایسا خیال کرتا ہی کہ انگریز
روسیوں نی بہت ڈرتی ہیں اور کہتا ہی کہ انگریز

V.5 No 5
31 Jan 1857

خبر کلکتہ

بذریعہ الکٹرک ٹیلیگراف جو کلکتہ سی دہلی آئی گزٹ
خبر پہونچی کہ بمقام کلکتہ سرکار نی اون تین کروڑ
روپیہ کا بحساب سود پانچ روپیہ سیکڑہ سالانہ
کھولا ہی یعنی حکم جاری کیا ہی کہ جس کسی کا اختیار
بطریق قرض سرکار میں داخل کرنا منظور ہو
کری سود اوسکا بحساب فیصدی پانچ روپیہ
سرکار سی مرحمت ہوگا - جنرل انسن صاحب
کمانڈر انچیف یعنی سپہ سالار ہندوستان ۱۴
تاریخ جنوری کو صبح کی وقت داخل کلکتہ ہوئی
ایک اشتہار گورنمنٹ درباب لون جو دیکھا
سو خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ گورنمنٹ انڈیا نی
لون فیصدی پانچ روپیہ سود کا واسطی
تین کروڑ روپیہ کی کھولا ہی کچھ روپیہ بھی اس
میں سی ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۵۷ع سی پہلی ادا نہ
کیا جاویگا فقط

مہاراجہ گلاب سنگھ کو لکھا گیا ہی کہ جنید

جاہ کے لالچ اور قربِ اہلِ منصب کی علامت کے طور پر ، خطابات ، کے عوض اپنی اور اپنے ملک کی آزادی بھی فروخت کر سکتے ہیں ۔ چنانچہ بنگال اور میسور کی فتوحات کے بعد انگریزوں نے سید برادران اور مرہٹوں کی پھیلائی ہوئی دہشت گردی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ۱۸۰۳ء میں مرہٹوں کو شکست دیکر پایہ ، تخت دہلی پر قبضہ کر کے بادشاہ شاہ عالم کی پنشن مقرر کردی اور اس طرح King of the soil اپنی ہی سرزمین پر Immigrants کا تنخواہ دار ہو گیا اور اختیاراتِ حکومت " انگریز ریزیڈنٹ بہادر " کے ہاتھ میں چلے گئے ----- سچ ہی تو ہے " ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات ---- "

شاہ عالم کے بعد ۱۸۰۶ء میں اکبر ثانی کو نام نہاد تخت نشینی عطا ہوئی اور " ریزیڈنٹ بہادر " عملی طور پر حکومت کرتا رہا ۔ ۱۸۳۷ء میں بہادر شاہ ظفر انگریزوں کی غلامی کا طوق پہنے بادشاہ بنے ---- ۱۸۴۳ء میں انگریزوں نے سندھ پر قبضہ کیا ۔ ۱۸۴۹ء میں پنجاب پر قابض ہوئے اور ۱۸۵۶ء میں اودھ انگریزوں کے زیر نگیں آگیا اور ، کمپنی بہادر ، نے لگان وصول کرنا شروع کر دیا

ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۸۵۶ء تک اتنی طاقتور ہو چکی تھی کہ خود حکومتِ برطانیہ کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی جس کی مالی حالت تاج برطانیہ سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گئی تھی ، کہیں حکومتِ برطانیہ پر ہی قبضہ نہ کرلے لہذا برطانوی اخبارات میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف محاذ قائم ہونا شروع ہو گیا ۔ ادھر ۱۸۵۵ء میں ایرانیوں نے تہران سے برطانوی سفیر کو نکال دیا تھا اور ۱۸۵۶ء میں ، بوشہر ، میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہو گئی ۔ لہذا ۱۸۵۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک طرف تو برطانیہ کے اخبارات کی مخالفت کا سامنا تھا اور دوسری طرف ایران کی بغاوت جنگ کی صورت اختیار کر چکی تھی چنانچہ ، جیسا کہ اس دور کے اخبارات سے ظاہر ہوتا ہے ، کمپنی بہادر ، نے ایران کی جنگ کے لئے ہندوستانی ریاستوں سے قرض اور فوجی امداد کے علاوہ Fixed Loan کے ذریعے ہندوستانی عوام سے دولت سمیٹنی شروع کی ۔ اخبار نور مغربی میں شائع شدہ ذیل کی خبر اس کی تصدیق کرتی ہے :

خبر کلکتہ --- ۳۱ - جنوری ۱۸۵۷ء

گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک لون فیصد پانچ روپیہ سود کے واسطے برائے تین کروڑ روپیہ کھولا ہے - کچھ روپیہ بھی اس میں ۱۹ - جنوری ۱۸۷۳ء سے پہلے ادا نہیں کیا جائے گا -

(نور مغربی - جلد ۵ - شمارہ ۵)

قرض کے یہ اعلانات حکومت ہند کی طرف سے کئے گئے تھے جس کے Figure Head بہادر شاہ ظفر تھے لیکن انگریز ریزیڈنٹ ہی سارے فرمان جاری کرتا تھا ۔ - بہادر شاہ

ظفر کی بے بسی کا اس سے بڑا اعلان کیا ہو سکتا تھا۔ یہ وہ دور تھا کہ ایک فی صد سود بھی بہت شمار کیا جاتا تھا۔ پانچ فیصد کے اعلان کا نتیجہ جو نکلا ہو گا اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ بات قرض پر ہی ختم نہیں ہوئی۔ سرکاری خزانے میں موجود ہیرے، جواہرات بھی فروخت کر دیئے گئے۔

خبر لاہور۔ ۳۱۔ جنوری ۱۸۵۷ء

اخبار لاہور تازہ سے روشن ہوا کہ جہاں جہاں سرکاری خزانے میں کچھ جواہرات موجود ہیں۔ حکم گورنمنٹ ان کے فروخت کے واسطے آیا ہے چنانچہ لاہور میں بھی کچھ جواہرات موجود خزانے کا بھی نیلام ہوا۔ اور اشتہار اس کا، کوہ نور، میں چھاپا گیا۔ سچ ہے اب سرکار کو روپیہ کی زیادہ ضرورت ہے۔

(اخبار نور مغربی۔ جلد ۵، شمارہ ۵)

ہندوستان کے راجہ مہاراجاؤں، نوابین اور جاگیر داروں سے ہر طرح کی، امداد، لی گئی جس کی نشاندہی اخبارات سے ہوتی ہے۔

خبر سامان جنگ ایران۔ ۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء

مہاراجہ گلاب سنگھ کو لکھا گیا ہے کہ جس قدر سپاہ ان سے ہو سکے واسطے مہم حرب کے طیار رکھیں تاکہ وقت ضرورت کام آویں۔

(نور مغربی جلد ۵، شمارہ ۵)

خبر راجہ کچ، ۱۷، مارچ ۱۸۵۷ء

تحریر، انگلش مین، سے واضح ہوا کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بباعث در پیش مہم فارس کے اپنی قلمرو کے راجاؤں اور رئیسوں سے روپیہ قرض طلب کیا ہے۔ چنانچہ دریںوالہ راجہ کچ بھوج نے چار لاکھ روپیہ، پانچ روپیہ سینکڑہ سود پر سرکار انگریز کو قرض دیا ہے اور ارادہ راجہ موصوف کا ہے کہ چھ لاکھ روپیہ اور بھی سرکار میں داخل کرے۔

(نور مغربی جلد ۵، شمارہ ۱۱)

ایران کی جنگ کے نتائج انگریزوں کے حق میں بہتر نہ نکلے اور انہیں، بو شہر، میں، ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

۱۷۔ مارچ ۱۸۵۷ء

اخبار، دہلی گزٹ، مطبوعہ ۱۷۔ مارچ کا ترجمہ ہے کہ، بوشہر، میں جو سپاہ انگریزوں کی خیمہ زن تھی اور یہ جگہ فیض و نصرت اہلیان سرکار انگریزی آگئی تھی سو ایک دن دفعتاً فوج بیشمار ایرانی معہ پانچسو قہب قہب توپ خانے کے لشکر انگریزی پر حملہ آور ہوئے اور شکست فاش دے کر انگریزوں کو بوشہر سے نکال دیا۔ اس معرکے میں گروہ کثیر انگریزوں کا ہلاک ہوا اور کئی افسران نامی گرامی انگریز زندہ مقید ہو کے ایران

کو پہنچ گئے۔

(نور مغربی - جلد ۵، شمارہ ۱۱)

خبر جنگ تازہ - ۱۲، اپریل ۱۸۵۷ء

اخبار تازہ دہلی گزٹ کا ترجمہ ہے کہ ایک کارسپانڈنٹ دہلی گزٹ کا مقام قندھار سے لکھتا ہے کہ ان لوگوں سے جو کہ ہمراہ قافلہ ہرات یہاں آئے ہیں ایسا تحقیق کیا گیا ہے کہ قریب تیس جہازات انگریزی کے جن میں سے ایک میں پندرہ سو آدمی تھے متصل، بوشہر، آئے تھے - سو سپاہ ایران نے وہاں پہنچ کر جہاز ات مذکورہ پر توپیں سر کرنی شروع کیں اور کئی انگریزی جہاز ڈوب گئے اور جس وقت کہ انگریز متصل، بوشہر، جہازوں سے خشکی پر اترے تو ایک بڑی سخت لڑائی واقع ہوئی اور ایرانیوں نے شکست کھائی - پھر دوبارہ ایرانیوں نے حملہ کر کے انگریزوں پر یورش کی اور اس سختی سے اور غضب سے لڑے کہ انگریزوں نے مجبوری، بوشہر، کو چھوڑ دیا اور پندرہ ہزار آدمی انگریزوں کے مارے گئے اور زخمی ہوئے۔

(نور مغربی - جلد ۵ - شمارہ ۱۵)

ادھر افغانستان کی صورتِ حال بھی انگریزوں کے لئے کٹھن تھی - انگریزوں نے ۱۸۳۹ء کے اوائل میں افغانستان کا رخ کیا - اس وقت غزنی میں سردار دوست محمد کا بیٹا حیدر خان فوج کا سالار تھا - حیدر خان نے بڑی بے جگری سے انگریز لشکر کا مقابلہ کیا لیکن عین اس وقت جب جنگ فیصلہ کن مراحل میں داخل ہو چکی تھی سردار دوست محمد کے ایک بھتیجے نے غداری کی اور حیدر خاں کی جنگی حکمتِ عملی سے انگریزوں کو آگاہ کر دیا - اس طرح ایک بار پھر انگریزوں نے ایک غدار کی مدد سے ایک مجاہد، حیدر خان کو شکست دی اور کابل کی طرف بڑھ گئے - دوست محمد مقابلے کی تاب نہ لا سکا اور کوہ ہندوکش کی طرف فرار ہو گیا - انگریزوں نے شاہ شجاع کو تخت پر بٹھا تو دیا مگر جیالے افغانون نے بادشاہ کو تسلیم نہ کیا اور مسلسل مزاحمت کرتے رہے - انگریز فوجیں ۱۸۴۱ء تک تخت و تاج کی حفاظت کے لئے افغانستان میں رہیں لیکن نوبت بہ اینجا رسید کہ ۲، نومبر ۱۸۴۱ء کو Sir Alexander کے مکان کا محاصرہ کر کے اسے آگ لگا دی گئی اور پھر ۲۳، نومبر ۱۸۴۱ء کو دوست محمد کے ایک بیٹے اکبر خان نے انگریزوں کی چھاؤنی پر حملہ کر کے انگریزی فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا - آخر کار انگریزی فوج کے باقی ماندہ سپاہیوں کی اس شرط پر جاں بخشی کی گئی کہ وہ افغانستان خالی کر دیں گے - انگریزوں کی طرف سے دوست محمد کو آزاد انسان تصور کیا جائے گا اور شاہ شجاع افغانستان میں صرف اس شرط پر رہ سکیں گے کہ ایک لاکھ روپیہ سالانہ پنشن حاصل کرنے کے علاوہ ان کے اختیارات نہیں ہوں گے - یہ معاہدہ ۱۱، دسمبر ۱۸۴۱ء کو ہوا اور ۶، جنوری ۱۸۴۲ء کو انگریزوں نے کابل خالی کر دیا -

ہی چنانچہ فی زر درشکہ بکران ٹکسال محنت اور
جانفشانی روپیہ کی بنانی مین کررہی ہین فقط

خبر راجہ کوٹہ

اخبار انتظام سی مستنبط ہی کہ راجہ کوٹہ مسند
نشین ریاست ہوا جنسی پہلی اسکی نابالغ تہا جب
کہ بائیس برس کا سن ہوا تو اپنی ملک مین قبضہ
پایا اب نفع و نقصان اپنی ملک کی سمجہ ہوئی تو
اسنی در صورت ایک درخواست بحضور ارباب
گورنمنٹ انگریزی کی بدین مضمون دی ہی کہ
راجہ گلان بخشی بانی نی ایک جاگیر بڑی آمدنی
کی مختار ریاست کو اپنی ریاست سی خارج کرکی
دی تہی اور اوسوقت مین گیارہ برس کا تہا اسلئی
مین بچہ تہا اگرچہ مذکور دیوان فریب سی واپس دلوائی
جاوی — ہنوز اس باب مین کچہ حکم ارباب
گورنمنٹ کا صادر نہین ہوا ہی فقط

خبر بمبئی

اخبار فرینڈ اوف انڈیا سی نقل ہی کہ ازانجا کہ
بمبئی مین سانپون کی نہایت کثرت ہی اور اکثر آدمی
اس سبب سی ہلاک ہوگئی ہین اسلئی بپیشگاہ گورنمنٹ
سی حکم ہوا کہ جو کوئی سانپون کو مار کی سر اونکا
دربار مین لائیگا تو بحساب فی سانپ دو آنہ انعام
پاویگا چنانچہ سننی کی بات ہی کہ وہاں کی باشندون
نی بطمع انعام ایک روز مین دو لاکہ سانپ مارکی
اور سر دربار بحکم گورنری مین حاضر کئی —
حسب وعدہ ایک دن مین پچیس ہزار روپیہ اون
لوگون نی انعام پایا — جب سرکار نی یہ حال دیکہا
تو نہایت حیران ہوئی اور خیال کیا کہ اگر اسیطرح
ہرروز سانپ پکڑا جاویگی تو خزانہ سرکار انگریزی
خالی ہوجاویگا اسلئی حکم ہوا کہ آئندہ سی حکم سا
بق باطل ہوگا فقط

خبر چین

بنگال اخبار سی واضح ہوا کہ بالفعل ارادہ سرکار
انگریزی کا مستقر ہوا ہی کہ دس جہت
گوروان اور سپاہیون کی واسطی رفع فساد و
اہل چین کی روانہ کرین چنانچہ واسطی روانگی
افواج ظفر امواج انگریزی کی ایک جہاز موسوم
بجنگ کو کرایہ لیا اور جلد روانہ ہونیوالا ہی
اخبارات چین خبر دیتی ہین کہ جزیرہ ہوا تیم
مین اہل چین نی خانہ انگریزی مسمی گوراک
آگ سی جلا دیا اور مرمت کا اہتمام اخبارات
انگریزی کو لوٹ لیگئی اور بالکل تہ و بالا کردیا فقط

خبر میرٹھ

اخبار میرٹھ سی دریافت ہوا کہ جناب صاحبکلکٹر
بہادر میرٹھ بتقریب دورہ باغپت کو تشریف فرما
ہوئی — اس ہفتہ مین ایک معاملہ عجیب معاملہ ہوا
کہ کسی چوکیدار علاقہ ضلع بلندشہر کا چوکیدار شرکت
علاقہ تہانہ پورہ کو جا پورہ بزبان دیگر کہا گیا کہ سرکار
حکم ہی کہ تیار ہو رہی اسی طور کی ہر ایک نمونہ
تیار ہوکر چوکیدار کی پاس موجود رہین بوقت
ضرورت طلب کئی جاوینگی چنانچہ چند سو اصنات مین
اسپر عمل بہی ہوگیا جب تہانہ دار مقام پور کو یہ خبر ہوئی تو چنا
معہ پوری کی چالان عدالت کیا اب عدالت سی بتحریک
روبکار صاحب ضلع بلندشہر حال مفصل تقسیم پور کا
دریافت کیا گیا — اور ہمنی اخبار آگرہ مین بہی یہ ماجرا
لکہا دیکہا تہا معلوم نہین کیا معاملہ ہی فقط

بہرتی گہوڑون کی

ایک چٹہی صدر عالیقدر آگرہ سی اس ہفتہ مین بنام
مسٹر فریزر صاحبکلان بہادر ایجنٹ و کمشنر دہلی
کی بدین مضمون آئی ہی کہ بنام کل جاگیرداران علاقہ
ایجنٹی دہلی خاص کی لکہہ بہیجو کہ جسقدر گہوڑی ہوا قابل
نوکری رسالہ سواران انگریزی کی جنس رئیس کی
علاقہ مین ہو وین مبلغ گنگا ہردوار مین بہیج دین
کہ وہانسی سرکار انگریزی موافق بہرتی کی گہوڑی
خرید کرینگی — صاحبکلان بہادر نی بعد ملاحظہ چٹہی
صدر کی سات قطعہ خطوط بنام ہر ایک رئیس
کی بمضمون مرقومہ بالا روانہ کئی فقط

خبر دہلی

سردی کا روز بروز زوال اور موسم باعتدال آگیا ہی
اس ہفتہ مین ہوا بہت تیز چلتی رہی اسلئی باد صرصر
نی ایک عالم کو پریشان کردیا — صاحب ایجنٹ
بہادر کلکٹر دہلی حسب معمول رخصت شہنشاہ ولایت
کو تشریف لیجاتی ہین اور صاحب موصوف کی جگہہ
سرجان اوس میجسن صاحب بانکوڑہ سی یہان
تشریف لاتی ہین اور تا مراجعت صاحبکلکٹر
بہادر کی بطور قایم مقام کار کلکٹری کو انجام دینگی فقط

ہندوستان میں جہاں ایک طرف بعض نوابین، جاگیر دار، اور مفاد پرست لوگ انگریزوں کے حلقہ بگوش تھے وہاں کچھ دلوں میں بنگال کی شکست کا درد اور ٹیپو شہید کا خون کچھ لوگوں کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ اور انگریزوں کے خلاف دلوں میں نفرت آتش فشاں کے دبے ہوئے لاوے کی طرح پک رہی تھی۔ مقامی طور پر بغاوتوں کا سلسلہ جاری تھا۔ مثلاً

(1) Mutiny of Velore - (1806)

(2) Out - break in Cuttak - (1818)

(3) Insurrection in cabul (Nov 23, 1841)

(4) The Cantonment attack - Cabul (Nov. 1842)

(اس حملے کے نتیجے میں انگریز کو کابل چھوڑنا پڑا)

(5) (1848)

(6) Munities among sepoys in Punjab (1849)

و دیگر اسی سلسلے کی کڑیاں تھیں ۔۔۔ اس سارے عرصے میں روٹی کی تحریک بھی جاری رہی ۔ روٹی کو علامت کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا ۔ تحریک آزادی کے دوران انگریز جس چیز سے بہت پریشان ہوا وہ روٹی کی تحریک تھی اس لئے کہ یہ تنظیم اتنی در پردہ تھی کہ صرف روٹی دینے والے اور روٹی لینے والے کو ہی خفیہ کوڈ کا علم ہوتا تھا ۔ اور انگریزوں کی سمجھ میں یہ بھی نہ آسکا کہ یہ تحریک کہاں سے شروع ہوئی اور اس کا مقصد کیا تھا ۔ یہی تحریک کی کامیابی تھی ۔

خبر میرٹھ - ۲۸، فروری ۱۸۵۷ء

اخبار میرٹھ سے دریافت ہوا کہ جناب صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر میرٹھ بتقریب دورہ باغپت کو تشریف فرما ہوئے۔ اس ہفتے میں ایک معاملہ عجیب ہوا کہ کوئی چوکیدار علاقہ ضلع بلند شہر کے چوکیدار سڑک تھانہ ہاپوڑ کو چار پوریاں دے کر کہہ گیا کہ سرکار سے حکم ہے کہ چار چار پوری اسی طور کی ہر ایک گاؤں میں تیار ہو کر چوکیدار کے پاس موجود رہیں، بوقت ضرورت طلب کی جاویں گی چنانچہ چند موضعات میں اس پر عمل کیا گیا ہے - جب تھانے دار مقام ہاپوڑ کو یہ خبر پہنچی فوراً مع پوری کے چالان عدالت کیا - اب عدالت سے بہ ترسیل روبکار صاحب بلند شہر سے حال مفصل تقسیم پوری کا دریافت کیا گیا اور ہم نے اخبار آگرہ میں بھی ماجرا لکھا دیکھا تھا۔ معلوم نہیں کیا معمہ ہے -

○

(نور مغربی - جلد ۵، شمارہ ۹)

اطلاع مغربی - ۲۸ مارچ ۱۸۵۷ء

اخبار فینکس کلکتہ انگریزی کا بیان ہے کہ ان دنوں میجر اسکنر صاحب کمشنر ساگر و بوزن اپنی چٹھی میں رقم فرماتے ہیں کہ سابق اس سے اخبار مفصلیٹ

سپاہ ایران

اخبار سندھ سی جو اس ہفتہ مین یہان پہونچا واضح ہوتا ہی کہ دس ہزار فوج ایرانی نی ضلع مکران مین جا کی ایک گانون پر قبضہ کرلیا اور اوسی لوٹا اور وہان کی سردار کو قید کرلیا فوج مذکور اب تک اوسی گانون مین خیمہ زن ہی یہہ سپاہ آگی بہی بڑہ جاتی لیکن سپاہ خان بجگور اوسکی سد راہ ہوئی مشہور ہی کہ قریب چالیس ہزار فوج مسلح کی بوشہر مین جمع کی گئی ہی کہتی ہین کہ افسران روس بلکہ سپاہ روس بہی بوشہر مین سپاہ ایران کی ساتہہ ہین اور ہمین یقین کامل ہی کہ وہ سپاہ انگریزی کو سواحل بحر شور پر اوترنی نہ دینگی فوج ایرانی نی ایک جزیرہ مین جو کہ بوشہر سی دو میل کی فاصلہ پر ہی اسی توپون کی مورچی لگائی ہین اور مقام مذکور کی استحکام مین کمال جلدی سی سرگرمی کر رہی ہین اور ہمین یقین ہی کہ ان مورچال کی سبب سی وہ جہازات انگریزی قریب کنارہ کی نہ آنی دینگی اکثر لوگ جو قریب بوشہر رہتی تہی بخوف وقوع جنگ اور بربادی اپنی کی اوٹہہ گئی ہین فقط

قرضہ سرکاری

اگرہ اخبار سی معلوم ہوا کہ بسبب ضرورت خاص سرکار نی بعیہ سود فیصدی ساڑہ [illegible] جو اپنی ذمہ قبول کیکی راجہ ہای ہندوستان سی روپیہ طلب کیا تہا سوای راجہ گوالیار اور راجہ

ملک دار برودہ سب نی زر مطلوبہ دینی سی ایک قلم انکار کیا چنانچہ اب یہہ تجویز درپیش ہی کہ بجائی بیمہ چہ روپیہ سیکڑہ سالانہ سود دیٹا یا جاوی فقط

ریاست برودہ

کمال افسوس کا مقام ہی کہ مہاراجہ صاحب بہادر نی اس دنیای فانی سی رخت ہستی کا اوٹہایا اور داغ حسرت وناکامی کا اپنی ماندگی [illegible] چہوڑا واقع مین یہہ خاندان ہند مین قدیم الایام سی نام آور ہی اور تمام رئیسون کو اونکی مفارقت سی بڑا قلق ہوگا فقط از قران السعدین

ریاست الور

ابتدا انگلشمین انگریزی سی روشن ہی کہ اس ریاست کو سرکار بیر دست ضبط کیا چاہتی ہی — صاحب خبر لکہتی ہین کہ اس تجویز کا کچہ عجب نہین کیونکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب بہادر اپنی تجویز مین لکہہ گئی تہی کہ الور اور ریاست ہای راجپوتانہ اودی پور کوٹہ جودہپور اور بیکانیر ضبط ہون [illegible] ظاہر ہوا کہ لارڈ ڈلہوسی صاحب جو تجویز فرمائی تہی کہ نواب کرناٹک اور راجہ تنجور کی نسبت جو کچہ تنظیم وغیرہ مندرج ہین بند ہو جاوین فقط از [illegible]

گورنمنٹ

ظاہرا گورنمنٹ نی منظوری اوسکی دی ہی ایک روپیکی واسطی دینی اون لوگون کی فرمائی ہی کہ جنہون نی اضلاع [illegible] اور [illegible]

اور مالوہ مین خلیفانی اب سی تباہی اوٹہائی سخت نذر مذکور واسطی تقسیم کی سپرد حکام اضلاع مذکور کی

خبر جناب نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند

بخبر جو خبر ہی کہ [illegible] صاحب کورٹ آف ڈایرکٹرز نی گورنر جنرل ہند کو ممانعت ہوئی ہی کہ ہندوستان مین دورہ کو نہ جاوین — اب سنا جاتا ہی کہ گورنر ممدوح ماہ دسمبر مین [illegible]

خبر راجپوتانہ

صاحب اخبار انگلشمین کلکتہ بحوالہ [illegible] مقام راجپوتانہ مرقومہ ۱۹ دسمبر سی تحریر فرماتی ہین کہ [illegible] چونکہ راجاؤن کی علاقہ راجپوتانہ سی باہم متفق ہو کر یہہ مشورہ کیا کہ سرکار انگریزی نی [illegible] سلطنت انگلشیہ مین شامل کی ہین اسلئے ہم سب عہد کرکی متفق رہین کہ اگر سرکار انگریزی جو عزم تسخیر ہماری ملک کا کری تو سب باتفاق مقابلہ سرکار انگلشیہ سی کرین اور داد شجاعت دین اور سرکار بہی آگاہ رہی کہ ہم لوگ مثل مردان اودہ کی نہین ہین کہ ملک اپنا ہاتہہ سی دیدی بیٹہین — الغرض یہہ [illegible] سر بسر خالی ہی اگر سرکار انگریزی قصد لینی اونکی ملک کا کرینگی تو البتہ فساد اور فتنہ عظیم برپا ہوگا فقط

خبر پشاور

اخبار پشاور تازہ وارد سی دریافت ہوا کہ سردی مقام مذکور مین بشدت ہی گرانی غلہ بدرجہ کمال ہی [illegible] امیر دوست محمد خان والی کابل [illegible]

(Mofasallite) میں ہم نے دیکھا کہ اضلاع غرب میں کوئی مفسد پیدا ہوا ہے اور اس نے وطیرہ یہ اختیار کیا ہے کہ ہر چوکیدار علاقہ جات کو پوریاں دے کے یہ کہتا چلا جاتا ہے کہ سرکار کی طرف سے یہ عطیہ ملا ہے اس کو تقسیم بھوکوں کو کر دینا چنانچہ تمام اضلاع ساگر وغیرہ و نیز بمقام کلکتہ اس طور پر یہ حال پہنچا ہے - اہلیان سرکار انگریزی اوسکی تلاش میں نہایت سرگرم رہتے ہیں اور بھید اس معمہ کا کسی کو نہیں کھلتا ہے کہ اصل اسکی کیا ہے - بڑے بڑے حکام کی عقل اس میں دنگ ہے -

(نور مغربی ، جلد ۵ ، شمارہ ۱۳)

اس دور کا اخبار ، نور مغربی ، ہر ہفتے حوض قاضی سے شائع ہوتا تھا - محمد محمود خاں اس کے مدیر تھے - دہلی کے گرد و نواح میں اس اخبار کا اثر و رسوخ اور اشاعت ، دہلی اردو اخبار ، سے کم نہ تھی - اس اخبار میں ہی ایران اور چین میں انگریزوں کی شکست ، مسلمانوں کا انگریزوں کے خلاف عزم جہاد ، چپاتیوں یا پوریوں کی پر اسرار تقسیم اور دیگر ایسی خبریں جن میں بین السطور بہت کچھ ہوتا تھا نیز انگریزی اخبارات کے تراشے ، دیگر اخبارات کی خبروں کے خلاصے وغیرہ سلیقے سے شائع ہوتے تھے جس سے عوام میں بے چینی ، ایران میں انگریزوں کی شکست کے اثرات ، انگریزوں کی بوکھلاہٹ اور مقامی لوگوں میں تحریک آزادی کے جذبوں کی نشاندہی ہوتی ہے - ایسی ہی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ اخبارات میں سترھویں صدی سے ہی انگریز کی زیادتیوں کے خلاف خبریں شائع ہونی شروع ہو گئی تھیں گویا جتنا جتنا انگریز کا اقتدار بڑھ رہا تھا لوگوں کے دلوں میں آزادی کا جذبہ انتہائی پروان چڑھ رہا تھا -

ریاست الور - ۶ ، دسمبر ۱۸۵۶ء

اخبار انگلشمین انگریزی سے روشن ہے کہ اس ریاست کو سرکار سردست ضبط کیا چاہتی ہے - صاحب خبر لکھتے ہیں کہ اس تجویز کا کچھ عجب نہیں کیونکہ لارڈ ڈلہوزی صاحب بہادر اپنی تجویز میں لکھ گئے تھے کہ الور اور ریاست ہائے راجپوتانہ ، اودھے پور ، کوٹہ جودھ پور اور بیکانیر ضبط ہوں - یہ بھی ظاہر ہوا کہ لارڈ ڈلہوزی صاحب جو تجویز فرماتے تھے کہ نواب کرناٹک اور راجہ تنجور کی نسبت جو رواج تعظیم وغیرہ مروج ہیں بند ہو جاویں -

(نور مغربی ، جلد ۲۸)

خبر راجپوتانہ - ۲۷ ، دسمبر ۱۸۵۶ء -

صاحب اخبار انگلشمین لکھتے بحوالہ آمد چٹھی مقام راجپوتانہ مرقومہ ۱۹ دسمبر سے تحریر فرماتے ہیں کہ دہ منوالا قریب چوبیس راجاؤں کے علاقہ راجپوتانہ سے باہم متفق ہو کر - مشورہ کیا سرکار انگریزی نے اکثر ملک سلطنت انگلیشیہ میں شامل کر لئے ہیں اس لئے تم سب عہد کر کے متفق رہو کہ اگر سرکار انگریزی موہم تکفیر ہمارے ملک کا جس

اور گرمی کی تھی جن سے طلب ہو گئی قید ہوئی اس
انصاف پر تمام عضراؤں اور منبرازوں نے ملکر ڈگا تین
انگریز بن تین تال ڈال دی دیکھیے سرکار سے کیا انصاف
ہوتا ہے — اندنون خاص لکھنؤ مین نہایت چوری کا
بازار گرم ہے گلی گلی اور تہائی گھری گہری مین ڈاکہ بڑا
بڑی سی چوریان ہوتی ہین فقط

خبر لندن

اخبار ولایت تازہ واردہ سے دریافت ہوا کہ اندنون
وہان شاہزادگان ملک اودہ اور سرکار کمپنی
انگریز بہادر کی بمقدمہ تخت نشینی ملک اودہ کے
ایک نوع کا تصفیہ ہو گیا ہے ولیکن مشرح اور مفصل
معلوم نہین ہوا کہ کس طور پر اور کونسی بات پر تصفیہ
ہوا ہے — صاحب خبر لکھتی ہین کہ شاہزادگان
اودھ نے حسب مراد اپنی کی تصفیہ کیا ہے — اخبار
انگلس کلکتہ سے واضح ہوا کہ ملکہ انگلستان بنا بر تفریح
طبع مقام نکی ہیم پالس مین رونق افروز ہین اور
باعث قیام وہانکا اصلی ہے کہ ملکہ عالیہ انگلستان
باردار ہین اور ایام ولادت بچہ کے منقریب ہے جب
فارغ ہونگی لندن مین تشریف لاوینگی — اور ولایت
سے بنام نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ کی اسمضمون
کا حکم آیا ہے کہ جو راجہ وغیرہ خورد سال نابالغ اپنی
ملک مین مسند نشین ہوتا ہے انتظام اوسکی ملک
کا کس کے طور پر ہوتا ہے صاحبان انگریزی کی طرف سے
یا ہندوستانی لوگون کی طرح پر ہوتا ہے اسکی اطلاع مفصل
بعد تحقیق ارسال کرو فقط

خبر کلکتہ

انگلس کلکتہ اخبار سے معلوم ہوا کہ شہر کلکتہ مین
مرض چیچک کا اس زور و شور سے ہے کہ کوئی گہر
اس مرض سے خالی نہین اور صدہا لوگ اس مرض
سے راہی ملک عدم ہوئی ہین صاحب خبر افسوس
زور اس مرض کا لکھتی ہین کہ ڈپٹی لاصاحب کلان
بہادر علاقہ ترزوری شہر کلکتہ نے اپنی محکمہ مین
حکم اس مضمون کا دیا کہ جسکی گہر مین یہہ مرض لاحق
حال ہو اوسکو نوکری معاف ہے — مہاراجہ گوالیار
ہنوز کلکتہ مین تشریف رکھتی ہین کہتی ہین کہ جو
تحفہ تحائف کہ جو مہاراجہ بہادر نے گورنر جنرل بہادر
کو دئی تھی تیس ہزار روپیہ کی گہوڑی کو تحائف
کمپنی از کثرہ کلکتہ سے خرید کیکر کی نواب گورنر جنرل
بہادر کی خدمت مین ارسال کئی فقط

خبر گورمنٹ

اخبار کلکتہ سے اظہر من الشمس ہے کہ اندنون مین
تمام تاجران ذیشان انگلستان و ہندوستان جو
وارد کلکتہ ہین باہم متفق ہوکر درخواست
اپنی بحضور گورمنٹ بدینمضمون کی ہے کہ جسقدر
مال اور اسباب تجارت ہم لوگون کا ہر اطراف
کو جاتا ہے امیدوار ہین کہ محصول اوسکا ایک قلم
مسدود ہو جاوے چنانچہ درخواست اونکی قبول
اور منظور ہوئی اور بنا بر اطلاع کی ارباب گورمنٹ
نے درخواست مذکور حاکمان کورٹ اف ڈائرکٹرس
مین لندن کو روانہ کردی ہے فقط

ڈیرہ اسمٰعیل خان

پنجاب کی اخبار سے معلوم ہوا کہ ڈیرہ اسمعیل خان
کی قبیلان بہی بر سر فساد ہوئی ہین سنا ہے کہ ایک
انہوان اشقیاملعون نے ایک دن سرکاری رسالہ پر
چہاپا مارا بہت سے سوارونکو تو جانسے مارا اور بہتونکو
زخمی کرڈالا اسلئی ابہی سرکولی کی واسطی بہت سے
فوج ڈیرہ غازیخان مین جمع ہوئی یہہ فوج سوار
اور پیادہ اور توپخانہ سے مشتمل ہوئی اور پہاڑون
سے اوسطرف بہی جاویگی اور کمان افسر اسکی
برگیڈیر چیمبرلین صاحب مقرر ہوئی ہین فقط

مرزاپور

مرزاپور مین ایک چوبی صندوق تین سو سینتالیس
کا مچہلی زمین مین گڑا ہوا سرکاری اہلکارونکی
ہاتھ لگا ہے کسی ڈاکو صاحب نے بحکمت حفاظت
بہرسی اوتار رکہی ہو نگی فقط

خبر دہلی

موسم سست ہے اس ہفتہ مین ہوا بڑی دہوم
کی ہو چکی اور ایک علاقہ پہولی نے نزول کیا تہا
اس ہفتہ مین میور صاحب بہادر صدر بورڈ
آگرہ سے دہلی مین تشریف لائی پہلی کچہری کمشنری
کی دفتر کو ملاحظہ کیا اور مسل کیارہی بہادلی کی دیکھی
دیکھی بعدہ کچہری کلکٹری کی تمام کو اغذات دفتر
کی ملاحظہ کئی

پہاڑ گنج

بیرون شہر شاہ علاقہ
تہانہ پہاڑ گنج مین ۱۳ ماہ حال کو ایک ڈاکہ بڑا بہی
پنج کو بیان جو اس علاقہ مین وہان ہوتی ہین

وقت کرے تو سب بہ اتفاق مقابلہ سرکار انگلشیہ سے کرو اور داد شجاعت دو اور سرکار بھی آگاہ رہے کہ ہم لوگ مثل مردمان اودھ کے نہیں ہیں کہ ملک اپنا ہاتھ سے دے بیٹھیں - الغرض یہ رجواڑہ بر سر پرخاش ہے اگر سرکار انگریزی قصد لینے اوسکے ٹھہریگی تو البتہ فساد و فتنہ عظیم پیدا ہو گا -

(نور مغربی ۔ جلد ۴ شمارہ ۵۱)

ڈیرہ اسماعیل خان - ۱۰ مارچ ۱۸۵۷ء -

پنجاب کے اخبار سے معلوم ہوا کہ ڈیرہ اسماعیل خاں کے پٹھان بھی بر سر فساد ہوئے - سنا جاتا ہے کہ ان اخوان الشیاطین نے ایک دن سرکاری رسالہ پر چھاپہ مارا - بہت سے سواروں کو تو جان سے مارا اور بہتوں کو زخمی کر ڈالا - اس لئے ان کی سرکوبی کے واسطے بہت سی فوج ڈیرہ غازی خاں میں جمع ہوگی -

(نور مغربی - جلد ۵ شمارہ ۱۱)

خبر جے پور - ۲۸، مارچ ۱۸۵۷ء -

اخبار جے پور سے معلوم ہوا ہے کہ شہر جے پور خانہ شماری ہوگی اور رعایا کے دل کو خوف بے شمار ہے - پولیٹیکل ایجنٹ جے پور کھیڑی نام ایک مقام علاقہ جے پور میں قیام پذیر ہیں لکھتے ہیں کہ وہاں کی رانی کچھ فساد برپا کیا چاہتی ہے چنانچہ مہاراجہ جے پور نے دو رجمنٹیں پیادوں کی اور ایک رجمنٹ سواروں کی اور ایک کمپنی توپخانہ کی مقام فساد کی طرف مامور فرمائی ہے ۔

(نور مغربی - جلد ۵ شمارہ ۱۳)

خبر لکھنئو - ۲۸، مارچ ۱۸۵۷ء -

ایک چٹھی آمد لکھنئو مندرجہ دہلی گزٹ سے واضح ہوا تھا کہ آٹھ روز سے یہاں ہڑتال یعنی بازار بند ہیں - اب اخبار تازہ لکھنئو سے معلوم ہوا کہ اب سرکار نے اطمینان کردیا - سبھوں نے راضی ہو کر دکانیں کھولدیں - سابق میں سرکار انگریزی کی طرف سے حکم خانہ شماری سارے لکھنئو کا ہوا تھا -

(نور مغربی ۔ جلد ۵ ، شمارہ ۱۳)

خبر کلکتہ - ۲۸ ، مارچ ۱۸۵۷ء -

اخبارات کلکتہ سے دیکھا گیا ہے کہ مقام مذکور میں گوروں نے بہت سر اٹھا رکھا ہے - سربازار ہر ایک سے دنگا فساد کرتے ہیں اور مسجدوں اور گھروں میں گھس جاتے ہیں - باعث اس کا یہ ہے کہ قرار واقعی سزا نہیں ملتی -

(نور مغربی - جلد ۵ ، شمارہ ۰۰)

خبر کلکتہ - ۱۲، اپریل ، ۱۸۵۷ء -

صاحب سلطان الاخبار کلکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ فورٹ ولیم یعنی قلعہ کلکتہ میں ایک کمیٹی بڑے تزک سے ہوگی ۔اور اس میں بڑے بڑے صاحبان عالی شان جمع ہوں گے ۔ باعث اس کا یہ ہے کہ درمیان پلاٹن انگریزی واقع مقامات ، اچانک دھرم پور کے سپاہیوں نے کارتوس لینے سے انکار کر دیا ہے اور بہت سے سپاہی تو نوکری چھوڑ کر چلے گئے ہیں ۔اس باب میں کشت و خون بھی ہوا ہے۔

(نور مغربی - جلد ۵ ، شمارہ ۱۰)

مندرجہ بالا مخطوطات سے بتدریج بڑھتی ہوئی بے چینی کا اندازہ ہوتا ہے ۔ عرصے سے سید احمد شاہ بھی عوام میں آزادی کا جذبہ بیدار کرنے میں معروف تھے ۔ وہ سارے ہندوستان میں پھرے اور آخر کار تسخیر دہلی کے بعد ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے ۔ ذیل کے مخطوطات میں ان کی سرگرمیوں کا ذکر ملتا ہے ۔

خبر لکھنئو - ۲۹ ، نومبر ۱۸۵۶ء -

ان دنوں ایک درویش احمد اللہ نامی یہاں آئے ہوئے ہیں اور بہت فقیر ، فقراء وغیرہ ان کے ساتھ ہیں ۔گو بظاہر فقیر ہیں لیکن سب ٹھاٹھ امیرانہ اونکے ہمراہ ہے ۔ کیفیت اونکی اس طرح پر ہے کہ ایک نئی بات دیکھنے میں آئی ہے ۔ یعنی پنج شنبہ کے روز مجمع کثیر ہوتا ہے ، تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں ۔ مجلس حال قاف کی ہوتی لیکن نئی چال کی ہوتی ہے کہ عین جوش حال میں فرش پر آگ گراتے ہیں انکے ساتھی اوسی حال میں کچھ کھا کر باقی فرش والے لوٹ کر بجھاتے ہیں ۔ نہ کپڑے میں دھبہ لگتا ہے نہ حلق میں چھالے پڑتے ہیں اور اوسی وجد میں جب آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھاتے ہیں تو اشرفیاں روپے اون میں آجاتے ہیں ۔ وہ گویوں کو انعام ملتا ہے ۔ شغل صبح و شام رہتا ہے ۔

(نور مغربی - جلد ۴ ، شمارہ ۴۷)

خبر فیض آباد - ۲۱ ، فروری ۱۸۵۷ء

علاقہ اودھ میں ایک شاہ صاحب چند روز سے وارد ہوئے تھے ۔ مجذوبوں کی طرح بڑ میں یہ بات کیا کرتے تھے کہ دیکھیے عنقریب انتقام لیتا ہوں ۔ سب انگریزوں کو نکلوائے دیتا ہوں ۔ عوام تو ذرا سی بات میں آجاتے ہیں ۔ ایک ہجوم جلد ہی وہاں جمع ہو تی ۔ کپتان اور بڑے صاحب مہتمم شہر کی بھی تجویز ہوئی کہ ان کا اٹھا دینا مناسب ہے ۔ خلقت کا ہجوم اچھا نہیں ۔ شاہ صاحب کو فہمائش ہوئی کہ اپنا بوریہ بستر اٹھاؤ ۔ یہاں سے چل دو ۔ اونہوں نے جواب دیا کہ ہرگز نہ جاؤں گا بلکہ تم سب کو نکلوا دوں گا ۔ ۱۹ ۔ فروری کو بہت ہشت ہشت ہوئی ۔ آخر کار لڑائی کی نوبت پہونچی ۔ شاہ صاحب کے ساتھی بارہ آدمی لڑنے کو تیار ہوئے ۔ دو کمپنیاں ان کے مقابلے پر آئیں ۔ بندوقیں

مارنے لگیں ۔ اس مار پیٹ میں لیفٹیننٹ ٹامسن صاحب بہادر ، بائیس رجمنٹ کے سواروں کے دو صاحب اور زخمی ہوئے ۔ چند سپاہی مارے گئے ۔ شاہ صاحب کئی آدمیوں سمیت گرفتار ہوئے ۔ باقی ساتھی بھاگ گئے ۔

(نور مغربی ۔ جلد ۵ ، شمارہ ۸)

خبر لکھنؤ ۔ ۷ ، مارچ ۱۸۵۷ء ۔

علاقہ فیض آباد میں جو شاہ صاحب سے قصہ ہوا تھا اور پرچہ سابق میں ان کا حال بھی لکھا تھا ، اب تحقیق ہوا کہ وہ احمد شاہ ہیں جو پہلے یہاں گھسیاری منڈی میں اترے تھے اور اس طرح کی بڑ مارا کرتے تھے ۔ اب باب میں سرکار نے تھانہ دار پر الزام رکھا ہے اس لئے کہ جب صاحب منتظم شہر اور کوتوالی تلاشی کو گئے تو شاہ صاحب کے پاس سے بہت سے ہتھیار نکلے اور تھانے دار نے روزنامچے میں اونکے ہتھیار کی فہرست نہ لکھی اس لئے تھانے دار موقوف ہوا ۔

(نور مغربی ، جلد ۵ شمارہ ۱۰)

ایران میں انگریزوں کی شکست ، چین میں ناکامی ، افغانستان میں تباہی ، وغیرہ سے انگریز ایک طرح سے بحران میں مبتلا تھے ۔ حریت پسند اذہان نے اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی اور ایران کے حوالے سے ایسی خبریں پھیلائیں جو انگریزوں کے لئے ایک اعصابی جنگ کا سبب بن سکیں ۔

خبر ایران ۔ ۲۱ ، فروری ۱۸۵۷ء ۔

ایک کارسپانڈنٹ دہلی گزٹ کا مقام کابل سے لکھتا ہے کہ سردار سلطان خاں نے امیر کابل کو لکھا ہے کہ امیر آخور وکیل شاہِ ایران کا قندھار میں آیا ہے اور ایک فرمان شاہِ ایران کا اس مضمون کا لایا ہے کہ ما بدولت نے انہیں اکثر مطلع کیا ہے کہ کفار کے شریک نہ ہو اور اپنے ہم مذہبوں کا ساتھ دو اگر انگریز تمہیں ترغیب و طمع دیں سلطنت ایک ملک کا دیتے ہیں تو ہم تمہیں حاکم دو ملک کا کردیں گے اور وہ تم سے اقرار ایک لاکھ روپے ماہانہ کا کرتے ہیں تو ہم دو لاکھ روپے ماہانہ دیں گے ۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ تمہیں ایک کروڑ دیں گے تو ہم دو کروڑ روپیہ دیں گے لیکن اگر تم اس وقت میں ہماری مدد نہ کروگے تو آئندہ کو نادم و پشیمان ہوگے ۔

(نور مغربی جلد ۵ ۔ شمارہ ۸)

افغانستان ۔ ۷ ، مارچ ۱۸۵۷ء

کابل میں زباں زدِ خاص و عام ہے کہ موسم برف کا آخر ہوتے ہی ایرانی داخل کابل ہوں گے ۔ گو غلام حیدر خان قندھار میں مقیم ہے مگر بڑا نادم ہے ۔ کارسپانڈنٹ صاحب لکھتے ہیں کہ جمیع رعایا کابل اور جمیع افغانستان کے باشندے خیر خواہ ایران

ہیں - عجب نہیں کہ وقتِ آمدِ سپاہِ ایران کے رعایا، سپہ سالار لشکرِ ایران سے رجوع کرے - ہر آدمی کو زعم ہے کہ شاہ ایران کی مداخلت یا ظلم بہتر ہے اہلیان انگریزی سے کہ خیر، قوم ہماری میں رجوع نہیں کریں گے -

(نور مغربی - جلد - ۵، شمارہ ۱۰)

خبر چین - ۱۷ - فروری ۱۸۵۷ء

اخبارات کلکتہ سے روشن ہوا کہ درنیوالا شاہ چین نے اپنی قلمرو میں اشتہارات بہ ایں مضمون جاری کئے ہیں کہ جس وقت جہاز یا لشکر انگریزوں کا ہماری قلمرو میں آتے دیکھو بے تکلف لوٹ لو اور کسی قوم عیسائی کو اپنے چنگل سے نہ چھوڑو اور اگر کچھ فوج کی ضرورت پڑے تو ہم سے طلب کرو - اور جو انگریز کہ جہاں کہیں ہماری قلمرو میں ہیں، خواہ اعلانیہ و خواہ خفیہ مقیم ہیں اونکو غنیم سمجھنا چاہیئے - اور جو شخص کہ سر، کسی انگریز کا، تن سے جدا کر کے لائے گا شاہ چین سے انعام پائے گا -

(نور مغربی - جلد ۵، شمارہ ۷)

خبر چین، ۲۸ - فروری ۱۸۵۷ء

فینکس اخبار سے واضح ہوا کہ ارادہ سرکار انگریزی کا اس طور مقرر ہوا ہے کہ دس رجمنٹ گوروں اور سپاہیوں کی واسطے رفع فساد اہل چین کو روانہ کریں - چنانچہ واسطے روانگی افواج ظفر امواج انگریزی کے ایک جہاز کو کرایہ پر لیا اور جلد روانہ ہونے والا ہے - اخبارات چین خبر دیتے ہیں کہ جزیرہ، ہوامپو میں اہل چین نے خانہ، انگریزی مسمی کورا کو آگ سے جلا دیا اور مرمت گاہ جہازات انگریزی کو لوٹ کر لے گئے اور بالکل تہہ و بالا کر دیا -

(نور مغربی - جلد ۵، شمارہ ۹)

پیام روس - ۱۴ مارچ ۱۸۵۷ء -

شاہ ایران جو روسیوں سے خواستگار مدد ہوئے تھے - سو سنا ہے کہ روسیوں نے بیڑا روسی فوج کا سپین کے نواح میں ایران کی مدد کے واسطے تیار کیا ہے - اور ساتھ ہی اوس کے روسیوں نے شاہ ایران کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ ہم سے ایک اقرار نامہ پختہ کرلیں - ایسا نہ ہو کہ پھر ہم سے فرنٹ ہو جاویں - سو جب تک وہاں سے جواب اس کا نہ آئے گا روس مدد نہ کریں گے -

(نور مظہری - جلد ۵، شمارہ ۱۱)

۱۹ - مارچ ۱۸۵۷ء - (ایڈیٹوریل صادق الاخبار)

دلی میں ہر سڑک اور شاہراہ کے دروازوں پر آج کل شاہ ایران سے منسوب ایک اشتہار چسپاں کیا جا رہا ہے - ہمارے ایک دوست نے جامع مسجد کی پشت پر چسپاں،

اسی قسم کے ایک اشتہار کی نقل ہمیں مہیا کی ہے - اس کا خلاصہ یہ ہے: ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ وہ عیسائی حکومت کی کسی طور پر بھی مدد نہ کریں بلکہ اپنی اپنی اہلیت اور قابلیت کے مطابق مسلمانوں کی فلاح اور بہبود کے لئے کوشش کریں - وقت آگیا ہے کہ شاہ ایران ہندوستان پر قبضہ کرکے وہاں کے حکمران اور رعایا کو انگریزی حکومت سے نجات دلائے اور انگریزی حکومت نے ہندوستان پر جو تباہی اور بربادی کی ہے اس کا انسداد کر کے وہاں کے لوگوں کو دوبارہ خوش حال کرنے کی کوشش کرے - شاہ ایران کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کریں گے -

یہ تھا اس اشتہار کا خلاصہ - اس کے بعد محمد صادق خان، جس نے یہ اشتہار شائع کیا ہے، لکھتا ہے کہ اس ماہ کی چھ تاریخ تک ۹۰۰ ایرانی فوجی چند بڑے افسروں کی سرکردگی میں ہندوستان میں داخل ہو چکے ہیں - ان میں سے پانچ سو، مختلف بھیس میں خود دہلی میں موجود ہیں - وہ خود بھی ان میں سے ایک ہے - اس اشتہار کی اشاعت کے لئے وہ چار تاریخ کو دہلی پہنچا تھا - اس کا کام ہندوستان کے مختلف علاقوں سے خبریں حاصل کر کے شاہ ایران کو بھیجتا ہے - وہ ایرانی فوج کے ہندوستان پر حملے کے متعلق مزید معلومات جلد ہی دہلی کے عوام کو پہنچائے گا -

یہاں کے عوام کا خیال ہے کہ اس اشتہار کا مقصد سوائے افواہیں پھیلانے کے کچھ نہیں - میں خود محمد صادق خان سے پوچھتا ہوں کہ اس کے ہندوستان آنے کا مقصد کیا ہے - اگر اس کا مقصد دہلی کے عوام کو جنگ کے لئے اکسانا ہے تو یہ بیوقوفی ہے - اگر وہ جاسوسی کے لئے آیا ہے تو اشتہارات شائع کر کے بھید کھول دینا بھی حماقت ہے - اگر وہ اس قسم کی حرکتیں کر کے اپنے پیسے ضائع کرنا چاہتا ہے تو الگ بات ہے - ان سب باتوں کو بھی بھول جائیے - ہندوستان پر ایران کے قبضے سے کیا ہندوستان کے ہندو خوش ہوں گے - اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود ہندوستان کا تخت سنبھالنا چاہتا ہے - ہندوستان کے ہندو تو جب ہی خوش ہوں گے جب شاہ عباس کی طرح شاہ ایران ہمارا اپنا بادشاہ دہلی کے تخت پر بٹھا دے - خود ایران کے بادشاہ کو اس طرح تیمور نے تخت لے کر دیا تھا - اور شاہ عباس نے ہمایوں کی مدد کر کے اسے دہلی کا تخت دلایا تھا -

(صادق الاخبار - جلد ۲، شمارہ ۱۱)

مذکورہ بالا اداریے میں کہیں یہ خیال ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ اشتہار فرضی ہو سکتا ہے یا صادق نام فرضی ہو سکتا ہے - پوری تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے اس اشتہار کے مندرجات متوقع تھے - جیسے ہندوستان کے عوام کسی غیبی مدد کی توقع رکھتے ہوں - انتہائی مایوسیوں میں ہی

انسان The Unexpected کا انتظار کرتا ہے ---بہر حال اِس قسم کے اشتہارات وغیرہ سے انگریزوں کا اعصابی بحران ضرور بڑھتا ہو گا۔ اسی لئے یہ رائے بھی قائم کی جاسکتی ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی اگرچہ بظاہر اچانک شروع ہوئی لیکن مذکورہ صورتِ حال پر گہری نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اِس تحریک کے پس پردہ جو اذہان کام کر رہے تھے، ہو سکتا ہے انہوں نے سوچ سمجھ کر اس کی ابتدا کا خطرہ مول لیا ہو۔ یہ اور بات کہ غداروں کی سرگرمیوں اور بہت سے دیگر عوامل کے سبب یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

یہ جنگ ۱۱، مئی کو شروع ہوئی۔ ۱۲، مئی کو مجاہدین کی فوجیں دہلی پہنچیں اور بہادر شاہ ظفر کو سپاسنامہ پیش کیا گیا جس میں اعلانِ جنگ کے اسباب کی وضاحت تھی۔ بادشاہ کو مجاہدین نے اپنا حاکمِ اعلیٰ تسلیم کیا اور (خیال غالب ہے کہ) بادشاہ کو یقینِ فتح دلانے کی غرض سے بہت سے اعداد و شمار میں مبالغے سے کام لیا گیا۔ یہ جنگ ۱۶۔ ۲۰ ستمبر تک جاری رہی۔ اِس عرصے میں جو کچھ ہوا اس کی بہت سی تفصیلات اِن خطوط سے ملتی ہیں جو اِس کتاب میں شامل ہیں۔ گویا ایک طرف تو انگریزوں نے جاسوسوں کا جال پھیلا دیا تھا جو مجاہدین کی پوری جنگی حکمتِ عملی سے انگریزوں کو آگاہ رکھے ہوئے تھے اور دوسری طرف ان جیالوں کو ایسی قیادت نہ مل سکی جو باقاعدہ اِس فوج کی تنظیم کرتی۔

اِن فوجوں کی کمان ابتداً شاہ زادوں کے ہاتھ میں تھی جو جنگی حکمت عملی سے واقف نہ تھے۔ خاص طور پر شاہ زادہ مغل، جنہیں شروع میں کمانڈر اِن چیف بنا دیا گیا تھا، بالکل نا اہل تھے۔ چنانچہ تجربہ کار اور ماہر فوجیوں کی تجاویز پر شہزادے کی منظوری حاصل کئے بغیر عمل درآمد نہیں ہو سکتا تھا۔ گویا شاہی فرمانوں کے ذریعے جنگ لڑی جا رہی تھی۔ بعد میں جنرل بخت خان اور جنرل سدھارا سنگھ کو علیحدہ علیحدہ فوجوں کی کمان دی گئی اور مرزا مغل اپنی فوج کی کمان کرتے رہے نتیجہ یہ نکلا کہ فوج کے تین حصے ایک دوسرے کی مدد کرنے کی بجائے، ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے چکر میں، ایک دوسرے سے لاتعلق رہے چنانچہ نجف گڑھ کے محاذ پر جب جنرل سدھارا سنگھ کی فوج کو شکست ہوئی تو جنرل بخت خان ان کی مدد کو نہ پہنچے یا نہ پہنچ سکے۔ مرزا مغل ہمہ وقت سپہ سالاری کے تردد میں رہے اور جنرل نجف خان اپنے خلاف سازشوں سے نبرد آزما رہے۔ زیادہ تر خفیہ جنگی منصوبوں پر عمل درآمد ہونے سے پہلے ہی غداروں کے ذریعے انگریزوں تک پہنچ جاتے تھے۔ جنگِ آزادی لڑنے والوں میں مختلف فوجی دستے شامل تھے جن میں میرٹھ کے سپاہیوں کے علاوہ ٹونک، نجف گڑھ، جھانسی، جھجر، حصار، سہارن پور، بریلی، نصیر آباد اور بنارس تک کے دستے شامل تھے۔ گوالیار کے فوجی دستے بھی راجہ کی مرضی کے خلاف مجاہدین سے آملے تھے لیکن اِن مختلف فوجی دستوں کے اپنے اپنے انداز اور مسائل تھے جنہیں ایک

جنگی تنظیم کے تحت منظم نہ کیا جاسکا۔ ادھر انگریزوں کی عسکری طاقت میں کپور تھلہ، پٹودی، گوالیار، پٹیالہ، کشمیر، اور رامپور کے فوجی دستے تھے جو سب انگریزی فوجی تنظیم اور کمان کے تحت تھے۔

دہلی میں انتظامی امور پر قابو نہ پایا جاسکا۔ لوگ انگریزوں کی فوج سے نکل کر دہلی میں داخل ہوجاتے تھے اور کوئی پرسان حال نہ تھا کہ یہ لوگ جاسوس ہیں، انگریزی فوج کے سپاہی ہیں یا عام شہری ہیں۔ جنگ کے دوران شہر میں آنے جانے والوں کی کڑی نگہداشت اور چھان بین ہوا کرتی ہے مگر وہاں ایسا نہ تھا۔ غداروں کے خطوط میں جوہر سنگھ کے ۱۹۔ جون کے خط اور کئی دیگر خطوط سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ لوگ انگریزوں کے فرستادہ، دہلی میں آتے تھے اور حریت پسندوں کی خبریں حاصل کر کے بھیجتے تھے۔ مخبروں کی آمد و رفت کھلے بندوں جاری تھی۔ دہلی کے باہر انگریزی فوج کو کمک پہنچانے والے راستوں کی کوئی ناکہ بندی نہیں کی گئی اور انگریزی فوجیں روزانہ پہنچنے والی کمک سے اپنی پوزیشن مستحکم کرتی رہیں۔ بہادر شاہ ظفر خود انگریزوں کی طرف سے ملنے والے وظیفے پر گذارہ کرتے تھے لہذا شاہی خزانہ جنگ کے اخراجات کا بار نہ اٹھاسکا اور نفسا نفسی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

رجب علی کے ۲۹۔ جولائی کے خط سے پتہ چلتا ہے کہ شہر میں ہندو مسلم کشیدگی بھی پیدا ہو گئی تھی، یہاں تک کہ بہادر شاہ ظفر کو شہر میں گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگانی پڑی۔ یہ بھی بعید از قیاس نہ ہو گا کہ یہ، کار گذاری، بھی انگریزوں کی ہو اور انہوں نے غداروں کے ذریعے حریت پسندوں کی طاقت اور یک جہتی کو ختم کرنے کے لئے شہر میں یہ صورت حال پیدا کرائی ہو اس لئے کہ تقسیم کرو اور حکومت کرو Divide and Rule انگریزوں کا ہی ترتیب دیا ہوا فارمولا ہے۔

۱۱۔ مئی سے لے کر ۱۳، ستمبر تک شہر پر حریت پسندوں کا قبضہ رہا باوجودیکہ شہر کے اندر افراتفری، بھوک، گولہ بارود اور پیسے کی کمی، اور تنظیم کا فقدان تھا۔ ان کی ہر جنگی حکمت عملی کی قبل از وقت انگریزوں کو اطلاع ہونے کے سبب مجاہدین کے حملے ناکام ہوتے رہے اور وہ بھاری جانی نقصان اٹھاتے رہے۔۔ غدار رجب علی نے جو بارود خانے کا داروغہ تھا، خود بارودخانے کا ذخیرہ تباہ کر کے مجاہدین کو بے دست و پا کردیا۔ اس کے باوجود ۱۱، ستمبر تک مجاہدین انگریزی کیمپ پر حملے کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۸، ستمبر کو لاہوری دروازے کے محاذ پر انگریزوں کو شکست دی ---------- ۱۹، ستمبر کو انگریز شہر میں داخل ہوگئے اور ۲۰، ستمبر کو دہلی مکمل طور پر ان کے قبضے میں آگیا۔ بظاہر تو Mutiny was crushed غدر کو ختم کر دیا گیا مگر کیا بات یہیں پر ختم ہو گئی؟

غداروں کے خطوط میں جگہ جگہ ذکر آیا ہے کہ فوج اپنی تنخواہ کا مطالبہ کرتی ہے اور شاہی خزانہ تنخواہیں دینے سے قاصر ہے۔ تراب علی کا خط (۱۱۳) ۲، ستمبر ۱۸۵۷ء میں تو مندرجہ ذیل درد ناک صورت حال کا تذکرہ ملتا ہے:۔

> فوج کے افسران نے تنخواہ کا مطالبہ کیا تو بادشاہ نے کہا کہ ان کے پاس کوئی رقم نہیں ہے جو ان کو دی جاسکے۔ اس پر فوج کے افسران نے دھمکی دی کہ وہ شاہی خاندان کے تمام افراد کو قتل کر کے محل اور شہر دونوں کو لوٹ لیں گے۔ یہ سن کے بادشاہ اپنے تخت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے تخت کی گدی ان افسروں کی طرف پھینک کے حکم دیا کہ شاہی محل کے تمام نوادرات اور شاہی خاندان کی بیگمات کے زیور ان افسروں کے حوالے کر دئے جائیں۔ اس کے بعد وہ کعبے کی طرف رخ کر کے رونے لگے اور کہا کہ انہیں اپنے گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔ انہیں بھی اگر انگریزوں کے ساتھ ہی قتل کر دیا جاتا تو اتنی بے عزتی برداشت نہ کرنی پڑتی۔ بادشاہ کو اس طرح روتے دیکھ کر بیگمات اور وہاں موجود درباریوں کے بھی آنسو نکل آئے۔ فوج کے افسر اپنی لاچاری اور غربت کے باوجود یہ دیکھ کے بے حد شرمندہ ہوئے۔

(فوج کے افسران کا مطالبہ بھی بہت حد تک جائز تھا کہ فوج کے پاس نہ صرف اسلحہ بارود بلکہ خوراک کی بھی کمی تھی۔ انہیں تنخواہ کی سخت ضرورت تھی اور تنخواہیں ادا کرنے کے وسائل محدود تھے۔ فوج کے افسران نہ صرف خود پریشان تھے بلکہ انہیں سپاہیوں کے مطالبات کا بھی اندازہ تھا کیوں کہ سپاہی بھی خوراک اور ضروریات کے لئے اپنی اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہ افسران بادشاہ کی بے بسی پر شرمندہ ہوئے۔ تراب علی کے اس خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ صورت حال کا اندازہ ہونے کے بعد شہزادہ مغل کچھ رقم لائے جو ان فوجی افسروں کو دی گئی۔ مذکورہ بالا صورت حال سے جہاں بگڑے ہوئے حالات کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مجاہدین کس بے بسی کے عالم میں یہ جنگ لڑ رہے تھے۔

کسی بھی جنگ کے دوران اور اس سے زیادہ جنگ کے بعد، غیر فوجی افراد سے سلوک کے دعوے اور بین الاقوامی قوانین اپنی جگہ لیکن عمل کی منزل پر بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ فاتح فوج مفتوح ملک یا علاقے کے عوام سے انسانی سلوک کرے۔ آج کے "مہذب" اور ترقی یافتہ دور میں اقوام متحدہ کے سارے انسان دوست قوانین کی موجودگی میں عراق میں نہتے فوجیوں اور عوام پر (جن میں عورتیں اور بچے شامل تھے) نیپام بموں کی بارش اِس صورتِ حال کی وضاحت کرتی ہے کہ مہذب کہلانے والی قومیں بھی (ہی) انسانی اقدار کو کس طرح پامال کرتی ہیں۔ یہی کچھ دہلی کی تسخیر کے بعد ہوا۔ ذیل میں منٹگمری کی کتاب The Indian Empire سے اقتباس نقل کیا جارہا ہے۔

It is not likely that the number of natives, whether sepoys or city people, who were slaughtered at Delhi, will ever be even approximately estimated. The Indians are not good accountants, and will probably be very inaccurate in this point of their record. But the capture of the city will, in all probability, find its historian, as the previous ones have done; and then some light will be thrown on the sufferings of the 69,738 men, and the 68,239 women, who inhabited Delhi before the siege. Meanwhile, we may rest assured, that "no such scene has been witnessed in the city of Shah Jehan since the day that Nadir Shah, seated in the little mosque in the Chaudnee Chouk, directed and superintended the massacre of its inhabitants."§

(I.O.L Dct 370/30 P-430)

(ترجمہ) سقوط دہلی کے بعد شہر میں ہندوستانیوں کا جو قتل عام ہوا، خواہ وہ سپاہی ہوں یا عوام، اس کی صحیح تعداد کا تعین تو کیا اس کا اندازہ لگانا بھی ممکن نہیں -------- ہندوستانی حساب کتاب کے معاملے میں ویسے بھی کمزور ہوتے ہیں۔ انہوں نے کوئی تعداد بتائی تو غلط ہو گی -- لیکن یہ ممکن ہے کہ اس جیسے دوسرے واقعات کی طرح مورخین ایک دن اس واقعہ کی طرف بھی متوجہ ہونگے اور اس وقت غدر کے دوران دہلی میں بسنے والے ۶۹۷۳۸ مرد اور ۶۸۲۳۹ عورتوں پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں ان پر روشنی ڈال سکیں گے --- لیکن اس وقت ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس دن سے جب نادر شاہ نے چاندنی چوک کی ایک چھوٹی سی مسجد میں بیٹھ کر دہلی کے عوام کا قتل عام کرایا تھا، آج تک شاہ جہاں کے بسائے ہوئے اس شہر میں اس قسم کے واقعات (غدر کے بعد کے قتل عام کے علاوہ) دیکھنے میں نہیں آئے

اس سلسلے میں یہ وضاحت بھی بے محل نہ ہو گی کہ نادر شاہ کے حکم کے سلسلے میں تو ایسا ریکارڈ بھی ہے کہ اس نے صرف فوج اور جنگ میں ملوث لوگوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا یہ اور بات ہے کہ اس کی فوج نے بوجوہ عوام کو بھی قتل کیا جس کے سبب نادر شاہ بربریت کی علامت بن گیا مگر تسخیر دہلی تو "مہذب" قوم کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ جو غیر فوجی عوام، عورتوں، بچوں اور بیماروں اور زخمیوں کے قتل عام کے بعد بھی مہذب قوم کہلاتی ہے۔ جنرل منٹگمری نے (جسے قتل عام کا مخالف ثابت کیا جاتا ہے) ہڈسن کو تسخیر دہلی کے بعد عجلت میں جو خط لکھا تھا اس میں قتل عام کو نہ صرف سراہا گیا بلکہ وہی کچھ دوہرانے کی توقع اور امید ظاہر کی گئی۔

"My dear Hodson,

"All honour to you (and to your 'Horse') for catching the king and slaying his sons. I hope you will bag many more!—In haste, ever yours,

"R. Montgomery."

(Dct 370/30 I.E P-430)

(ترجمہ) میرے عزیز ہوڈسن -
بادشاہ کو قید کرنے اور شاہ زادوں کو قتل کرنے پر آپ اور آپ کی رجمنٹ اعزاز کی مستحق ہے - مجھے امید ہے آپ شکار جاری رکھیں گے ---- عجلت میں -----
------ ہمیشہ تمہارا - آر - منٹگمری -

یاد رہے کہ Making the Bag کی اصطلاح ہوڈسن نے مقامی باشندوں کے قتل عام کے لئے ایجاد کی تھی جو انگریزی فوج کے بڑے افسروں میں مقبول تھی -

سقوط دہلی کے بعد کے جو واقعات ملتے ہیں وہ یا تو انگریز مورخین کے لکھے ہوئے ہیں یا انگریزی استبداد سے خائف وقائع نگاروں کے تحریر کردہ ہیں جن کو پڑھنے کے بعد کہیں تو بین السطور تھوڑی بہت بات سامنے آجاتی ہے اور کہیں کچھ کڑیاں ملانی پڑتی ہیں -ان واقعات یا اس وقائع نگاری میں مقامی باشندوں کو درندے، وحشی حتیٰ کہ کتے تک کہا گیا ہے :

A *gentleman*, whose letters, published in the *Bombay Telegraph*, afterwards went the round of the Indian and English papers—remarks, that "the general's hookum regarding the women and children, was a mistake," as they were "not human beings, but fiends, or, at best, wild beasts, deserving only the death of dogs." He then describes the state of affairs on the 21st of September:—

"The city is completely deserted by all the mutineers; and, in fact, there are few native of any sort to be found, excepting those of our army. All the city people found within the walls when our troops entered were bayoneted on the spot; and the number was considerable, as you may suppose, when I tell you that in some houses forty and fifty persons were hiding. These were not mutineers, but residents of the city, who trusted to our well-known mild rule for pardon. I am glad to say they were disappointed."

Another writer remarks—"For two days the city was given up to the soldiery; and who shall tell in how many obscure corners the injured husband, son, or brother, took his blood for blood!"||

I.O.L 370/30 Vol ii P.449

(ترجمہ) ایک شخص جس کے خطوط ٹیلیگراف بمبئی میں شائع ہونے کے بعد ہندوستان اور انگلستان کے دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوئے ، لکھتا ہے کہ عورتوں اور بچوں کے متعلق جنرل کا حکم ایک غلطی تھی (غالباً یہاں اس حکم سے مراد ہے جس کا بہت پرچار کیا گیا تھا کہ جنرل منٹگمری نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا تھا) کیوں کہ وہ انسان نہ تھے بلکہ درندے اور جنگلی جانور تھے اور کتوں کی موت مرنے کے مستحق تھے -

آگے چل کر ۲۱ ستمبر کے حالات بیان کرتا ہے :-

شہر باغیوں سے خالی ہو چکا ہے - سوائے ان کے جو ہماری فوج سے متعلق ہیں مقامی باشندے چند ہی نظر آتے ہیں - جب ہماری فوجیں شہر میں داخل ہوئیں تو اس وقت شہر میں موجود ہر شخص کو قتل کر دیا گیا - اس طرح مرنے والوں کی تعداد کافی تھی -

اس تعداد کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض گھروں میں چالیس چالیس، پچاس پچاس سے زیادہ لوگ چھپے ہوئے تھے جن کو ہم نے قتل کیا۔ یہ باغی فوجی نہ تھے بلکہ شہر کے وہ عوام تھے جو ہماری حکومت کی مشہور زمانہ نرم مزاجی کے تحت دی جانے والی عام معافی پر اعتماد کرتے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ انہیں مایوسی ہوئی۔

ایک اور شخص لکھتا ہے:

شہر کو دو دن کے لئے سپاہیوں کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اور کون ہے جو یہ بتا سکے کہ شہر کے کونوں میں کتنے زخمی شوہروں، بیٹوں اور بھائیوں کا خون بہا۔

اس قتل عام کے سلسلے میں ٹائمز، لندن میں شائع ہونے والے ایک اور خط کا اقتباس دیکھئے:

† See a Letter in the *Times* (Nov. 27th, 1857), announced as the production of "an officer in the 61st, who commanded the [storming] party which took the palace, and afterwards had the custody of the old king;" with orders "to shoot him" rather than suffer him to be carried off. This witness says—"We daily find hidden in the houses, sepoys who are unable to escape, from sickness or wounds: these are all put to death on the spot. On the 24th, I caught a fine tall sowar, or trooper, of some light cavalry regiment; dragged him out into the street, and shot him dead. * * * We have plundered all the shops, and all the valuables are

VOL. II. P-449

(ترجمہ) (دیکھئے ٹائمز لندن ۲۷ نومبر ۱۸۵۷ء میں شائع ہونے والا ایک خط) جس میں سقوط دہلی کے بعد شاہی محل پر قبضہ کرنے والی اکسٹھویں رجمنٹ کے ایک افسر کا بیان جس نے بادشاہ کو اپنی تحویل میں لیا اور جسے بادشاہ کو قید کر کے لے جانے کی بجائے گولی مار کر ہلاک کرنے کا حکم تھا۔ یہ چشم دید شاہد کہتا ہے کہ ہمیں ہر روز گھروں میں چھپے ہوئے ایسے سپاہی ملتے ہیں جو بیمار یا زخمی ہونے کے سبب بھاگ نہیں سکتے تھے۔ ہم انہیں موقع پر ہی ہلاک کر دیتے ہیں۔ ۲۴ تاریخ کو مجھے کسی کیولری رجمنٹ کا ایک بلند قامت سوار ملا جسے گھسیٹ کر میں گلی میں لے آیا اور اسے وہیں مار ڈالا ------ ہم نے تمام دکانیں اور قیمتی اشیا لوٹ لی ہیں ....)

اس کے برعکس اگرچہ تاریخ میں مجاہدین اور مقامی باشندوں کے متعلق یہ تاثر جما دیا گیا ہے کہ انہوں نے انگریز عورتوں اور بچوں کو تہہ تیغ کیا لیکن انگریزوں کی اپنی تحریریں اس کے برعکس یہ اعتراف کرتی نظر آتی ہیں کہ مجاہدین اور مقامی باشندوں نے انگریز عورتوں اور بچوں کو پناہ دی۔ Times میں ۳۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو شائع ہونے والا مندرجہ ذیل خط اس کا ثبوت ہے۔

Certainly, Sir James Outram would have held different language, and would have found many voices to echo his sentiments; for even at this period, occurrences were not wanting to show the nobler side of the native character, or the appreciation it received. For instance: among many Englishwomen and children, brought to the Delhi camp as helpless fugitives, was a Mrs. Nunn, the wife of a European in the customs' department. When the mutiny broke out at Goorgaon, her husband was absent; but the people of the neighbouring village carried her off with her children, and fed, clothed, and concealed the helpless family for three months, regardless of the threats of the mutineers, or the offered bribe of a hundred rupees for her surrender; until, at the expiration of that time, an opportunity occurred for bringing her safely into camp. The officer at whose picket the party appeared, said that "the woman spoke most gratefully of their kindness and devotion; and her little boy seemed to have the greatest affection for the grey-headed old man on whose shoulder he was perched."§§

§§ Letter of Officer; Delhi, August 9th, 1857.—*Times*, October 3rd, 1857.

(ترجمہ) یقیناً سر جیمز اوٹ رم نے اپنے احساسات کو بیان کرنے کے لئے جو زبان استعمال کی ہوگی وہ اس سے مختلف ہوگی اور بے شک ان کے احساسات کی ترجمانی اور لوگوں نے بھی کی ہوگی - لیکن اس دور میں ایسے واقعات کی کمی نہ تھی جس سے ہندوستانیوں کے بلند کردار اور اسکی پذیرائی پر روشنی پڑسکے - مثلاً غدر کے بعد جو پناہ گزین عورتیں اور بچے دہلی کیمپ میں لائے گئے ان میں ایک بیگم نن (Mrs. Nunn) بھی تھیں جن کے خاوند محکمہ کسٹم میں تھے - جس وقت گڑگاؤں میں بغاوت ہوئی تو وہ گھر پر نہیں تھے - لیکن پاس کے گاؤں کے لوگ بیگم نن اور ان کے بچوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور باغیوں کی دھمکیوں اور ایک سو روپے انعام کی پیشکش کے باوجود تین ماہ تک انہیں چھپائے رکھا - اور جب بغاوت ختم ہو گئی تو انہیں کیمپ میں پہنچا دیا - - جس وقت یہ لوگ کیمپ پہنچے ، اس وقت ڈیوٹی پر موجود افسر کا کہنا ہے کہ " وہ خاتون بے حد احسانمندی کے جذبات کے ساتھ ان لوگوں کی مہربانیوں اور عنایتوں کا ذکر کرتی رہی - اور اس کا چھوٹا لڑکا ان سفید بالوں والے ہندوستانی سے بے پناہ محبت کا اظہار کر رہا تھا جس کے کندھوں پر سوار وہ کیمپ میں لایا گیا تھا -

(ایک افسر کا خط - دہلی ۹، اگست ۱۸۵۷ء - ٹائمز ۳، اکتوبر ۱۸۵۷ء)

ایک طرف ہندوستانیوں کے کردار کے یہ مظاہر تھے دوسری طرف شہزادوں کی اسیری کے وقت ایک اور کردار کا اظہار ہوڈسن کی ڈائری Twelve Years in India میں شائع شدہ مواد سے ہوتا ہے جسے جنرل منٹگمری نے بھی نقل کیا ہے :

Having obtained the necessary sanction, Captain§§ Hodson and Lieutenant Macdowell,|||| with 100 picked men, rode to the tomb, and sent in Rujub Ali and a cousin of the princes ("purchased for the purpose, by the promise of his life"),¶¶ to "say that the princes must give themselves up unconditionally, or take the consequences."*** There were about 3,000 Musaulman followers in the tomb, and as many more in the adjacent suburb, all armed. Two hours were passed in discussion before the princes were induced to throw themselves on the mercy of the British. This determination was taken in opposition to the entreaties of the majority of their adherents, who rent the air with shouts, and begged to be led against the two Europeans and the party of Seik cavalry, whom they detested with an hereditary and fanatical bitterness. At length the three princes came out, in a covered vehicle called a "Ruth," drawn by bullocks, used by Indian ladies in travelling. The princes evinced no trepidation; but, bowing to Hodson, remarked that, of course, their conduct would be investigated in the proper court.* He returned their salute, and directed the driver to proceed to Delhi. The people prepared to follow the princes, but were prevented, and induced to surrender their arms quietly. This measure occupied some time; when it was accomplished, Hodson followed his captives, and overtook them about a mile from Delhi, or five miles from the tomb.

A mob had collected round the vehicle, and seemed disposed to turn on the guard. Hodson galloped among them, saying that the prisoners "were the butchers who had murdered and brutally used women and children." The fierce shouts of the hundred Seik troopers, armed to the teeth, effectually seconded this denunciation, and the crowd moved off slowly and sullenly. Hodson then surrounded the ruth with his troopers; desired the princes to get out; seized their arms; made them "strip and get into the cart: he then shot them with his own hand."†

After gathering up the weapons, ornaments, and garments of the princes, Hodson rode into the city, and caused the dead bodies to be exposed in front of the police-court (until, "for sanitary reasons, they were removed"),‡ on the very spot where the head of the famous Seik Gooroo, Teg Bahadoor, had been placed, by order of Aurungzebe, 200 years before. The Seiks gloried in the coincidence. Hodson gloried, also, in having made "the last of the House of Timur eat dirt."§

¶¶ *Twelve Years in India*, p. 310.
*** *Ibid.*, p. 301.

(IE P.448 -- IOL 370/38)

(ترجمہ) کیپٹن ہوڈسن اور لیفٹیننٹ میکوڈوول ضروری اجازت لینے کے بعد ایک سو چیدہ سواروں کو لے کر (ہمایوں کے) مقبرے کی طرف گئے اور وہاں پہنچ کر رجب علی اور شاہ زادوں کے ایک چچا زاد بھائی (مرزا الٰہی بخش سے مراد ہے)، جس کو جان بخشی کے وعدے پر خریدا جا چکا تھا، شاہ زادوں کے پاس یہ منوانے کے لئے بھیجا کہ وہ خود کو غیر مشروط طور پر حوالے کردیں ورنہ انجام کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ مقبرے پر اس وقت تین ہزار مسلمان جمع تھے اور کچھ اور لوگ آس پاس کے علاقوں میں بھی تھے۔ یہ سب اسلحے سے لیس تھے۔ بات چیت دو گھنٹے جاری رہی۔ آخر کار شاہ زادوں کو خود کو انگریزوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے پر آمادہ کر لیا گیا۔ یہ فیصلہ ان کے جاں نثاروں اور عقیدت مندوں کے مشوروں کے خلاف، کیا گیا اس لئے کہ ایسے سب لوگ اپنی چیخ و پکار کے ذریعے اپنے غصے کا اظہار کر رہے تھے اور شاہ زادوں سے دو انگریز افسروں اور سکھوں کے خلاف (جن سے ان کی جانی اور مذہبی دشمنی مسلم تھی) اعلان جنگ کی التماس کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد تینوں شاہ زادے چاروں طرف سے بند رتھ میں (جو عام طور پر

ہندوستانی عورتوں کے سفر کے لئے استعمال ہوتی ہے) بیٹھ کر باہر آئے - شہزادوں کے چہروں سے کوئی فکر یا اندیشہ ظاہر نہیں ہوتا تھا - انہوں نے ہوڈسن کو سلام کر کے کہا " انہیں یقین ہے کہ ان کا فیصلہ ایک باقاعدہ عدالت کے ذریعے ہو گا (اِس کا مطلب ہے کہ ان سے بھی طے ہوا ہو گا) - ہوڈسن نے ان کے سلام کا جواب دیا اور گاڑی بان کو دہلی کی طرف چلنے کی ہدایت کی - لوگ شاہ زادوں کے ساتھ ساتھ چلنے پر مصر تھے مگر ان کو منع کر دیا گیا - اور ان کو ہتھیار چھوڑنے کی ترغیب دی گئی - اِس میں کافی وقت صرف ہوا - جب یہ سب طے ہو گیا تو ہوڈسن رتھ کے پیچھے چلا اور دہلی سے ایک میل دور اور ہمایوں کے مقبرے سے پانچ میل دور ایک مقام پر ان سے جا ملا - گاڑی کے گرد ایک ہجوم جمع تھا - اور ڈر تھا کہ یہ لوگ حفاظتی دستے پر حملہ نہ کر دیں - ہوڈسن نے اپنے گھوڑے کو درمیان میں لاتے ہوئے کہا -

" اس کی قید میں جو لوگ ہیں وہ قصابوں سے کم نہیں - انہوں نے قتل و خون کے علاوہ عورتوں اور بچوں پر بے حد مظالم کئے ہیں - "

اِس پر اسلحے سے لدے سکھ سپاہی جو ہوڈسن کے ساتھ تھے جوش و خروش سے ہوڈسن کی حمایت میں نعرے لگانے لگے - یہ دیکھ کر لوگوں کا ہجوم پیچھے ہٹنے لگا - ہوڈسن نے رتھ کو سپاہیوں کے گھیرے میں لے لیا اور شہزادوں کو باہر آنے کا حکم دیا - ان کے باہر آتے ہی ان سے ہتھیار چھین لئے گئے اور انہیں کپڑے اتارنے پر مجبور کیا - اور انہیں دوبارہ رتھ میں بیٹھنے کو کہا - ان کے رتھ میں بیٹھتے ہی ہوڈسن نے بذاتِ خود انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا - شاہ زادوں کا اسلحہ ، کپڑے اور زیورات سمیٹنے کے بعد ہوڈسن شہر پہنچا اور شاہ زادوں کی لاشوں کو شہر کے تھانے کے سامنے ڈال دیا - (یہ لاشیں اس وقت تک وہاں پڑی رہیں جب تک حفظانِ صحت کا خطرہ لاحق نہ ہو گیا) - یہ وہی جگہ تھی جہاں دو سو سال قبل اورنگ زیب نے سکھوں کے گرو تیغ بہادر کے سر کو رکھا تھا - اس حسنِ اتفاق پر سکھ بہت مسرور ہوئے - ہوڈسن بھی خاندانِ تیموریہ کے آخری چراغ کو بجھا کر بے حد مسرور تھا -

ہوڈسن نے یہ لکھ کر کہ مقبرے کے باہر تین ہزار مسلمان جمع تھے انگریزوں کے اس نقطۂ نظر کو دہرایا ہے کہ جنگِ آزادی یا بغاوت مسلمانوں کی طرف سے تھی - (اِس نقطۂ نظر پر گفتگو آگے چل کر ہو گی) - اِس وقت تو یہ بات پیشِ نظر ہے کہ شہزادوں کو گرفتار کر کے سرِعام برہنہ کیا گیا اور پھر گولی ماردی گئی جب کہ مندرجہ بالا اقتباس کی رو سے رجب علی اور مرزا الٰہی بخش کے ذریعے شہزادوں سے ان کی جان بخشی کا وعدہ بعید از قیاس نہیں - مہذب قوم کے یہ روشن کردار کے کون سے پہلو کو نمایاں کرتی ہے - اس اقتباس میں ایک اور بات قابلِ غور ہے کہ شہزادوں کی برہنہ لاشوں کو وہاں پھینک دیا گیا جہاں (بقول ہوڈسن) اورنگ زیب نے گرو

تیغ بہادر کا سر رکھا تھا ۔ اب یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سکھوں کو کیا کہہ کر جنگِ آزادی سے نہ صرف الگ رکھا گیا بلکہ ان کی مدد حاصل کی گئی تھی جس میں انگریز کامیاب رہا اور سکھ اس کے دام میں آگئے ۔

یہاں یہ کہنا بھی بجا نہ ہو گا کہ سکھ من حیث القوم انگریزوں کے وفادار تھے اس لئے کہ سکھوں کی خاصی تعداد مجاہدین کے ساتھ بھی تھی اور جگہ جگہ یہ تذکرہ ملتا ہے کہ سکھ اپنی علیحدہ رجمنٹ بنانے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں جسے ابتدائی طور پر مان بھی لیا گیا تھا مگر جنگ کے آخری دنوں میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر سکھوں کو مختلف رجمنٹوں میں منتشر کر دیا گیا تھا ۔ البتہ تاریخ ایک بات پر خاموش نظر آتی ہے کہ تسخیرِ دہلی کے بعد ان سکھ سپاہیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا جو مجاہدین کے ساتھ دہلی میں تھے ۔ کیا انہیں بھی باقی مجاہدین کی طرح قتل کر دیا گیا یا انگریزوں کی حلیف سکھ فوج نے انہیں بچا لیا ۔

ممتاز دانشور ڈاکٹر مبارک علی نے اپنے ایک مختصر مضمون میں ایسے لکھنے والوں کی تحریروں کا حوالہ دیا ہے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے اسباب و علل پر گفتگو کی ہے مثلاً سر جان ولیم کے Sir John William Kaye نے اپنی کتاب " ہندوستان میں سپاہیوں کی جنگ کی تاریخ " مطبوعہ ۱۸۶۷ء (لندن) میں اِس جنگ کو (جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے سپاہیوں کی بغاوت کا رنگ دیا ہے ۔ ڈاکٹر مبارک علی تو اپنے مضمون کی ضرورت کی حد تک کتاب کا حوالہ دے کر آگے بڑھ گئے لیکن اِس کتاب Sepoy war in India کا تفصیلی مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ولیم کے نے اپنی فکر کو ثابت کرنے کے لئے کتنا زور لگایا ہے اور غداروں اور مخبروں کا تذکرہ کچھ اِس ڈھنگ سے کیا ہے جس سے ظاہر ہو کہ عوام انگریزوں کی مدد اِس لئے کر رہے تھے کہ وہ مٹھی بھر سپاہیوں کے ساتھ نہیں تھے ۔

There is nothing more true then that the calm courage of our native adherents enabled us to recover India from their own countrymen ...(Vol II p.566)

(ترجمہ) حقیقت تو یہ ہے کہ ہندوستان میں ہماری بحالی کا سہرا ہمارے ہندوستانی پیروکاروں کے سر ہے جن کی ہمت و جسارت نے ہندوستان کو اپنے ہم وطنوں سے لے کر ہمارے حوالے کر دیا ۔

جان ولیم کے ، نے غدار رجب علی کا تذکرہ بھی بڑی ہمدردی سے کیا ہے جس کا حوالہ آگے چل کر آئے گا ۔ اسی طرح ٹی رائس ہومز کی " ہندوستانی غدر کی تاریخ مطبوعہ ۱۸۸۳ء " اور سی

بی ۔ میسن نے اپنی کتاب "۱۸۵۷ کا ہندوستانی غدر مطبوعہ 1891" میں بھی یہی کہا ہے کہ یہ سپاہیوں کی بغاوت تھی جسے بعد میں زمینداروں اور امرا کی حمایت اس لئے حاصل ہو گئی کہ برطانوی حکمتِ عملی کی وجہ سے طبقہ ، امرا اور مذہبی لوگوں کی اہمیت کو کم کر دیا تھا جس سے وہ انگریزوں سے ناراض ہو گئے ۔ لیکن ولیم میور Sir William Muir اور الفرڈ لائیل Sir Alfred Lyall نے سارا الزام مسلمانوں کے سر ڈالا ہے کہ مسلم امرا نے سپاہیوں کو انگریزوں کے خلاف استعمال کیا ۔ یہ ولیم میور وہی ہیں جو St. Stephen College دہلی میں پرنسپل رہ چکے ہیں ، موصوف کو عربی فارسی پر عبور حاصل تھا ۔ آخری عمر میں ایڈنبرا میں ان کا انتقال ہوا ۔ ان کی مشہور تصنیف Testimony of The Qur,an (شہادتِ قرآن بر کتابِ ربانی) تھی ۔ سر الفرڈ لائل تاریخ داں کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں ۔ ان کی مشہور کتاب The Rise & expantion of British dominion in India ( ) ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ۔ میسن اگرچہ اس حد تک تو نہیں گیا لیکن اس نے بھی رانی جھانسی اور فیض آباد کے مولوی احمد اللہ شاہ کو اس تحریک کا محرک ضرور کہا ہے ۔ ڈاکٹر مبارک علی نے اپنے زیرِ حوالہ مضمون میں کیو براؤن Cave - Brown کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے اپنی کتاب Delhi in 1857 میں یہاں تک کہا ہے کہ مسلمانوں نے لوگوں کو ہنگامے پر اکسایا اور ہندوؤں کو دھوکہ دیا جبکہ وہ برطانوی حکومت کے خلاف نہیں تھے --- تین ماہ کی اس جنگ کے واقعات غداروں کی خطوط کے حوالے سے جس طرح اس کتاب میں ملتے ہیں غالباً اور کہیں مشکل سے ہی ملیں گے ۔ ۔ ان واقعات کو Cave - Brown نے جن زاویوں سے تحریر کیا ہے وہ بظاہر تو ایک وقائع نگار کی حیثیت سے ضابطہ ، تحریر میں لائے گئے ہیں لیکن بین السطور وہی کچھ ہے جو ڈاکٹر مبارک علی نے اخذ کیا ہے ۔

اب یہ طے کرنا مشکل ہے کہ انگریزوں نے سقوطِ دہلی کے بعد جو قتلِ عام کیا وہ اسی نظریے کے پیشِ نظر تھا یا کسی ایک طبقے کو نیست و نابود کرنے کے لئے اس نظریے کی ، تبلیغ ، کے ذریعے بہیمیت کا جواز پیدا کیا گیا تھا ۔ بہر حال ہوا یہی کہ ان ، سر ، (Sir) اور خان بہادروں کے علاوہ جنہوں نے انگریز کا حقِ نمک ادا کیا تھا بیشتر مسلم جاگیرداروں ، تعلقہ داروں اور نوابین کو تسخیرِ دہلی کے بعد جتہ جتہ تیغ کر دیا گیا ۔

آج اگرچہ یہ بات چھیڑنا بھی کہ جد و جہدِ آزادی میں ہندو پیش پیش تھے یا مسلمان ، ایک طرح سے "سنتِ انگلیشیہ" پر عمل کرنے کے مترادف ہے لیکن بات جب تحقیق کی آئے تو حقائق کی پردہ پوشی بھی بد دیانتی ہو گی ۔ تاریخ میں اس بات کے بھی شواہد ہیں کہ جنگ شروع ہونے سے پہلے مسلم علماء اور عوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ ظاہر ہے کہ انگریز اس کا ریکارڈ رکھ رہے

ایک کارسپاونڈنٹ نی ہرات کا مقام کابل سی لکھتا ہی کہ سردار سلطان خان نی امیر کابل کو لکھا ہی کہ امیر نوروکیل شاہ ایران کا قندہار مین آیا ہی اور ایک فرمان شاہ ایران کا اس مضمون کا لایا ہی کہ دولت نی تم مین اکثر مطلع کیا ہی کہ کفار و کی شریک ہو او اپنی ہم مذہبون کا ساتھ دو اگر انگریز تمہین ترغیب وطمع اپنی سلطنت ایک ملک کی دیتی ہین تو ہم تمہین حاکم دو ملک کا کر دینگی اور اگر وہ تم سی اقرار دینی ایک لاکھ روپیہ ماہانہ کا کرتی ہین تو ہم تمہین دو لاکھ روپیہ ماہانہ دینگی اور اگر وہ کہتی ہین کہ ہم تمہین ایک کڑور روپیہ دینگی تو ہم تمہین دو کڑور روپیہ دینگی لیکن اگر تم اسوقت مین مدد ہماری نکروگی تو آیندہ کو نادم و پشیمان ہوگی فقط

خبر بنگالہ

اوس طرف کی اخبار سی انکشاف ہوا کہ مسٹر ہالیڈی صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگال نی گورنمنٹ سی اس مضمون کی درخواست کی ہی کہ جو عہدہ دار نیک کرداری اور دیانت داری سی کار سرکار بجالاتی ہین انکی ایسی بجا آوری حسن خدمت کی عوض خطاب بالقبہ مقرر ہو تاکہ عموماً لوگون کو ترغیب حسن خدمت کی پیدا ہو فقط

خبر مہاکوشیا

بہ جبہ زادہ دہلی گزٹ سی انکشاف ہوا کہ امام و مرسہ بخشیدہ کو اس قوم کی افواج روس کی تعداد مین ۱۰۰۰۰ آدمیون سی زیادہ تہی بڑی ہزیمت سی پریشان کیا اور ۶۰۰ آدمی ہلاک شاہ روس کی ایک سفیر کو بتاریخ ۱۳ ماہ مذکور انکی طرف بہیجا تہا اونہون نی گرفتار کر لیا مقام تبریز سی یہہ خبر آئی ہی کہ روسی بحر قزوین مین جزیرہ متعلقہ شاہ ایران کو خوب مستحکم کر رہی ہین

خبر مقدمہ شاہ اودہ

اخبار انگلشمین کلکتہ مورخہ ۱۱ فروری سی ترجمہ کیا گیا کہ جناب اعلیٰ حضرت شاہ اودہ نی ایک درخواست نامہ مشتمل بر وجوہات استرداد ملک اودہ اور استغاثہ ظلم پارلیمنٹ کا بحضور حکام کورٹ آف دایرکٹرس کی پیش کیا تہا چنانچہ حکام کورٹ موصوف نی اوس درخواست کو اس وجہہ سی نامنظور کیا کہ سابق اس سی اجازت ضبطی ملک اودہ کی دیگئی ہی اب کوئی امر خلاف اسکی نہین ہوسکتا ہی مقدمہ خلاصہ یہہ ہی کہ حکام کورٹ سی جواب صاف مل گیا فقط

خبر کلکتہ

بنگال ہرکارہ اخبار سی واضح ہوا کہ جس روز سی وزرای انگلنڈ نی نظم و نسق جنگ ایران اعلیٰ نواب لارڈ کیننگ صاحب بہادر گورنر جنرل کلکتہ کے ہاتہ سی لیلیا ہی اور انتظام اوسکا اپنی اوپر رکہا ہی عادی روز سی نواب گورنر جنرل بہادر محتشم الیہ ملال خاطر ہین اور یہہ امر ناگوار طبع مبارک ہی چنانچہ نواب ممدوح بہار چلی جانی کو عہدہ گورنر جنرلی اس ملک سی دست بردار ہو جاوینگی — اخبار فینکس کلکتہ سی دیکہا گیا کہ عنقریب ایک دربار کلان ایوان گورنری مین بتقریب ملاقات مہاراجہ سیندہیہ بہادر کی ترتیب دیا جاویگا اندر کلکتہ مین خبر آمد مہاراجہ گوالیار کی بہت گرم ہی اور خبر گرم تہی کہ دو ماہ کو مقام کانپور مین مہاراجہ صاحب داخل ہو گئی — محکمہ کورٹ کلکتہ مین بہت سی مقدمات فوجداری کثرت تمام زیر تجویز تہی اسلئے دو حکام وہان مقرر کئی گئی

خبر لو ندیل کہنڈ

اخبار انگلشمین سی نقل ہی کہ تمام حکام اہل مقام مردمان اہل اسلام ہر جگہہ پر نہایت ظلم کرتی ہین اور اذیت دینی شہزادگان مستعد ہین چنانچہ وقوع اس امر کا صاف پایا جاتا ہی کہ جب صاحبان انگریز مسلمانون پر ظلم کرتیلی تو خواہ مخواہ فساد اوٹہیگا اور اسی حیلہ سی یہہ ریاست بوندیل کہنڈ ضبط ہو جاویگی — وہ کہتی ہین کہ رئیس بوندیل کہنڈ یعنی نواب علی بہادر سے انگریزونسی نہایت ناچاقی ہی — اور یہی معلوم ہوا کہ حکام اس مقام نی مرزا ولایت حسین کو کہ مصاحب نواب ممدوح کا تہا اس ریاست سی نکال دیا اور بجائی اوسکی مرزا امداد علی کو مقرر کیا ہی

خبر روس

اخبار مسنفرجان سی انکشاف ہوا کہ شہنشاہ روس نی شاہ ایران کو ایک خط اس مضمون

ہوں گے ۔ انڈیا آفس لائبریری میں کچھ ایسی دستاویزات بھی ملتی ہیں اور اس زمانے کے اخبارات سے بھی اس صورت حال کی بہت حد تک تصدیق ہوتی ہے ۔

۲۱ - فروری ۱۸۵۷ء - خبر بوندیل -

اخبار گلشن سے نقل ہے کہ تمام حکام اس مقام کے مردان اہل اسلام پر اس جگہ بہت ظلم کرتے ہیں اور درپے فساد کے مستعد ہیں چنانچہ وقوع اس امر سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب صاحبان انگریز مسلمانوں پر ظلم کریں گے تو خواہ مخواہ فساد اٹھے گا اور اس حیلے سے یہ ریاست بوندیل کھنڈ ضبط ہو جاویگی - کہتے ہیں کہ رئیس بوندیل کھنڈ یعنی نواب علی جان بہادر کی انگریزوں سے بہت ناچاقی ہے اور یہی معلوم ہوا کہ حکام اس مقام نے مرزا ولایت حسین کو کہ مصاحب نواب ممدوح کا تھا اس ریاست سے نکال دیا اور بجائے اس کے مرزا امداد علی کو مقرر کیا -

(نور مغربی - جلد ۵، شمارہ ۸)

۱۹ - مارچ ۱۸۵۷ء -

گلشن اخبار کلکتہ نے خبر دی ہے کہ آگرہ اور اس کے گرد و نواح کے مولوی انگریزوں کے خلاف جہاد کی تبلیغ کے لئے مسلمانوں میں اشتہارات تقسیم کر رہے ہیں -

(صادق الاخبار - دہلی ب ل م پ - ۱۸۸)

صرف نواب احمد علی خان ہی نہیں، ۱۸۵۶ء میں جب انگریزوں نے اودھ پر قبضہ کیا تو وہاں کے امرا اور جاگیرداروں کا طبقہ اس حد تک مضبوط تھا کہ ان میں سے بعض کی تو اپنی قلعہ بندی اور اپنی اپنی فوج ہوتی تھی ۔ ان لوگوں کے سامنے انگریزوں نے لگان کے معاہدے اور انگریزوں کی اطاعت و وفاداری کے حلف اٹھانے کی شرط رکھی گئی تو انہیں کچھ تامل ہوا جس پر انگریزوں کی طرف سے ان پر سختیاں کی گئیں اور طاقت کے بل بوتے پر ان کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کیا گیا ۔ ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں اور ہر طرح سے ان کی تحقیر کی گئی ۔ لہذا انگریزوں کے خلاف ایسے لوگوں کی نفرت اور انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی ہر تحریک سے ایسے نوابین کی ہمدردیاں لازم تھیں ۔ اور کیونکہ وہ سب مسلمان تھے لہذا اس صورتِ حال کو مسلمانوں کے کھاتے میں ہی جانا تھا ۔ پھر احمد اللہ شہید کی پوری زندگی انگریزوں کے خلاف جدوجہد کے لئے وقف رہی ہے اور وہ مسلمانوں کو اس پر آمادہ کرتے رہے ہیں کہ ان کے خلاف علم جہاد بلند کریں ۔

جنگِ آزادی (انگریزوں کی زبان میں غدر) شروع ہونے سے پہلے بھی بہادر شاہ ظفر کے ساتھ انگریزوں کا جو تحقیر آمیز سلوک تھا اس سے پوری رعایا بالعموم اور مسلمان بالخصوص

نالاں تھے ---- بادشاہ سے انگریزوں کے ناروا سلوک کو The Times, London کے ۲۰ ۔ اگست ۱۸۵۸ء کے شمارے میں شائع ہونے والے ایک وقائع نگار Mr. Russell کے مضمون میں تسلیم کیا گیا ہے :

Mr. Russell was not a servant of the E. I. Company; and although he studiously refrained from censuring individuals, he spoke freely of the meanness and injustice with which the king had been treated before the mutiny. In fact, no unprejudiced person could look back on the rise and progress of British power in India, without seeing that our recent charges against the King of Delhi could not, by the law of nations, entitle us to set aside the counter-charges of him who never once abandoned his claim as emperor of India, and lord paramount of every other power, the Company included. In the first instance, the Merchant Adventurers kotooed and salaamed to his ancestors for permission to build a warehouse or two; and then they repeated the process for leave to fortify their factories, and defend their goods from the marauding incursions of the Mahrattas—those disturbers of the peaceful subjects of the Great Mogul. That a body of humble traders, so very humble as their protestations, carefully preserved in Leadenhall-street, show them to have been, should covet sovereign power even for the sake of its accompaniment of territorial revenue, was quite out of the question; and this attitude of deprecation grew so fixed, that despite the pride of individual governors-general, the Company maintained to the last a most anomalous position with regard to native sovereigns, and especially towards the King of Delhi. In England this was not understood, simply because India was never viewed as a national question, or thought of at all by the British government, except in connexion with the Company's dividends and patronage; and

* Russell's Letter.—*Times*, August 20th, 1858.

(ترجمہ) مسٹر رسل نے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم نہ تھے ، اگرچہ انفرادی طور پر کسی ایک شخص پر الزام لگانے سے گریز کیا ہے لیکن بغاوت سے پہلے بادشاہ کے ساتھ جس کمینگی اور ناانصافی کا سلوک کیا گیا ، اس کا ذکر کرتے ہوئے Russell نے کیا ہے ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی بھی غیر متعصب شخص اگر ہندوستان میں انگریزی حکومت کے عروج کی تاریخ پر نظر ڈالے گا تو وہ حال میں (غدر کے بعد سے) دہلی کے بادشاہ پر لگائے گئے الزامات کو بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں جائزہ لینے پر مجبور ہو گا اور وہ بادشاہ (جس نے کبھی بھی ہندوستان کی شہنشاہیت سے دستبرداری کا اعلان نہیں کیا اور جو جائز طور پر ہندوستان کی سب حکومتوں کو جس میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت بھی شامل ہے اپنا مطیع سمجھتا تھا) کی طرف سے لگائے گئے الزامات کو بھی نظر انداز نہیں کر سکے گا ۔ شروع شروع میں کمپنی کے عیار سوداگروں نے اس کے باپ دادا کی

خوشامد اور چاپلوسی کر کے ایک دو کوٹھیاں بنانے کی اجازت حاصل کرلی - اس کی بعد انہوں نے اسی طریقے سے اپنی فیکٹریوں کا دفاع کرنے اور مرہٹوں سے ، جنہوں نے لوٹ مار کے حملوں سے مغل سلطنت کے امن و امان میں خلل ڈالا ہوا تھا ، اپنی اشیاء کو محفوظ کرنے کی اجازت حاصل کی - ایک معمولی حیثیت کے تاجروں کا گروہ ، جن کی بہت ہی معمولی حیثیت کا اندازہ ان شکایات کے کاغذات سے لگایا جا سکتا ہے جو لیڈن ہال سٹریٹ (لندن) (Leadonhall Street, London) کے مرکزی دفتر میں محفوظ ہیں ، اتنی ہمت کرے کہ کسی غیر ملکی طاقت کو ، خواہ وہ زمین کے لگان کا سلسلہ ہی کیوں نہ ہو ، لالچ دینے کا خیال بھی کر سکے ، بعید از قیاس ہے -

اپنے کم تر ہونے کا احساس (اس گروہ میں) اتنا بڑھا کہ اسی احساس کے تحت ، کمپنی کے گورنر جنرل کی انفرادی شان و شوکت کے باوجود ، ایسٹ انڈیا کمپنی نے مقامی (ہندوستانی) حکمرانوں ، اور خصوصاً دہلی کے بادشاہ کے ساتھ ، معمولات میں بہت ہی بے قاعدہ روش اختیار کی -

اس مسئلے کو انگلستان میں نہیں سمجھا جا سکتا تھا کیوں کہ یہاں پر ہندوستان کا مسئلہ کبھی قومی مسئلہ نہیں بنا - اور حکومتِ برطانیہ نے سوائے کمپنی کی سرپرستی اور اس سے نفع اندوزی کے اس مسئلے پر کبھی توجہ نہ دی -

برطانیہ میں ایسے خطوط اور مضامین کی اشاعت کو جواز بنا کر ایک طرف تو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف اقدام کی راہیں ہموار کی گئیں اور دوسری طرف اخبارات کے ذریعے دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ ہندوستان میں راجہ مہاراجاؤں اور نوابین سے تحقیر آمیز سلوک ، عوام سے کی گئی زیادتیوں اور سقوط دہلی کے بعد بہادر شاہ ظفر سے انسانیت سوز سلوک کی ذمہ داری ایسٹ انڈیا کمپنی پر تھی اور برطانوی عوام اور تاج برطانیہ کو جونہی علم ہوا ایک Act of Parliament کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ختم کر دیا گیا اور ہندوستان کو تاج برطانیہ کی ، پناہ ، میں لے لیا گیا - کاش کوئی ان سے پوچھتا کہ بہادر شاہ ظفر پر مقدمہ تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے چلایا تھا لیکن جب اس کا فیصلہ ہوا اس وقت تو لارڈ کیننگ پہلے گورنر جنرل پھر ، تاج برطانیہ کا وائسرائے تھا تو پھر اس نے برطانیہ کے انسان دوست عوام اور حکومت کی ترجمانی کرتے ہوئے بادشاہ کے ساتھ وہ سلوک کیوں نہ کیا جو بین الاقوامی قانون کے تحت ہونا چاہیے تھا -

• جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا • - یہاں زبانِ خنجر بھی چپ نہ رہ سکی گرچہ نہ صرف زبانِ خنجر نے تاریخ کو چھپانے کی اور دوسرا رنگ دینے کی کوشش کی بلکہ اس خنجر

کے سائے میں پلنے والے کسی وقائع نگار کی اس غدر کو اسوقت تک جنگ آزادی لکھنے کی ہمت نہ ہوئی جب تک ہندوستان پر برطانیہ کا تسلط رہا سوائے مجرم دار کے جنہوں نے Sepoy Mutiny & Revolt of 1857 میں کھل کر اسے جنگِ آزادی کہا یا ظہیر احمد دہلوی نے "داستانِ غدر" میں الفاظ تو غدر کے ہی استعمال کئے (سایہ ۔ خنجر کے زیرِ اثر) لیکن دہلی کی بربادی کا احوال اتنا کھل کر لکھا ہے کہ اثر سے خبر تک پہنچنے کی راہیں مل جاتی ہیں اور انگریزوں کے مظالم کے shades نظر آجاتے ہیں ۔ جبکہ جنگِ آزادی کی صد سالہ یادگار کے موقع پر ، ۱۹۵۷ء میں (آزادی ملنے کے دس سال بعد) این ۔ ایس ۔ سین نے اپنی کتاب "اٹھارہ سو ستاون" میں ، اور ایس ۔ بی ۔ چودھری نے "ہندوستانی شورش اور شہری بغاوتیں" میں اسے قومی بغاوت کہا ہے سپاہیوں کی شورش نہیں) ۔

یہ تو تھی زبانِ خنجر اور سایہ ۔ خنجر کی باتیں لیکن جب آستین کا لہو پکارا تو کئی Russell پیدا ہو گئے اور ایف ۔ ڈبلیو ۔ بکلر F.W.Buckler نے تو The Political Theory of Indian Mutiny میں یہاں تک کہہ دیا کہ:

"ہندوستان میں باغی ، ہندوستانی نہیں تھے ، بلکہ انگریز باغی تھے جنہوں نے ہندوستان کی قانونی حکومت کے خلاف بغاوت کی ۔ ابتدا تو انگریزوں نے خانہ پری کے طور پر ہندوستانی حکومت کو رکھا لیکن ۱۸۴۸ء کے بعد سے آدابِ شاہی اور دربار کے اصولوں کی خلاف ورزی شروع کردی یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد انہوں نے بادشاہ کو گرفتار کیا ، اسے جلا وطن کیا اور بری طرح ذلیل کر کے ہندوستانیوں پر سے شاہی اثرات کو ختم کرنے کی کوشش کی:-

Buckler F.W = The Political Theory of Indian Mutiny
R.H.S.Su-4/5 (1871) pp 71-100 based on evidence of
Bahadur Shah II, argues that East India Company was Mugal
vassal and therefore was Mutineers...... (30 pages)

تقریباً تیس صفحات پر بکلر نے تفصیل سے بحث کی ہے کہ بادشاہ کبھی ہندوستان کے تخت سے دست بردار نہیں ہوا ۔

بکلر کی بحث حقائق پہ مبنی ہے اس لئے کہ دہلی کے کسی بادشاہ نے (وظیفہ خوار ہونے کے باوجود) کبھی تخت سے دست برداری کا اعلان یا انگریزوں کے تسلط کو تسلیم نہیں کیا حتیٰ کہ شاہ عالم بادشاہ نے بھی ، جسے جنرل لیک نے مرہٹوں کے تسلط سے بچایا تھا اور شاہ عالم کا وظیفہ مقرر کیا تھا ، لارڈ لیک کو جن خطابات سے نوازا تھا وہ حسب ذیل تھے :-

صمصام الدولہ ، خان دوراں ، جنرل ، جرار لیک بہادر ، سپہ سالار ، فتح جنگ ،
یکے از صاحبان کونسل و لشکر بادشاہ انگلستان متعلقہ کشور ہندوستان ، فدوی ء
خاص شاہ عالم بادشاہ غازی -

اور " فدوی ء خاص شاہ عالم بادشاہ غازی " کے خطاب پر لیک کو اعتراض کی جرأت نہ ہوئی -

بہر حال ایک طرف تو رسل اور بکلر جیسے انگریز وقائع نگار ، گنے چنے ہی سہی ، نظر تو آتے ہیں جو سرے سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو غدر نہیں مانتے اور دوسری طرف ہندوستان کے ایسے سپوت بھی نظر آتے ہیں جو نہ صرف اس جد و جہد کو غدر کہتے ہیں بلکہ انگریزوں کی محبت میں اتنے سرشار دکھائی دیتے ہیں کہ آزادی کی جہد کو غدر کہنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کو سو فیصدی اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں - - اس سلسلے میں ایک ، مستند ، کتاب " تاریخ ہند - " تاریخ عروج سلطنتِ انگلیشیہ " ہے جسے شمس العلماء ، خان بہادر ، منشی ذکاء اللہ ، فیلو الہ آباد یونی ورسٹی نے قلمبند فرمایا ہے - اس کتاب میں انگریزوں کو ہندوستان کا جائز حکمران تسلیم کرتے ہوئے انہیں دیندار اور ایمان کے پکے کہا گیا ہے اور اس کے برعکس مسلمانوں کو لچے ، شہدے ، اور رذیل و ذلیل قرار دیا ہے - مثلاً ہوڈسن اور منٹگمری دونوں انگریزی فوجوں کی شراب نوشی اور بد مستی کو تسلیم کرتے ہیں (دونوں کی تحریروں کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے) لیکن خان بہادر ، شمس العلماء ذکاء اللہ قرریر فرماتے ہیں ؛

> " اس وقت انگلش مین کی مردانگی عجب نیرنگی ، رنگ دکھا رہی تھی - وہ اپنے خدا پر ایسا توکل کرتے تھے کہ ان کو بڑا استقلال اور صبر تھا - بعض انگریز ایمان کے پکے اور سرتا پا خدا کی عبادت میں مستغرق تھے " - (ص ۴۸۶)

دہلی ، بہادر شاہ ظفر اور ، انگریز بہادر ، کے متعلق ، خان بہادر نے تحریر فرمایا ہے ؛

> " اس سرکار کی ، جس کو ابد پائیدار کہتے تھے ، ترپن چون برس کی جمی جمائی عملداری چند گھنٹوں میں ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو جھک سے اڑگئی اور اپنی ساری نعمتیں اور برکتیں ساتھ لے گئی - شہرت ہوئی کہ مسلمانوں کی گئی گذری حکومت پھر سے بحال ہوئی - باسی کڑھی میں ابال آیا - ان کا لکی برائے نام بادشاہ بہادر شاہ سچ مچ کا بادشاہ ہو گیا جس کے دماغ میں نہ بادشاہ ہونے کی صلاحیت تھی نہ ہی ------ ؟
> امر تحقیق میں نہیں آیا کہ اس کے دماغ میں یہ خبط سمایا تھا کہ میں اپنے باپ دادا کی طرح ہندوستان کا بادشاہ بنوں یا باغی سپاہ کی ہاتھ کی کٹھ پتلی رہوں (ص ۶۵۹)

اس صورت حال کے ثبوت کیلئے جو خان بہادر کی " تحقیق میں نہیں آئی " موصوف نے ایک واقعہ کو تحقیق کی طرح بیان فرمایا ہے - ارشاد ہوتا ہے :-

"۱۱ مئی کو جب دلی میں غدر مچا تو بادشاہ نے اس کا حال جناب لیفٹیننٹ بہادر مغربی شمالی کو اپنے ایک شقہ میں لکھ کر سانڈنی سوار کے ہاتھ آگرہ بھیجا جس کے آخر میں حسب ذیل شعر تھا۔

بر لب رسیدہ جانم ، تو بیا کہ زندہ مانم
پس از آنکہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ برگشتہ نصیب بادشاہ اپنی ہستی کو سرکار انگلیشیہ کے ساتھ وابستہ سمجھتا تھا۔ جناب محتشم الیہ نے اس شقہ کو سن کر فرمایا کہ خود بادشاہ بن بیٹھا ہے اور ہم کو یہ کہتا ہے۔ اس وقت جواب لکھنے کی ضرورت نہیں۔ سانڈنی سوار سے کہدو اگر ضرورت ہوگی تو جواب پہنچے گا"۔ (صفحہ ۶۵۰)

اس تذکرے سے خان بہادر غالباً یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ بادشاہ انگریزوں کے ساتھ تھے۔ جبکہ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ اچانک اتنی بڑی فوج کے دہلی میں داخل ہونے اور قلعہ اور شہر پر پہرہ لگ جانے کی غیر واضح صورت حال میں حکیم احسن اللہ خان نے بادشاہ کی طرف سے انگریزوں کو اطلاع بھجوائی مگر اس سوال کا کیا جواب ہے کہ اگر بادشاہ نے انگریزوں کو خط لکھ کر ان سے الحاق کا ثبوت دیا بھی تھا تو انگریزوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی۔ بادشاہ اگر مجبوراً باغیوں کے ساتھ ہوئے تھے تو غداری کا مقدمہ تو انگریزوں پر چلنا چاہئے تھا کہ انہوں نے اپنے ایک اتحادی کو باغیوں کے رحم و کریم پر چھوڑ دیا۔ پھر یہ شاہی خاندان کو انگریزوں نے تہہ تیغ کیوں کیا ؟ ، بادشاہ پر غداری کا مقدمہ کیوں چلایا گیا ؟ --- خان بہادر کے الفاظ میں "ایمان کے پکے اور خدا کی عبادت میں مستغرق" انگریزوں کو کیا ہو گیا تھا ؟

اس کتاب (تاریخ) کے آخری حصے "تاریخ بغاوتِ ہند" میں خان بہادر ، شمس العلماء نے ان ساری مزاحمتوں کا ذکر بھی کیا ہے جو بعدِ سقوط دہلی انگریزوں کو در پیش ہوئیں۔ خان بہادر نے تو ان مزاحمتوں کو انگریزوں کی برتری اور ہندوستانیوں کی سعی لا حاصل ، گستاخی اور نمک حرامی ثابت کرنے کے لئے وجہ جواز بنایا لیکن اس داستانِ وفا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۸ء تک ملک کے گوشے گوشے میں حریت پسند انگریزوں سے لڑتے رہے۔ ان اضلاع میں آگرہ ، علی گڑھ ، لکھنؤ ، گوالیار ، بریلی ، جھانسی ، بہار اور راجپوتانہ کو تو خان بہادر نے بھی تسلیم کیا ہے۔

انگریز وقائع نگاروں کی جن کتابوں کا حوالہ اوپر آچکا ہے ان کو پڑھنے سے اور خان بہادر شمس العلماء کی تاریخ عروج انگلیشیہ کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ سارا مواد کسی ایک ہی جگہ سے تمام وقائع نگاروں کو مہیا کیا گیا تھا۔ خان بہادر انگریزی زبان سے ناواقف تھے لہذا ان کو جو ترجمہ مہیا کیا گیا ہوگا اس میں خان بہادر نے ، حق نمک ، کا اضافہ کر کے یہ تاریخ مرتب

فرمائی ۔ اس خیال کی بنیاد ایک تو واقعات میں زاویہ نگاہ کی مماثلت جو ہو بہو انگریزوں کے نقطۂ نظر کی تبلیغ ہے دوسرے یہ کہ خان بہادر کی اس تاریخ میں برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز House of Commons کی تقاریر speeches کا ترجمہ بھی شامل ہے جن تک کسی ہندوستانی تو کیا عام انگریز کی رسائی بھی ممکن نہ تھی -- جہاں تک حق نمک کا تعلق ہے تو اگر یہ تاریخ صرف انگریزوں کے فراہم کردہ واقعات پر مشتمل ہوتی تو کہا جاسکتا تھا کہ خان بہادر کسی جبر کے تحت اس کے لئے مجبور کئے گئے مگر اس کو کیا کہئے کہ خان بہادر نے واقعات کے قلمبند کرنے کے ساتھ ساتھ جو اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے اس میں ہندوستانیوں سے بالعموم اور مسلمانوں سے بالخصوص کھلم کھلا نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا ہے ۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو دیکھئے جو اس کتاب میں شامل نہ بھی ہوتا تو کتاب کی تاریخی حیثیت پر کوئی فرق نہ پڑتا ۔:-

> "جاہل مسلمانوں کو یقین تھا کہ انگریز سلطنت کے جسم میں ایک ایسا پھوڑا نکلا ہے کہ وہ جانبر نہ ہوگی - یہ کام لچے، شہدے مسلمانوں کا تھا جو جہاد جہاد پکارتے تھے مگر جب بخت خان جس کا نام اہل شہر نے کم بخت خان رکھا تھا دلی آیا تو اس نے یہ فتویٰ لکھا کہ مسلمانوں پر جہاد فرض ہے کہ اگر کافروں کی فتح ہوگئی تو ان کے بیوی بچوں کو قتل کر ڈالیں گے ---
>
> غرض جہاد کا غل مچانا اور "محمدی جھنڈا" لگانا رذیل مسلمانوں کا کام تھا (ص ۶۷۵)-

مندرجہ بالا کتابیں اور دیگر بہت سی کتابیں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی یا غدر کے اسباب و علل پر لکھی گئی ہیں لیکن جنگِ آزادی کے درمیانی عرصے کی اتنی تفصیلات اردو کی کسی کتاب میں ایک جگہ میسر نہیں جتنی اِس کتاب میں مل سکتی ہیں ۔ غداروں کے اِن خطوط میں چار ماہ کی اس جنگ کی صورتِ حال ایک طرح سے ڈائری کی صورت میں ملتی ہیں ۔ غداروں کے خطوط کے علاوہ انگریز فوجی افسروں کی باہمی خط و کتابت کے نمونے بھی شامل کئے جارہے ہیں جن سے ان واقعات سے پردہ اٹھتا ہے کہ انگریز شروع شروع میں کتنے خائف تھے ۔ ان کے خطوط میں ستمبر تک ہندوستانیوں کے حملوں کی شدت کا ذکر ملتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جوں جوں غدار مخبروں کا جال پھیلتا گیا اور انگریزوں کو لحہ بہ لحہ خبریں ملنے لگیں ، ان کی جنگی حکمتِ عملی میں جارحیت آتی چلی گئی ۔ اِن خطوط کا ترجمہ خواجہ حسن نظامی مرحوم نے کرایا تھا جسے غالباً غدر دہلی کے خطوط کے نام سے شائع کیا گیا تھا ۔ لیکن یہ خطوط انگریزی میں دستیاب نہیں اسی لئے اس کتاب میں ان کے اردو ترجمے کی بجائے اصل متن انگریزی ہی میں کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے - یہ دستاویز Letters from Delhi to G.C.Barnes کے زیرِ عنوان

Monthly Review لندن میں ۱۸۵۸ء میں شائع ہوئی تھی۔

غداروں کے ان خطوط میں انگریز آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر جابجا جھوٹ بولا گیا ہے اور حریت پسندوں کی تحقیر کی گئی ہے جبکہ انگریزوں کی بعض اپنی تحریروں سے ان کی تردید ہوتی ہے چنانچہ اس کتاب میں ایسے تضادات کی نشاندہی اور ایسے نکات کی وضاحت کی کوشش کی جارہی ہے جو غداروں کے خطوط میں ہی نظر آتے ہیں مثلاً ان خطوط میں جگہ جگہ اس بات کا ذکر آتا ہے کہ مجاہدین کے حوصلے پست ہوگئے ہیں۔ انہیں تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں اور وہ لوٹ مار کر رہے ہیں۔ ایسا بھی ہوا ہوگا۔۔ لیکن ایسا بھی تو ہوا ہے جو گوری شنکر کے ۷۔ ستمبر کے مندرجہ ذیل خط میں لکھا ہے؛

دو دن ہوئے تقریباً چار سو غازیوں کا ایک دستہ گوالیار سے یہاں پہنچا ہے۔ یہ لوگ بالکل کنگال ہیں۔ نواب میر محمد خان کے صاحبزادے میر بڈھن نے ان سے دریافت کیا کہ آیا ان کے پاس خوراک وغیرہ کا کوئی بندوبست ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ تو شہادت کے لئے پہنچے ہیں ان کو خوراک وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

اس خط میں ایک دلچسپ بات تو یہ ہے کہ ایک غدار کے قلم سے "باغیوں" کے لئے "مجاہدین" کا لفظ لکھا گیا۔ اور دوسرے یہ پتہ چلتا ہے کہ کیسے کیسے سرفروش کس جذبے سے یہ جنگ لڑ رہے تھے۔ جہاں تک عزائم، حوصلے اور نصب العین کا تعلق ہے، ہوڈسن نے اپنی کتاب Twelve years in India میں تسلیم کیا ہے؛

unexpected determination with which the mutineers, and especially some parties of armed fanatics, defended houses in the streets, after suffering the breaches to be made and won with but feeble opposition. Hodson asserts, that the troops were "utterly demoralised by hard work and hard drink." "For the first time in my life," he adds, "I have had to see English soldiers refuse repeatedly to follow their officers. Greville,* Jacob,† Nicholson,‡ and Speke were all sacrificed to this."§

A fourth eye-witness describes the English army, on Tuesday, the 15th, as still "drowned in pleasure;" and remarks—"With all my love for the army, I must confess, the conduct of professed Christians, on this occasion, was one of the most humiliating facts connected with the siege. How the enemy must have gloried at that moment in our shame!"‖ Had the tactician, Tantia Topee, or that clever fiend, Azim Oollah; the gallant octogenarian, Kooer Sing, or the resolute Ranee of Jhansi, been in Delhi, to take advantage of the suicidal excesses of the army, the whole field force might have been overwhelmed by the sheer weight of numbers.

* Captain S. Greville, 1st Fusiliers.
† Major O. O. Jacob, 1st Fusiliers.
‡ Lieutenant E. Speke, 65th N.I., attached to 1st Fusiliers.
§ Hodson's *Twelve Years in India*, p. 296.

(ترجمہ) شہر کی فصیلوں پر مزاحمت کا مقابلہ کرنے کے بعد ہماری فوجیں شہر میں داخل ہوئیں تو جس عزم و ثبات سے باغیوں اور مسلح مجاہدین نے گلیوں میں گھروں کا دفاع

کیا وہ ہمارے لئے غیر متوقع تھا۔

اپنی فوجوں کی حالت اور رویے کی متعلق ہوڈسن کہتا ہے:

ہمارے فوجی شراب کے نشے میں دھت اور تھکان سے چور چور تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار فوجیوں کو بار بار اپنے افسروں کی نافرمانی کرتے دیکھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہمیں گریول، جیکب، نکلسن، اور سپیک کی قربانی دینی پڑی۔

ایک چوتھے چشم دید شاہد نے منگل، ۱۵ تاریخ کو انگریزی فوج کی صورتِ حال کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ نشے میں بدمست تھے اور اپنے دل میں فوج کی محبت رکھنے کے باوجود مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اپنے آپ کو عیسائی کہلانے والے اِن فوجیوں کا کردار ایسا تھا کہ محاصرے سے متعلق واقعات میں اسے سب سے زیادہ شرمندہ کرنے والا واقعہ کہا جا سکتا ہے۔ ہمیں اِس رسوائی میں دیکھ کر ہمارے دشمن کتنے خوش ہوئے ہونگے۔ اس وقت اگر تانتیا ٹوپی جیسا ماہر مصافیات (Tectician) یا عظیم اللہ جیسا شاطر دشمن، یا کوئر سنگھ جیسا شجاع یا عزم و حوصلے کی چٹان جھانسی کی رانی ہوتی تو ہماری فوج کی خودکشی کے مترادف حرکات سے فائدہ اٹھا کر آسانی کے ساتھ، اپنی فوج کی تعداد کی بنا پر، ہم پر غلبہ حاصل کر لیتے۔

اس کے برعکس غیر منظم مجاہدین کی سرفروشی کا عالم یہ تھا کہ مرد تو مرد، ایک مسلمان خاتون مجاہدہ کی جنگ اور شجاعت کا تذکرہ ہوڈسن نے اپنی اسی کتاب میں کیا ہے۔ اِس واقعہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان اس جنگ کو جہاد کے جذبے کے تحت لڑ رہے تھے:۔

Another incident which created some sensation in the camp, was the capture of a female leader, a Mohammedan, who led a sortie out of Delhi. Mr. Greathed compares her to "Joan of Arc." Hodson says she sallied forth on horseback, and "fought against us like a fiend;" and by his advice, General Wilson, who had at first released her, caused her to be recaptured and sent to Umballah.*

* Neither public nor private records (so far as the author is aware) afford any statement of the fate of this dauntless woman.

(ترجمہ) ایک اور واقعہ جس نے ہمارے کیمپ میں سنسنی پیدا کر دی، ایک باغی سردار عورت کی گرفتاری تھی جس کی قیادت میں باغی فوج دہلی سے باہر آکر ہم پر حملے کرتی تھی۔ مسٹر گریٹ ہیڈ نے فرانس کی جون آف آرک سے اس کا تقابل کیا ہے۔ وہ گھوڑے پر سوار محاصرے سے باہر آتی اور ہم پر حملہ کرتی اور شیطان کی طرح غضبناک انداز میں ہمارا مقابلہ کرتی۔ ہوڈسن کہتا ہے کہ جنرل ولسن نے اگرچہ اس عورت کو پہلے رہا کر دیا تھا مگر میرے کہنے پر دوبارہ گرفتار کر کے انبالہ بھیج دیا گیا۔ (اس کے بعد

کسی سرکاری یا نجی دستاویز میں اِس خاتون کا ذکر نہیں ملتا کہ اس کا کیا حشر ہوا)

اِس خاتون کو انبالہ بھیجتے وقت ہوڈسن نے جو خط ڈپٹی کمشنر انبالہ کے نام لکھا تھا (۱۵۔اگست ۱۸۵۷ء) وہ اس کتاب کے آخری حصے میں شامل ہے۔ اس خط میں ہوڈسن نے لکھا ہے کہ یہ خاتون جنگ میں پانچ پانچ سپاہیوں پر بھاری تھی۔

اسی طرح دہلی کے معرکے میں مجاہدین کے زخمی ہونے کا احوال تو ملتا ہے کہ ہر محاذ پر مجاہدین اس وقت تک لڑے ہیں جب تک شہید نہیں ہوگئے یا زخموں سے چور چور ہو کر بے جان نہیں ہوگئے۔ مگر کسی تذکرے میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ مجاہدین نے ہتھیار ڈالے ہوں۔ تسخیر دہلی کے بعد کے تذکروں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جنرل بختاور خان اپنی بچی کھچی فوج کو لے کر دہلی سے نکل گئے، راستے میں بنارس ہوتے ہوئے لکھنؤ میں بہو بیگم کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں سید احمد اللہ شہید ملے اور ۱۸۵۸ء کے اوائل میں تاتیا ٹوپی، رانی جھانسی اور جنرل بختاور کی فوج نے انگریزوں کا مقابلہ کیا، گوالیار فتح کیا اور مہاراجہ سندھیا کو نکال دیا۔ انگریزوں نے پھر سے صف بندی کی اور مجاہدین کو گوالیار چھوڑنا پڑا۔ مجاہدین منتشر ہوگئے اور جنرل بختاور بہو بیگم کو لے کر نیپال کی طرف نکل گئے۔ پھر اس کے بعد اندھیرا ہے اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ جنرل بختاور خان اور بہو بیگم کا کیا حشر ہوا۔

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے جنگ کے واقعات کی وقائع نگاری انگریزوں کی ضرورت یا مصلحت کے تحت کی گئی ہے لیکن اس صورت حال میں بھی کہیں کسی صحت مند جنگی قیدی کا تذکرہ نہیں کیا گیا جس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں اور وہ یہ کہ یا تو جس طرح زخمی جنگی قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اسی طرح قتل عام میں ایسے مجاہدین کو قتل کر دیا گیا یا پھر وہی بات ماننی پڑے گی کہ ان جیالوں میں سے ایک بھی فرد نے یہ گوارا نہیں کیا کہ وہ گرفتار ہو کر ذلت کی موت قبول کرتے اس لئے کہ اگر شاہ زادوں کو برہنہ کر کے قتل کیا جاسکتا ہے اور زخموں سے چور چور فوجیوں کو موقعہ پر ہی گولی کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے تو عام فوجیوں کو قتل کرنے سے پہلے ان کی کتنی ذلت نہ کی جاتی۔ بادشاہ ظفر، جن کی مقبولیت کا اعتراف انگریز کرتے ہیں۔ ان کی گرفتاری کا منظر نامہ دیکھئے۔

This is quite true: the history of India teems with evidence of the devotion of Rajpoot chieftains to unfortunate Mogul princes. Moreover, in consequence of the intermarriage (not concubinage) of the imperial house with those of the leading princes of Rajpootana, the best blood of those ancient families flowed in the veins of the "wandering and homeless" Mohammed Bahadur Shah. "General Wilson,"

Hodson asserts, "refused to send troops in pursuit of him [the king]: and to avoid greater calamities, I then, and not till then, asked and obtained permission to offer him his wretched life, on the ground, and solely on the ground, that there was no other way of getting him into our possession. The people were gathering round him. His name would have been a tocsin which would have raised the whole of Hindoostan."† It was expedient "to secure ourselves from further mischief, at the simple cost of sparing the life of an old man of ninety." General Wilson "at last gave orders to Captain Hodson to promise the king's life, and freedom from personal indignity, and make what other terms he could:"‡ and thereupon Hodson rode to the tomb with fifty sowars, accompanied by the one-eyed Rujub Ali, and another Mohammedan. These two entered the building; and after two hours' discussion with Zeenat Mahal (who insisted on the life of her father being included in the government guarantee; which was done), the king, queen, and prince came out of the tomb, and surrendered themselves.

(SePt. 21st . 1857 (I.E.V2 P.457) DCT.IOL 370/30)

(ترجمہ) یہ بات بالکل سچ ہے اور ہندوستان کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جس میں بد قسمت مغل بادشاہوں کے ساتھ راجپوت سرداروں کی عقیدت کا ثبوت ملتا ہے - اس کے علاوہ راجپوتوں اور مغل بادشاہوں یا شاہی خاندانوں کے درمیان شادی بیاہ کے رواج (داشتائیں رکھنے کے نہیں) کی وجہ سے بھی اس درویش منش اور صوفی بادشاہ محمد بہادر شاہ کی رگوں میں راجپوتوں کی قدیم نسلوں کا خون دوڑ رہا تھا -

ہوڈسن کا کہنا ہے کہ جنرل ولسن نے بادشاہ کے تعاقب میں فوج بھیجنے سے انکار کر دیا تھا - کیوں کہ ایسا کرنے سے اسے زیادہ نقصان کا اندیشہ تھا - میں نے انہی حالات میں بادشاہ کی جان بخشی کی اجازت لی تھی کہ اس کے علاوہ انہیں اپنے قبضے میں لینے کا کوئی طریقہ نہیں تھا - لوگ بادشاہ کے چاروں طرف جمع ہو رہے تھے - اس کے نام کی کشش ایسی تھی کہ اس پر سارے ہندوستان کے امنڈ آنے کا خطرہ تھا - ہمارا بھلا اسی میں تھا کہ اس بوڑھے کی جان بخشی کر دی جائے -

آخر کار جنرل ولسن نے ہوڈسن کو احکامات دئے کہ بادشاہ سے جان بخشی کا وعدہ کرے ، اور انہیں یقین دلایا جائے کی انکی تحقیر نہیں کی جائے گی اور اگر بادشاہ کی طرف سے کچھ اور شرائط بھی پیش کی جائیں تو انہیں بھی منظور کر لیا جائے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں ہوڈسن پچاس سواروں کا ایک دستہ لے کر ایک آنکھ والے رجب علی اور ایک دوسرے مسلمان (مرزا الہی بخش سے مراد ہے) کو لے کر ہمایوں کی مقبرے کی طرف روانہ ہوا ---- یہ دونوں (مرزا الہی بخش اور مولوی رجب علی) مقبرے میں داخل ہوئے (گویا فاتحین میں اب بھی اتنی ہمت نہ تھی کہ مفتوحین سے جاکر بات چیت کر سکیں) اور ملکہ زینت محل سے ، جو اپنے والد کی جان بخشی کا وعدہ لینے پر مصر تھیں اور جس کو قبول کر لیا گیا - دو گھنٹے گفت و شنید کے بعد بادشاہ ، ملکہ اور شہزادے مقبرے سے باہر آئے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کیا -

ان سب وعدوں کے باوجود " مہذّب قوم " نے بادشاہ کو کس حال میں رکھا اس کی تفصیلات Rotton.s seige of Delhi کے علاوہ The Times اور دوسرے اخبارات میں شائع ہونے والے، ہوڈسن کی بیوی کے خطوط سے ملتی ہیں۔ خصوصاً ہوڈسن کی بیوی کا یہ بیان قابل توجہ ہے کہ وہ جب سول کمشنر Saunders کی بیوی کے ساتھ قید خانے گئی تو اس نے دیکھا کہ تاریک سی راہداری کے بعد ایک چھوٹا سا کرہ تھا جس کے ایک طرف ایک عورت کچھ پکار رہی تھی اور اس کمرے کے دوسرے کونے میں مونجھ سے بنی ہوئی ایک بغیر بستر کی چارپائی پر دہلی کا معزول شہنشاہ لیٹا ہوا تھا۔ کمرے میں اور کوئی فرنیچر نہیں تھا۔ بیگم ہوڈسن کا کہنا ہے کہ:

> مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میرے دل میں افسوس، اُداسی اور شرم کے جذبات ابھرے جب میں نے اس شخص کو اس حالت میں دیکھا کہ چند روز قبل تک جس کے نوکر بھی ایسی غلیظ جگہ نہیں رہتے تھے "

یہ بیان ہوڈسن کے بھائی پادری ہوڈسن نے اخبارات کو بھیجا تھا جو اس کے بھائی کیپٹن ہوڈسن کی بعد میں شائع ہونے والی یادداشتوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ پادری ہوڈسن اپنے بھائی کو بادشاہ اور شاہی خاندان پر کئے گئے مظالم سے بری الذمّہ ثابت کرنا چاہتا تھا اور کیپٹن ہوڈسن نے اسے اپنی یادداشتوں میں اس لیے شامل نہ کیا کہ اس کا مقصد ایسے واقعات کی اطلاع سے گریز کرنا تھا جس سے لوگوں کے دلوں میں شاہی خاندان سے ہمدردی پیدا ہو۔

† This account, sent to the *Times* by the Rev. S. H. Hodson, is not given in the memoir of his brother, which he subsequently published. The reason is evident; the object of the biographer being, to vindicate his brother's conduct towards the king and princes, and to refrain from giving details likely to excite sympathy for their sufferings.

پادری ہوڈسن کا یہ خط یا ایسے اور خطوط تاریخ کو چھپا سکے نہ ہی اس حقیقت پر پردہ ڈال سکے کہ جان کی امان کا وعدہ کرنے کے باوجود، ہوڈسن ہی نے شاہ زادوں کو گولی مار کر ہلاک کیا۔ تاریخ نے یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ سقوط دہلی کے باوجود انگریز محسوس کر رہے تھے کہ جب تک کسی بھی شرط پر بادشاہ خود کو ان کے حوالے کرنے پر آمادہ نہ ہو جائیں، انگریزوں کے لئے بادشاہ کو گرفتار کرنا آسان نہیں تھا۔

غداروں کے خطوط میں مولوی رجب علی، مرزا الٰہی بخش، گوری شنکر، تراب علی کے نام نمایاں ہیں۔ ان کے علاوہ ان خطوط سے کچھ اور اہم نام بھی سامنے آئے ہیں مثلاً مفتی صدر

الدین آزردہ (صدر الصدور) ، حکیم احسن اللہ ، حتیٰ کہ خود بہادر شاہ ظفر کی سب سے چہیتی ملکہ زینت محل بھی اس صف میں نظر آتی ہیں ۔ زینت محل کے متعلق سوائے ایک خط کے ، جس کا ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے غداری کا کوئی واضح ثبوت نہیں ملتا ۔ البتہ کہیں کہیں تاریخ میں اس کے حوالے ملتے ہیں کہ وہ ایک ماں کی حیثیت سے یہ چاہتی تھیں کہ ان کے بیٹے جواں بخت کو بہادر شاہ کے بعد تخت نشیں کیا جائے لہذا یہ امکان نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس نکتہ پر ان کی ہمدردیاں حاصل کی گئیں ہوں ----- کچھ خطوط نامعلوم لوگوں کی طرف سے ہیں جو اپنے مندرجات کی وجہ سے بہت اہم ہیں ۔ مثلاً ، ۳۱ ۔ جولائی کو ایک نامعلوم لکھتا ہے

" کل بارش کی وجہ سے حملہ ملتوی کرنا پڑا ۔ پلوں کی تیاری مکمل ہے ۔ اور مندرجہ ذیل فوجیں علی پور جانے کو تیار کھڑی ہیں " --- اور اس کے بعد توپوں اور گولوں کی تعداد اور فوج کی ایسی تفصیلات ہیں کہ کوئی معمولی آدمی ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا ۔ اسی طرح ۴ ۔ اگست کے خط میں ایک اور نامعلوم ایسی تفصیلات لکھتا ہے کہ بادشاہ نے کیا کیا ۔ حتیٰ کہ کس کس نے کیا کیا ۔ اس خط میں سب سے اہم جملے یہ ہیں کہ : ۔

" ...... میں زینت محل ، مکھند لال ، حکیم جی ، اور مرزا الہیٰ بخش سے ساز باز کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں ۔ لیکن منصوبے پر عمل کرنے کے لئے آپ کے حکم کا انتظار ہے ۔ " ......

ان جملوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ نامعلوم شخصیت شاہی محل سے متعلق ہے یا شاہی محل تک آسانی سے رسائی رکھتی ہے جبھی تو زینت محل سے ساز باز کرنے کا تذکرہ ہے ۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ بادشاہ ان دنوں بہت زیادہ دربار عام لگایا کرتے تھے ان سے ہر کوئی بات کرسکتا تھا (حالانکہ ایسا نہیں تھا اور آداب شاہی کا پورا اہتمام ہوتا تھا) تب بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کوئی عام آدمی ملکہ زینت محل تک اتنی رسائی حاصل کر سکتا ہے کہ انہیں انگریزوں کی حمایت پر آمادہ کر لے ۔ ظاہر ہے ایسی آمادگی ایک یا دو سرسری ملاقاتوں میں حاصل نہیں کی جا سکتی اور ملکہ کسی عام آدمی سے ایسی بات سن بھی نہیں سکتیں ۔ پس اندازہ ہوتا ہے کہ اس اہم شخصیت کو یا ایسی اہم شخصیتوں کو انگریزوں نے نامعلوم رکھا ۔ اس کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے پیش نظر یہ ہو کہ ایسی شخصیت کو فتح حاصل ہوتے ہی ختم کر دیا جائے جبکہ عام غداروں کو انعام و اکرام دیا جانا تھا ۔ اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ایسی نامعلوم شخصیت کو بادشاہ ظفر کے بعد بادشاہ بنانے کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملایا گیا ہو اور بعد میں سب سے پہلے اس سے چھٹکارا حاصل کیا گیا ہو ------- اس سلسلے میں شہزادہ مغل کا نام بھی شکوک کی زد سے باہر نہیں کہ سقوط دہلی کے بعد شہزادہ مغل دوسرے شاہ زادوں کے ساتھ نہ تھے بلکہ علیحدہ گرفتار ہوئے ۔ نیز جنگ کے آخری دنوں میں ان پر مجاہدین کی طرف سے انگریزوں کی حمایت کا الزام بھی لگایا گیا تھا

اور ان کا کورٹ مارشل بھی ہوا تھا ۔ مرزا مغل کی گرفتاری کا حال یوں ملتا ہے :-

Three other princes—namely, Mirza Moghul (the person said to have been tried by a sepoy court-martial), and his son Aboo Bukker, a youth of about twenty years of age,†† with a brother of Mirza Moghul's, whose name is variously given—on hearing of the king's surrender, followed his example, by proceeding to the tomb of Humayun, hoping to make terms for their lives. On hearing this, Hodson "set to work to get hold of them."‡‡ He states—

"It was with the greatest difficulty that the general was persuaded to allow them to be interfered with, till even poor Nicholson roused himself to urge that the pursuit should be attempted. The general at length yielded a reluctant consent; adding, 'But don't let me be bothered with them.' I assured him that it was nothing but his own order which 'bothered' him with the king, as I would much rather have brought him dead than living."

IOL Dct 370/30 Vc ii P.447

(ترجمہ) تین اور شاہ زادے یعنی مرزا مغل ، جن کے متعلق مشہور ہے کہ سپاہیوں نے ان کا کورٹ مارشل بھی کیا تھا ، اور ان کا بیٹا ابو بکر جو بیس برس کا نوجوان تھا اور مرزا مغل کا بھائی جن کا نام معلوم نہیں ، یہ سن کر کہ بادشاہ نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کردیا ہے اس امید سے کہ وہ بھی اپنی جان بخشی کرالیں گے ، ہمایوں کے مقبرے کی طرف چل دیئے ۔ ہوڈسن یہ سنتے ہی انہیں اپنے قبضے میں لانے کی تیاری میں مصروف ہوگیا ۔ وہ لکھتا ہے :

" جنرل صاحب نے بڑی مشکل سے اس کی اجازت دی کہ ان کو راستے میں ہی گرفتار کرلوں اور وہ بھی نکلسن کی سفارش پر جس نے ان کا تعاقب کرنے کی اجازت کے ساتھ ایک قید لگائی کہ ان کے متعلق بعد میں اسے کسی قسم کی زحمت نہ دوں ۔ میں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے یقین دلایا کہ ، انہیں جس بات کی فکر ہے ، وہ بادشاہ کے متعلق ان کا اپنا حکم ہے ورنہ اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں بادشاہ کو زندہ کی بجائے مردہ لانے پر ترجیح دیتا " ۔

اسی طرح (خط ۴ ۔ ۸ اگست) ایک خاص مخبر نے انگریزوں کو اطلاع دی کہ چند یری کے راجہ بھیرون سنگھ نے ایک فقیر کے ذریعے بادشاہ کو ایک خفیہ خط بھیجا ہے جو خاصا طویل ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان کے دوسرے حکمرانوں کے بر خلاف جو انگریزوں کی مدد کر رہے ہیں وہ خود بادشاہ کا مطیع و فرمانبردار ہے ۔ اگر بادشاہ اسے فرمان جاری کریں تو وہ دوسرے نوابین اور راجاؤں کو مطیع کر کے بادشاہ کی مدد کرے گا ۔

بات بڑی واضح ہے کہ وہ خط جو اتنا خفیہ ہے کہ سرکاری ذرائع کی بجائے ایک فقیر کے ہاتھ بھیجا گیا ہے اس کے کوائف شاہ زادوں یا ان چند لوگوں کے علاوہ جو سرکاری طور پر بادشاہ کے قریب ہیں اور کون دیکھ سکتا ہے ۔

انگریزوں نے ایک اور نام کو بہت مخفی رکھا ہے اور وہ ہے رائے جیون لال بہادر کا نام ۔ ممکن تھا کہ یہ نام کبھی سامنے نہ آتا لیکن آستین کا لہو پکار اٹھا اور ان کے فرزند دلبند رائے راجہ لال نے ایک کتاب لکھ ڈالی جس میں اپنے والد گرامی کے ، کارناموں ، کا تفصیلی تذکرہ کیا ۔ اس کتاب کا نام ہے:

SHORT ACCOUNT OF THE LIFE AND FAMILY OF Rai Jewan Lal Bahadur with extracts from his diary relating to the time of Mutiny 1857

یہ کتاب غالباً انیسویں صدی میں ہی شائع ہوئی جو مجھے کہیں نہ مل سکی البتہ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا جو انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے ۔ رائے جیون لال بہادر انگریزوں کی نظر میں اتنے اہم تھے اور ان کی ، خدمات جلیلہ ، (جن پر ان کے فرزند نے فخر کیا ہے ایسی تھیں کہ رائے بہادر کی ذاتی ڈائری کو بہادر شاہ ظفر کے مقدمے میں اہم ترین دستاویز اور بادشاہ کے خلاف ناقابل تردید ثبوت گردانا گیا اور سزاؤں کے فیصلے میں بھی رائے بہادر کی رائے کو اہم جانا گیا ۔

رائے بہادر انیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں دہلی ریزیڈنسی میں Matcalfe کے ماتحت میر منشی تھے ۔ جنگ آزادی کے بعد ۱۸۷۹ء میں رائے بہادر ریٹائر ہوئے تو حکومت پنجاب نے انہیں آنریری مجسٹریٹ بنا دیا ۔ اس کتاب کے مندرجات کی رو سے وہ جنگ آزادی کے دوران دہلی میں ہی رہے اور اپنی جان پر کھیل کر انہوں نے انگریزوں سے رابطہ برقرار رکھا اور ان کے لئے کام کرتے رہے لیکن بہادر شاہ کے مقدمے کے کاغذات میں انہیں بادشاہ کا سیکریٹری دکھایا گیا ہے جبکہ اس کتاب میں ان کی اس حیثیت کا ذکر نہیں ہے ۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ ان کی ڈائری کو حرف آخر ثابت کرنے کے لئے انگریزوں نے انہیں بادشاہ کا سیکریٹری لکھا کیوں کہ اس مقدمے میں وہی قاتل ، وہی شاہد ، وہی منصف تھے ۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس کتاب کے لکھنے کی غرض و غایت کے تحت ان کی دربار شاہی تک رسائی کا ذکر دانستہ طور پر نہ کیا گیا ہو کہ مبادا انگریز پرست لوگ ان کی ذات گرامی کے متعلق غیر ضروری شکوک و شبہات میں پڑ جائیں ۔ اس کتاب میں مصنف نے تفصیل سے اپنے والد گرامی رائے جیون لال بہادر کی خدمات کا ذکر کیا ہے اور ان ساری سندات کو شائع کیا ہے جو انگریزوں نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں عطا کی تھیں ۔ ان کی اس ڈائری کے صفحات کو بھی کتاب میں شائع کیا ہے اور اس بات کا بڑی دیانت داری سے اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے ان کے والد کی خدمات کو فراموش نہیں کیا اور آنجہانی کے خاندان کو نوازا مگر شدت سے اس بات
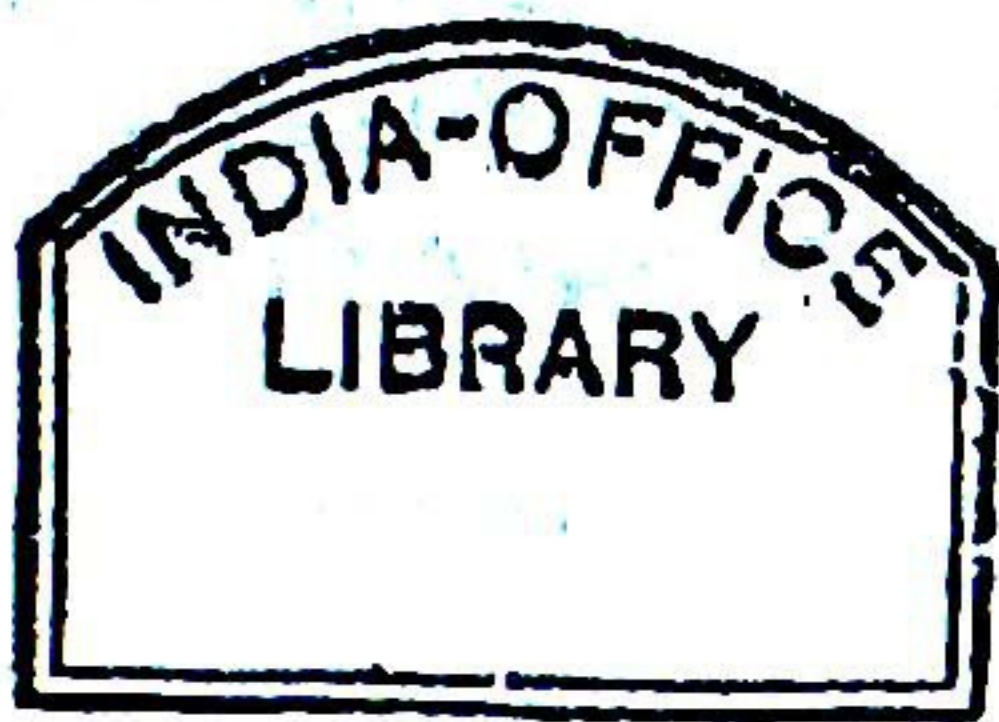
A

SHORT ACCOUNT OF THE LIFE AND FAMILY

OF

RAI JEEWAN LAL BAHADUR,

LATE HONORARY MAGISTRATE, DELHI,

WITH

EXTRACTS FROM HIS DIARY RELATING TO
THE TIME OF MUTINY, 1857.

SECOND EDITION

Delhi
I. M. H. PRESS
1902

ں شکایت کی ہے کہ دوسرے لوگوں کو جس طرح نوازا گیا وہ ان کے گھرانے پر عنایات سے کہیں
زیادہ ہے جبکہ ان کے والد گرامی کی وفاداریوں اور خدمات کے مقابلے میں ان لوگوں کی خدمات
یچ تھیں ۔ خاص طور پر اس بات کی شکایت کی ہے کہ ان کے خاندان کی کفالت کے لئے دہلی کے
ریب انھیں دو گاؤں عطا کرنے کے سلسلے میں لیفٹیننٹ گورنر پنجاب Charles Aicthison اور
Col. William Davies, Financial Commissioner
ں رضامندی اور تحریری احکامات کے باوجود یہ گاؤں انہیں نہیں دئے گئے ۔ رائے بہادر کے
متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ بڑے مخیر اور دوسروں کی مدد کرنے والے انسان تھے اور انہوں نے
جنگ آزادی میں انگریزوں کی کامیابی کے بعد اہل ہند کی بالعموم اور اپنی برادری (کائستھ برادری
ں بالخصوص بہت مدد کی ۔
حوالہ اسی کتاب کا صفحہ ۵۸-Fitz Pataic کا سندی خط) ۔

رائے بہادر کی ڈائری میں غداروں کے خطوط سے بھی زیادہ مواد ہے پھر نہ جانے کیوں
انگریزوں نے اس ڈائری کے مندرجات کو لائبریریوں کے ریکارڈ میں نہیں رکھا ۔ جبکہ رائے
بہادر کی فراہم کردہ ہر اطلاع درست ثابت ہوئی ۔ یہ کتاب چونکہ شائع ہو چکی ہے اس لئے اس
کے اقتباسات دوبارہ شائع کرنا زیادہ با معنی نہیں ۔ صرف مثال کے طور پر ایک خط کی نقل
ملاحظہ کیجئے جس کے مندرجات سے رائے بہادر کی فراہم کردہ اطلاعات کی صحت کی تصدیق ہوتی ہے :۔

From

NUTH MUL,

Serishtadar to the Collector of Delhi.

o

SIR J. T. METCALFE, BART.

In reply to your Purwanah, I beg to submit that Hira Singh Chaprasi went to you, through me, on the Ridge, and was frequently sent to Delhi by your orders to bring news from Munshi Jeewan Lal and Pandit Debi Das who knows English. He used to bring news from them, and lay them before your Honour. And one day previous to the assault on Delhi he went to Munshi Jeewan Lal, and brought from him the news that the "Ramsuth" battalion and the Delhi rebel soldiers were ready to run away. The next day Delhi was captured, and the British force entered the city *via* Cashmere Gate. And when your Honour was putting up at the late Colonel James Skinner's house, the said Hira Singh went to Munshi Jeewan Lal with your letter to the address of

the General with the battery near the Magazine house and the Bank, and brought from him (Munshi Jeewan Lal) the tidings that the men in the Fort would run away with their goods that night; that guns were placed on the towers of the Lahore and Delhi Gates, facing the gates, and that the people of the city both Hindus and Mahomedans were running away. Upon this you were pleased to say that in case the Hindu subjects came to you and prayed for protection their life would be saved. The going in and out of the city in that time was really an act of great loyalty.

(Sd.) NUTH MUL,
Serishtadar of Collector.

(یہ خط رائے بہادر پر لکھی گئی کتاب میں ان کو ملنے والی سندات کے طور پر شامل ہے)

مرزا الٰہی بخش کا تعلق شاہی خاندان سے تھا ۔ اسی لئے موصوف کو بہادر شاہ ظفر کا اعتماد حاصل تھا ۔ اس اعتماد کے اسباب میں مرزا الٰہی بخش کی دادی بادشاہ اکبر ثانی کی بیٹی عمدۃ الزمانی نساء بیگم کا اثر اور ملکہ زینت محل سے قرب بھی تھا ۔ پھر الٰہی بخش کی بیٹی کی شادی بہادر شاہ ظفر کے سب سے بڑے شاہ زادے فاتح الملک مرزا فخرو سے ہوئی تھی جو جنگ آزادی سے ذرا پہلے انتقال کر گئے تھے ۔ اس طرح انگریزوں کو الٰہی بخش کی صورت میں گھر کا بھیدی مل گیا تھا جسے رموز مملکت میں خاصی دسترس حاصل تھی ۔ زینت محل کا آخری دنوں میں انگریزوں کی طرف جھکاؤ ، باشاہ کی گرفتاری ، شہزادوں کی رسوائی اور موت کا سارا حساب مرزا الٰہی بخش کے نامہ ، اعمال میں جاتا ہے ۔

مولوی رجب علی کے متعلق کچھ تفصیلات سلیم قریشی کی وضاحتوں میں دی گئی ہیں جن سے اس کے تقرب شاہی اور غدارانہ سرگرمیوں کی نشاندہی ہوتی ہے ۔ رجب علی کی خدمات کو کیو براؤن Cave-Brown نے اپنی کتاب (جس کا پہلے ذکر آچکا ہے) & Punjab Delhi in 1857 میں جس محبت اور ہمدردی سے سراہا ہے اس کا اقتباس دیکھئے ۔

> دہلی کا محاصرہ شروع ہوتے ہی میجر ہوڈسن کی سرکردگی میں مخبروں اور جاسوسوں کی تنظیم کا سلسلہ شروع کیا گیا ۔ میجر ہوڈسن نے اپنے ایک پرانے واقف کار مولوی رجب علی سے جو اس سے پہلے ہنری لارنس کے میر منشی رہ چکے تھے رابطہ کیا ۔ مولوی صاحب یہ خدمت انجام دینے پر بخوشی تیار ہو گئے اور انہوں نے یہ خدمت ایسی وفاداری اور جوش و خروش سے انجام دی کہ اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے ۔ وہ دہلی کے عین وسط میں رہتے ہوئے شہر میں موجود باغیوں کے متعلق ہر وہ اطلاع جس کا

جاننا ہمارے لئے ضروری تھا ، کاغذ کی پرچیوں پر لکھ کر ، چپاتیوں کے پروں میں ، جوتوں کے تلوں میں ، پگڑیوں کی تہوں میں ، سکھوں کے بالوں کے جوڑوں میں چھپا چھپا کر ہم تک بھیجتے رہے - اس طرح باغیوں کے مورچوں اور منصوبوں کی اطلاع ہمارے کمانڈروں تک بروقت پہنچاتے رہے -

Vol I P.339/340

یہ تھی رجب علی کے کردار کی جھلک دوسروں کی زبانی - اب رجب علی کی اپنی زبانی ، بحوالہ ، تحقیقات چشتیہ ، (باغیچہ ، رجب علی) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء ، دیکھئے وطن کو دوسروں کی غلامی میں دینے والا خود القابات و خطابات کا کتنا اسیر تھا:

" بعدِ تسخیر دہلی بحصول رخصت وطن آیا - جب جارج کارنک ، صاحب بہادر ، کمشنر ایں روئے ستلج نے رپورٹ ، اہل خدمت ، کی کی تو پیش گاہ لارڈ کیننگ ، صاحب بہادر ، گورنر جنرل کشور ہند وائسرائے سے خلعت ، پانچ ہزار روپیہ بذریعہ بندگان حضور سر جان لارنس ، صاحب بہادر ، گورنر جنرل حال مرحمت ہوا اور کچھ جاگیر عطا ہوئی اور خطاب ، ارسطو جاہ ، کا ملا - اور خطاب ، خان بہادر ، کا ہم لاہور میں پیش گاہ لارڈ کیننگ صاحب بہادر گورنر جنرل سابق سے عطا ہوا تھا - ۱۸۶۱ء - ۱۸۶۲ء میں براہ سکھر کراچی و بمبئی و عدن " مشرف بہ حج و زیارت " ہو کر وارد جگراؤں ہوا -

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے :

جناب باری اس دولت انگلیشی کو روز بروز ترقی بخشے کہ طرح طرح کی ترقیات کشور ہندوستان میں " بہ نیتِ نیک حکام سپہر مقام " عمل میں آئیں - اگرچہ مجھ میں کوئی لیاقت و قابلیت نہیں مگر الحمد للہ ، حکام عہد ہمیشہ عزت افزائی میں مصروف رہے ---- چنانچہ اب چارلس ایلیٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہت نظر عنایت رکھتے ہیں - "

یہ تھے ارسطو جاہ ، خان بہادر ، مولوی رجب علی ، رئیس جگراؤں جن کے اپنے اعترافات نے ان سارے اہل تکریم و جاہ کو رسوا کر دیا جنہیں انگریزوں نے ، سر ، اور خان بہادر کے خطابات سے نوازا تھا -

نہ جانے کیوں اس مقام پر اردو کے بہت ہی محترم اور ممتاز صحافی اور دانشور وقار انبالوی مرحوم کی ایک نظم یاد آئی جو ۵۴ - ۱۹۵۵ء میں ان سے سنی تھی اور کچھ یوں دل میں اتر گئی تھی کہ دم تحریر بھی اس کے کئی بند ذہن میں محفوظ تھے - اسی بنیاد پر مرحوم کے فرزند ارجمند عارف وقار سے (جو آج کل BBC لندن میں ہیں) درخواست کی تو انہوں نے از رہ کرم یہ نظم مہیا کی :-

اے کاش، ہمارے باپ نے بھی -- کچھ ایسی ہی کوشش کی ہوتی
انگریز کا "ٹوڈی" بن جاتا --- کفار سے سازش، کی ہوتی

"جرنیل" نہ بننا، یہ تو بجا --- موجود مگر "چپراس" تو تھی
انگریز کی خدمت پارس تھی -- اک فون کی، خط کی آس تو تھی

"ذلت" کی، نمائش، کی ہوتی

افغان و مغل کیا، لگتے تھے -- ترکوں سے، ہمیں کیا لینا تھا
کیا دجلہ و نیل، ہمارے تھے -- عربوں سے، ہمیں کیا لینا تھا

اسلام پہ، یورش، کی ہوتی

ایمان کی "قیمت" جب بھی پڑی -- ہنگا ہی گیا، سستا نہ اٹھا
"ایمان فروش" اس محفل سے -- نادم نہ گیا، مستانہ اٹھا

اے کاش - یہ لغزش کی ہوتی

شداد کی تھی، ہوتی تو سہی --- اک جنتِ ارضی یاروں کی
اور باغوں حوروں نہروں میں -- ہم بزم سجاتے، پیاروں کی

"شاہی" کی پرستش کی ہوتی

کیا آن ہے، اُن نیتاؤں کی -- کیا شان ہے ان شلواروں کی
کرسی سے چپکنے والوں میں -- اولاد بھی کچھ، غداروں کی

ہم پر بھی نوازش کی ہوتی

اے کاش - ہمارے باپ نے بھی
کچھ ایسی ہی کوشش کی ہوتی

(نظم کا آخری بند میری یادداشت کے مطابق ہے جس کے متعلق وثوق سے وقار عارف بھی کچھ نہ بتا سکے - انہیں بھی گمان ہے کہ شاید یہ بند یونہی ہو جیسے میں نقل کر رہا ہوں) (اسرار)

برطانیہ میں رہنے والے ایک بہت ہی محترم دوست نے جو غالباً رجب علی کے گھرانے سے واقف ہیں، جب اس کتاب کے متعلق سنا تو انہوں نے (شاید از رو شرافتِ نفسی) رجب علی کی صفائی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ رجب علی بہت اللہ والے اور سچے مسلمان تھے۔ ان کے خاندان، اعزا اور دوسرے مسلمانوں پر ایک خاص طبقے کے مظالم دیکھ کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہندوستان پر کسی ایک طبقے کی بالا دستی کے مقابلے میں انگریزوں کے اقتدار کو فوقیت دیں چنانچہ انہوں نے انگریزوں کی تھوڑی سی مدد کی۔ اس کے بر عکس ان کے ایسے کارنامے بھی ہیں جن سے ان کی حب الوطنی کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا ان کے کردار کا اس کتاب میں ذکر کرتے وقت ان کی قوم پرستی اور حب الوطنی کا ذکر ضرور کیا جائے یا ان کا نام کتاب سے نکال دیا جائے۔

میں ہر قلمکار کو اپنے سے اہم اور بڑا قلم کار سمجھتا ہوں۔ میں نے اپنے محترم شاعر دوست سے دست بستہ اس بات پر معذرت کرلی کہ رجب علی کا کردار کتاب سے حذف کیا جائے اس لئے کہ میری نظر میں فرد یا افراد کے مفاد کو قوم یا ملک کے مفاد پر ترجیح دینا ناقابل معافی جرم ہے البتہ ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ کوئی دستاویزی ثبوت، رجب علی کی واضح قوم فروشی کی نفی میں عنایت کر سکیں تو اسے بھی اس کتاب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس بات کو کئی ماہ گذر چکے ہیں ابھی تک رجب علی کے داغدار دامن کو دھونے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ مجھے یقین ہے کوئی detergent اس دامن کے سیاہ دھبوں کو صاف کر بھی نہیں سکتا۔

غداروں کے خطوط کے محفوظ مخطوطات تک رسائی، ان کا حصول اور ترجمے کا سہرا سلیم قریشی کے سر ہے۔ اردو کے مخطوطات اس دور کے خطِ شکستہ میں پائے جاتے ہیں۔ جن کا پڑھنا خاصا دشوار اور کہیں کہیں ناممکن ہے۔ نمونے کے طور پر ایک دو مخطوطات کا عکس شائع کیا جارہا ہے۔ بہت سے مخطوطات کی فوٹو کاپی حاصل کرنا بھی دشوار ہے لہٰذا تراجم پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ تراجم اور مخطوطات کی صحت کی پوری ذمہ داری قبول کی جاتی ہے۔ ہر خط پر انڈیا آفس لائبریری کے حوالہ جات درج کئے جارہے ہیں۔ انگریزی کیمپ میں اردو میں خطوط موصول ہوتے ہی ان کا انگریزی میں ترجمہ کرکے مختلف حکام کو بھیجے جاتے تھے جس کی تفصیل سلیم قریشی کی وضاحتوں میں دی گئی ہے۔ انگریزی کے ان مخطوطات میں سے بھی نمونے کے طور پر چند صفحات شریک اشاعت کئے جارہے ہیں۔

چھان بین کے دوران ایسے ہندوستانی والیان ریاست کی کارگذاریاں بھی سامنے آئیں جنہوں نے، زیر سایہ، خنجر، اپنی ریاستیں یا اپنے رجواڑے بچانے کے لئے انگریزوں کی بھرپور مدد کی اور وہ محب وطن جاگیروں اور ریاستوں والے بھی نکھر کر سامنے آئے جنہوں نے انہام کی

پرواہ کئے بغیر اہل وطن کا ساتھ دیا اور آزادی ، وطن کی جد و جہد کے جرم کی پاداش میں تباہ ہو گئے ۔ ایسے خطوط کو فی الحال اس لئے در گذر کیا جارہا ہے کہ یہ ایسا درد ہے جس کے اظہار کے لئے الگ کتاب کی ضرورت ہے (جو کبھی آئندہ ہی) اس لئے کہ اس موضوع کو چھیڑ کر تو یہ تجزیہ بھی لازم ہو گا کہ انگریزوں کا ساتھ دینے والی ریاستوں کے ورثا میں کون آج بھی اہل منصب ہیں اور آزادی کے لئے تن من دھن کی قربانی دینے والوں کو راجہ صاحب محمود آباد کی طرح گوشہ نشینی پر مجبور کیوں کر دیا گیا ۔ اگر اس سلسلے کی صرف ایک دستاویز The Loyal Rulers of India پر ہی روشنی ڈالی جائے تو بہت سے چہروں سے نقاب اترے گی ۔ یہ دستاویز Earl of Carnwath نے ترتیب دی تھی جو ۱۹۲۲ میں طبع کر کے جارج پنجم کی خدمت میں پیش کی گئی تھی ۔ اس میں سارے وفاداروں اور نمک خواروں کی وفا شعاریوں کی تفصیلات تھیں ۔ ہو سکتا ہے اس سے تخت برطانیہ کو یہ تاثر دینا مقصود ہو کہ ہندوستان میں آزادی کی تحریک کے زور پکڑنے کے باوجود انگریزوں کے بہی خواہ اور جانثار بھی ہندوستان میں موجود تھے ۔ (خدا بہتر جانتا ہے)

میں ایک طرف تو سلیم قریشی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مخطوطات کی فراہمی جیسے مشکل کام کو آسان بنادیا اور تاریخ کے ان طالب علموں اور ان اردو والوں پر احسان کیا جنہیں اپنے ملک کو غلامی سے آزاد کرانے کی جد و جہد کی تفصیلات جاننے کی خواہش ہو ۔ دوسری طرف ان سے معذرت خواہ ہوں کہ انہیں ابتدا میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ کتاب کس صورت میں شائع ہوگی ۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سلیم قریشی کی صلح پسند طبیعت کی وجہ سے ، ممکن تھا کہ میرے تبصروں کے ساتھ ایسی دستاویزات کی اشاعت کے مسئلے پر ، جس سے کسی کی دل آزاری کا امکان بھی ہو ، وہ کسی شش و پنج میں پڑ جاتے ۔ لیکن میں اپنے مزاج کو کیا کروں کہ حقیقت اور صداقت کو چھپانا میرے بس کی بات نہیں ۔ مخطوطات کی فراہمی اور مترجم کی حیثیت سے ، اس کتاب پر ان کا نام دیا جارہا ہے لیکن کتاب کی اشاعت کی ساری ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں ۔ جاگتی اور متحرک زندگی کا ہر لمحہ قیمتی ہوتا ہے ۔ سلیم قریشی نے کم و بیش چار سال ان مخطوطات پر محنت کی ہے اور اس عظیم کام کا اپنے لئے کوئی معاوضہ بھی قبول نہیں کیا بلکہ یہ کہہ کر مجھے شرمندہ کردیا کہ " بھائی جو درد آپ کے دل میں ہے وہی درد کسی اور کے دل میں بھی تو ہو سکتا ہے " میں سلیم قریشی کے دل میں اس درد کی عظمت کا احترام کرتا ہوں ۔

میرے قارئین جانتے ہیں کہ تحقیق میرا میدان نہیں ہے ۔ اس کتاب کی اشاعت کے پس منظر میں جو جذبہ کارفرما ہے اس کا اظہار اسی کتاب میں کر چکا ہوں کہ انگریز وقائع نگاروں یا انگریزی استبداد کے تحت لکھنے والوں نے اس جنگ آزادی کو اس اس ڈھنگ سے غدر لکھا کہ آج ہمارے

بہت سے دانشور بھی اسے غدر ہی کہتے ہیں ۔ اس جنگ کے حالات جس طرح مسخ کئے گئے انہیں پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے ۔ اس مختصر تحریر میں میں نے کئی جگہ نشان دہی کی ہے کہ کس طرح اہل زمین Sons of the soil کو وحشی، درندے، بزدل اور کتے کہا گیا ہے اور ساری شکستیں غاصبوں کے نام لکھ دی گئی ہیں ۔ خان بہادر، شمس العلماء ذکاء اللہ کی تاریخ عروج انگلیشیہ جیسی کتابیں مستند مانی جارہی ہیں ------ اس کتاب کے توسل سے اہل فکر و نظر سے بڑے ادب کے ساتھ ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک تاریخ آزادی، بر صغیر اس انداز سے لکھی جائے کہ حقائق نئی نسلوں کے سامنے آجائیں اور وہ یہ جان سکیں کہ وہ غیرت مندوں، حریت پسندوں، اور عزت نفس کے پاسداروں کے وارث ہیں، غداروں، ضمیر فروشوں اور غاصبوں کے نہیں ۔ اردو والے مغرب میں آباد اور پروان چڑھنے والی اس ایشیائی نسل کو فراموش نہ کریں جسے بار بار، بڑے نفسیاتی طریقوں سے، Mutineers غداروں کی نسل کہہ کر ان کے دلوں میں اپنے اجداد، اپنی وراثت اور اپنے تمدن سے اجتناب اور نفرت پیدا کی جارہی ہے ۔ اور خان بہادر ذکاء اللہ جیسے ناموں کا حوالہ ایسے میں جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے ---- یہ مسئلہ صرف مغرب میں آباد ایشیائیوں کا نہیں ۔ مسئلہ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائیوں کا بھی نہیں ۔ مسئلہ سارے ایشیائیوں کا ہے کہ ہماری اور آپ کی آنیوالی نسلیں ایک دوسرے کو پہچان سکیں ۔ ایک دوسرے سے کٹ کر نہ رہ جائیں ۔ کیا کوئی تاریخ دان محترم شخصیت اس عظیم کام کا بیڑا اٹھائے گی؟

دوسری اہم بات یہ کہ کیا محترم تاریخ داں دانشور اس موضوع پر تحقیق کریں گے کہ بر صغیر میں آج بھی اہل منصب وہی لوگ تو نہیں جن کا سلسلہ وہاں سے ملتا ہو جہاں سرفروش جانبازوں کے سروں کے معاوضوں سے اونچے محل تعمیر کئے گئے؟ ۔

اس کتاب کو پڑھ کر اگر نئی نسل کے چند نمائندوں کو بھی اپنی پہچان ہو گئی اور اگر کسی صاحب نظر کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ ایک بے لاگ، تلخ حقائق کو بے نقاب کرنے والی تاریخ آزادی کی واقعی ضرورت ہے تو میں سمجھوں گا اس کتاب کا مقصد پورا ہو گیا ۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی پہ معاف
آج کچھ درد میرے دل میں، سوا ہوتا ہے

چنگاری سے شعلوں تک

(جنگ آزادی کے اہم واقعات)

- ۲۳، جون ۱۷۵۷ء ۔ جنگ پلاسی میں انگریزوں کی فتح اور ہندوستان پر انگریزی عملداری کا آغاز ۔
- ۱۸۰۶ء ۔ ویلور میں ہندوستانی فوجوں کی بغاوت ۔
- ۱۸۴۲ء ۔ انگریزی فوجوں کو کابل میں زبردست شکست ۔
- ۱۸۴۸۔ ۴۹ء ۔ سکھوں کے خلاف انگریزوں کی دوسری جنگ اور پنجاب پر قبضہ ۔
- جنوری ۱۸۵۶ء ۔ اودھ پر انگریزوں کا قبضہ ۔
- فروری ۱۸۵۶ء ۔ لارڈ کیننگ گورنر جنرل اور ایران میں مہمات کا آغاز ۔
- دسمبر ۱۸۵۶ء ۔ ہندوستانی سپاہیوں کا چربی والے کارتوس استعمال کرنے سے انکار ۔
- ۲۵، فروری ۱۸۵۷ء ۔ بہرام پور میں نیٹو (Native) انفنٹری کی ۱۹ ویں رجمنٹ کی بغاوت ۔
- مارچ ۱۸۵۷ء ۔ ملک کے مختلف حصوں میں چپاتیوں کی پر اسرار تقسیم شروع ہوئی ۔
- ۲۹، مارچ ۱۸۵۷ء ۔ بیرکپور میں منگل پانڈے کی بغاوت اور اس کا کورٹ مارشل ۔
- ۳۰، مارچ ۱۸۵۷ء ۔ نیٹو (Native) انفنٹری کو منگل پانڈے کی حمایت میں احتجاج کرنے کی بنیاد پر ۱۹ ویں رجمنٹ سے نکال کر نہتا کر دیا گیا ۔
- ۳، اپریل ۱۸۵۷ء ۔ منگل پانڈے کو بیرکپور میں پھانسی دیدی گئی ۔
- ۲۱، اپریل ۱۸۵۷ء ۔ منگل پانڈے کے دوست اور ساتھی ایسری پانڈے کو پھانسی ۔
- ۲۹ / ۳۰، اپریل ۱۸۵۷ء ۔ انبالہ میں ہندوستانی فوجوں کا اضطراب اور انگریزی بیرک میں آتشزدگی کی وارداتیں ۔
- ۳، مئی ۱۸۵۷ء ۔ لکھنؤ میں ساتویں ارریگولر کیولری کی بغاوت ۔ ان سے ہتھیار واپس لے لئے گئے ۔
- ۶، مئی ۱۸۵۷ء ۔ بیرکپور میں نیٹو انفنٹری کی ۳۴ ویں رجمنٹ کی بغاوت ۔ ان سے ہتھیار لے لئے گئے ۔

- ۱۰، مئی ۱۸۵۷ء - میرٹھ میں ہندوستانی فوجوں کی بغاوت -

- ۱۱، مئی ۱۸۵۷ء - بریلی بریگیڈ کے سپاہی میرٹھ میں بغاوت کے بعد صبح ۷ بجے دہلی پہنچ کر شاہی قلعے کے دروازوں پر پہرہ لگا دیتے ہیں - حکیم احسن اللہ آگرہ کے چیف کمشنر کے ذریعے، بادشاہ کی طرف سے گورنر جنرل کو اطلاع بھیج دیتے ہیں - لیفٹننٹ ولبی (Willoughby) اسلحہ خانہ کی مورچہ بندی کر کے توپوں کو تیار رہنے کا حکم دیتا ہے - بادشاہ ولبی کو حکم دیتے ہیں کہ اسلحہ خانہ شاہی فوجوں کے حوالے کر دیا جائے

ولبی کا حکم ماننے سے انکار اور فوجوں پر گولہ باری
-- بادشاہ اسلحہ خانے پر قبضہ کا حکم دیتے ہیں - فوجوں کی اسلحہ خانے پر چڑھائی - ولبی اسلحہ خانے کو بارود سے اڑا دیتا ہے - شاہی فوج اور باغی فوجوں کے تقریباً پندرہ سو افراد ہلاک اور اس سے زیادہ زخمی ہوتے ہیں -

- ۱۲، مئی - منگل - شہر میں افراتفری اور لوٹ مار کا بازار گرم ہے - تلنگے نواب حامد علی خاں کو انگریزوں کو پناہ دینے کے الزام میں گرفتار کر لیتے ہیں اور بادشاہ کے وزیر محبوب علی خاں کی سفارش پر رہا کرتے ہیں -
منادی میں اسی دن سے خلقت، خدا کی -- ملک، بادشاہ کا -- حکم، سرکار کمپنی بہادر کا، کی بجائے حکم بادشاہ کا جاری ہو جاتا ہے -

- ۱۳، مئی - بدھ - شہر میں لوٹ مار جاری ہے - نرائن داس نہر والے کا گھر فرنگیوں کو پناہ دینے کے جرم میں لوٹ لیا گیا -

- ۱۴، مئی - جمعرات - شہر میں لوٹ مار جاری ہے - صرف چند دوکانیں کچھ دیر کے لئے کھلی ہیں -

- ۱۵، مئی - جمعہ - شہر میں اسلحہ اور بارود کی تلاش جاری ہے

- ۱۶، مئی - ہفتہ - شہر میں موجود انگریزوں کے قتل کا سلسلہ -

- ۱۷، مئی - اتوار - شہر میں موجود انگریزوں کی تلاش جاری -

- ۱۸، مئی - پیر - شہر کی فصیلوں اور سلیم گڑھ کے قلعے کو مضبوط اور ان میں مورچہ بندی کی جا رہی ہے - سیپرز اینڈ مائینرز کی رجمنٹ باغیوں کی مدد کے لئے دہلی پہنچتی ہے -

- ۱۹، مئی - منگل - شہر کے مسلمان شاہی مسجد اور کشمیری دروازے پر اسلامی پرچم لہرا کر مسلمانوں کے جہاد کا اعلان کرتے ہیں -

- ۲۰، مئی - بدھ - بادشاہ سلامت شہر کے انتظام کے لئے شاہ زادوں کو مختلف عہدوں پر

متعین کرتے ہیں --- بادشاہ سلامت نے شہر کے ساہوکاروں کو بلا کر جنگ کے مصارف کے لئے پانچ لاکھ روپے قرض لئے -

- ۲۱، مئی - جمعرات - شہر میں بازار اور دوکانیں دوبارہ کھلنا شروع ہو گئیں البتہ کچھ علاقوں میں لوٹ مار جاری ہے -

- ۲۲، مئی - جمعہ - بادشاہ اور شہزادے شاہی مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں - نیٹو (Native) انفنٹری کی نویں رجمنٹ باغیوں کی مدد کے لئے دہلی پہنچتی ہے -

- ۲۳، مئی - ہفتہ - باغی فوج کا ایک دستہ خزانہ اور اسلحہ لینے کے لئے رہتک روانہ ہوا - بادشاہ نے اعلان جاری کیا کہ شہر میں سے لوٹا ہوا سامان واپس کر دیا جائے ورنہ مجرموں کو سخت سزا دی جائے گی -

- ۲۴، مئی - اتوار - بادشاہ سلامت نے مرزا مغل کو کمانڈر انچیف مقرر کر دیا اور شہزادوں اور امراء کے ساتھ ہاتھیوں پر بیٹھ کر شہر کا گشت کیا -

- ۲۵، مئی - پیر - عید الفطر کا دن ہے - بادشاہ سلامت نے شاہی قلعے کی مسجد میں نمازِ عید ادا کی - عید گاہ میں کسی نے افواہ اڑا دی کہ انگریزی فوج آ پہنچی، لوگ افراتفری میں اپنے گھروں کی طرف بھاگے -- بادشاہ نے معین الدین حسن خاں کو شہر کا کوتوال اور محبوب علی خان کو دیوان مقرر کیا -

- ۲۶، مئی - منگل - بادشاہ سلامت نے مرزا مغل کو کمانڈر انچیف کی خلعت عطا کی اور مرزا خضر سلطان، مرزا عبداللہ، مرزا سہراب ہندی، مرزا بختاور شاہ، کو فوج کے مختلف حصوں کے کمانڈر اور مرزا جواں بخت کو وزیرِ اعظم مقرر کیا --- آج سلیم گڑھ کے قلعے پر نصب کی گئی توپوں میں کسی نے پتھر بھر کر انکو ناکارہ کر دیا - لوگوں کو شبہہ ہے کہ یہ کام حکیم احسن اللہ خاں، محبوب علی خاں اور ملکہ زینت محل نے ملکر انگریزوں کے ایماء پر کیا ہے -

- ۲۷، مئی - بدھ - فوج نے حکیم احسن اللہ خاں پر انگریزوں سے ساز باز کرنے کا الزام لگایا ہے -- رہتک سے باغی فوج کا ایک دستہ سندھیا کی فوج کے دو سو سپاہیوں کے ساتھ سوا لاکھ روپیہ لے کر دہلی پہنچا -- اٹاوہ سے نویں رجمنٹ کے سپاہی باغیوں کی مدد کے لئے دہلی پہنچے -

- ۲۸، مئی - جمعرات - دیوان محبوب علی خاں نے باغی فوج کے افسروں کو طلب کر کے بادشاہ کا اعلان پڑھ کر سنایا کہ اگر شہر میں لوٹ مار جاری رہی تو انہیں اس کا ذمہ دار قرار دیا جائے گا -

- ۲۹، مئی - جمعہ - حکیم احسن اللہ نے باغی فوج کے افسروں کو طلب کر کے انکو ڈرایا دھمکایا اور انکو میرٹھ جاکر انگریزی فوج کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا -
- ۳۰، مئی - ہفتہ - آج صبح پیادہ فوج کا ایک دستہ پانچ سو سوار اور کچھ توپیں لے کر میرٹھ کے لئے روانہ ہوا - دریائے ہنڈوں کے پل پر انگریزی فوج انکا انتظار کر رہی تھی - باغی فوج کو کافی نقصان کے بعد پسپا ہونا پڑا -
ایک سکھ کو تین سواروں سمیت جاسوسی کے الزام میں قید کر لیا گیا -
شمال مغربی صوبے سے آئے ہوئے باغی سپاہیوں نے اسلحہ خانے سے اسلحہ لوٹ لیا -
محاذ پر جاکر جنگ میں حصہ لینے والی فوج کے ساتھ مسلمان جہادیوں کا ایک دستہ بھی تھا
- ۳۱، مئی - اتوار - دریائے ہنڈوں کے پل پر باغی فوج کو شکست ---- شہر کی فصیلوں پر رات بھر گولہ باری -
- ۱، جون ۱۸۵۷ء - قلعے پر رات بھر گولہ باری جاری رہی، لوگ قلعے سے نکل کر شہر میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے -
- ۲، جون - آج شہر کے بازار بند رہے - انگریزی فوج کی بمباری کو روکنے کے لئے، چھاؤنی کے نزدیک پہاڑی پر توپیں نصب کرنے میں باغی کامیاب ہو گئے -
بادشاہ نے اعلان جاری کیا کہ سپہ سالار مرزا مغل کی اجازت کے بغیر کسی کو گولہ بارود نہ دیا جائے -
- ۳، جون، بدھ - ہریانہ سے ارریگولر کیولری کا ایک دستہ ہانسی سے آنیوالی فوج کے ساتھ تین لاکھ کا خزانہ لے کر دہلی آپہنچا -
- ۴، جون، جمعرات - متھرا سے انفنٹری کا ایک دستہ اور کچھ سوار خزانہ لے کر دہلی آئے -
- ۵، جون، جمعہ - آگرہ سے تقریباً ایک سو سپاہی لئے دہلی آپہنچے -
- ۶، جون - اودھ اور آگرہ سے ارریگولر فوج کے کچھ اور سپاہی دہلی پہنچے -- باغپت کے گوجر انگریزی فوج کو بھیجی گئی رسد سے لدے ہوئے چھکڑے لوٹ کر رات گیارہ بجے شہر میں لے آئے -
- ۷، جون - باغی فوج علی پور سے بڑی تعداد میں اونٹ لیکر واپس آتی ہے -
- ۸ جون - علی پور سے پانچ میل دور بدلی کی سرائے کی جنگ - دہلی کے محاذ پر انگریزی فوج کا ہندو راؤ کے مکان پر قبضہ -
- ۹ جون - زیادہ تر مسلمان سپاہیوں پر مشتمل باغی فوج کے دستوں کے انگریزی کیمپ پر

دو بجے دن کے بعد دیگرے دو بھرپور حملے۔ باغی فوج کا زبردست جانی نقصان۔

- ۱۰ جون۔ انگریزی فوج بے حد بددل ہے۔ قلعہ پر سارا دن گولہ باری۔
- ۱۱، جون۔ گوالیار کے باغیوں کا ایک سوار دستہ انگریزوں سے جا ملا۔
  میجر مارٹن انگریزی فوج کے لئے اپنی رجمنٹ لیکر پہنچتا ہے
  باغی فوج کی گولہ باری سے انگریزی فوج کا نقصان۔
- ۱۲ جون۔ انگریزی فوج کا مثاف کے گھر پر قبضہ۔
  باغی فوج کا فلیگ سٹاف پر اچانک حملہ۔ انگریزی فوج کا زبردست نقصان۔
  کیپٹن نوکس (Knox) مارے گئے۔
- ۱۳، جون۔ انگریزی فوج کا صبح کے ایک اور دو بجے کے درمیان حملہ کرنے کا منصوبہ تیاری مکمل نہ ہونے کے سبب ترک کر دیا گیا۔
  باغی فوج کا انگریزی فوج پر دوسرا حملہ۔ ان کی کیولری کا دستہ انگریزی کیمپ کے پیچھے پہنچ کر حملہ آور ہوتا ہے۔
- ۱۴ جون۔ باغی فوج کا مثاف کے گھر پر حملہ اور ان کے سوار کیمپ کے بائیں جانب پہنچ کر انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔
  بادشاہ کے وزیر محبوب علی خان کا انتقال۔
- ۱۵ جون۔ باغی فوج کا انگریزی کیمپ کے بائیں جانب صبح کے سات بجے زبردست حملہ۔
  بعد میں ایک اور حملے کی تیاری۔
  انگریزی فوج کا ایک کمانڈر بریگیڈیر ولسن (Wilson) انگریزی فوج کو انتظار کا مشورہ دیتا ہے جبکہ گریٹ ہیڈ (Greathed) قلعہ پر فوری حملہ کا مشورہ دیتا ہے
- ۱۶ جون۔ انگریزی فوج فوری حملہ کرنے کی بجائے مزید کمک کا انتظار کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔
- ۱۷ جون۔ انگریزی فوج کا کشن گنج پر حملہ اور وہاں پر قائم شدہ باغیوں کا مورچہ تباہ۔
  پورا علاقہ جل کر برباد ہو گیا۔
- ۱۸ جون۔ باغی فوج کا ہندو راؤ کے گھر پر زبردست حملہ۔ لیفٹننٹ وھیٹلے (Wheatley) اور کئی دوسرے انگریز افسران ہلاک۔
- ۱۹ جون۔ (جمعہ) نصیر آباد کی فوج کا انگریزی کیمپ پر ایک اور زبردست حملہ۔ انگریزی فوج کے دس افسر اور سو سے زیادہ سپاہی ہلاک۔

نصیر آباد کی فوج بھی کافی نقصان اٹھا کر واپس آئی ۔

- ۲۰ جون ۔ نصیر آباد کی فوج کا انگریزی کیمپ پر ایک اور زبردست حملہ ۔
انگریزی فوج کو علی پور سے تقریباً تین سو شتر سواروں کی کمک پہنچ جاتی ہے ۔

- ۲۱ جون (اتوار) ۔ محاذ پر نسبتاً خاموشی ۔

- ۲۲ جون ۔ باغپت کا پل تباہ کردیا گیا ۔ سخت گرمی ۔

- ۲۳ جون ۔ باغی فوج کا ایک اور زبردست حملہ ۔ پندرہ سو سے زائد باغی ہلاک اور زخمی ۔
انگریزی فوج کا بے حد نقصان ۔ حوصلے پست ۔ مزید کمک کی آمد ۔

- ۲۴ جون ۔ نیول چیمبرلین (Navile Chamberlain) کا انگریزی فوج کے اڈجوٹنٹ جنرل کی حیثیت سے تقرر ۔

- ۲۵ جون (جمعرات) ۔ محاذ پر سارا دن خاموشی ۔

- ۲۶ جون (جمعہ) ۔ دن بھر خاموشی ۔

- ۲۷ جون ۔ باغی فوج کا انگریزوں پر ایک اور زبردست حملہ ۔ چار سو سے زائد افراد ہلاک اور زخمی ۔ انگریزی فوج کے صرف تیس افراد ہلاک ۔
انگریزی فوج کے پاس مزید دو سو سے زائد شتر سواروں پر مشتمل کمک پہنچ جاتی ہے
-۔ بارش کی آمد ۔

- ۲۸ جون ۔ کرنل گریٹ ہیڈ (Greathed) ۸ ، کنگز رجمنٹ اور سکھ رجمنٹ کو لے کر انگریزی فوج سے آملتے ہیں ۔ بھگت پور پل (باغپت پور) کا بڑا حصہ تباہ کر دیا گیا

- ۲۹ جون ۔ انگریزی فوج بند باندھ کر نہر کے پانی کو روک دیتی ہے ۔

- ۳۰ جون ۔ باغی فوج کا ایک اور سر توڑ حملہ ۔ انگریزی فوج کے تیس یا چالیس افراد ہلاک
دریائے جمنا کا پل ٹوٹ کر بہہ جاتا ہے ۔

- یکم جولائی ، بدھ ۔ دہلی میں بریلی بریگیڈ کی آمد ۔
انگریزی کیمپ میں ۶۱ ویں رجمنٹ کی آمد ۔

- ۲ ، جولائی ۔ انگریزی کیمپ میں آٹھ سو سے زائد افراد پر مشتمل کوکس کارپس (Cox Corps) کی آمد ۔

- ۳ جولائی ، جمعہ ۔ بریلی بریگیڈ کا علی پور پر کامیاب حملہ ۔ انگریزوں کا حوصلہ شکن نقصان

- ۴ جولائی ۔ باغی فوج کا علی پور سے آنے والی فوج کے ساتھ مل کر ایک اور حملہ ۔ صبح

سات بجے باغی فوج ناکام ہو کر واپس چلی جاتی ہے۔

- ۵ جولائی ۔ جنرل برنارڈ (Bernard) کی ہیضے سے موت ۔ جنرل ریڈ (Reed) کمانڈر انچیف ہوئے۔
- ۶ جولائی ۔ سارا دن زبردست بارش ۔ محاذ پر خاموشی ۔
کرنل بیرڈ سمتھ (Baird Smith) کی شہر پر فوری حملہ کی تجویز ۔
- ۷ جولائی ۔ محاذ پر خاموشی ۔
- ۸ جولائی ۔ نجف گڑھ کی نہر پر باغیوں کا بنایا پل تباہ کر دیا گیا ۔
- ۹ جولائی ۔ باغی فوج کا ایک اور زبردست حملہ ۔ انگریزی فوج کے دو سو سے زیادہ افراد ہلاک اور سو کے قریب زخمی ۔ باغیوں کے پچاس افراد ہلاک اور سو زخمی ۔
انگریزی کیمپ میں آرٹلری رجمنٹ کے تقریباً تین سو سپاہیوں کی آمد ۔
بادشاہ کی طرف سے گائے ذبح کرنے پر پابندی کا اعلان ۔
- ۱۰ جولائی ، جمعہ ۔ سارا دن زبردست بارش ۔
- ۱۱ جولائی ۔ رات بھر شدید بارش ۔
- ۱۲ جولائی ۔ بارش جاری ۔ محاذ پر خاموشی ۔
انگریزی فوج کی آرٹلری کے ہندوستانی سپاہیوں پر باغیوں سے ساز باز کا شبہہ ۔ ان سے ہتھیار رکھوا کر انہیں علی پور کی طرف بھیج دیا جاتا ہے ۔
- ۱۳ جولائی ۔ انگریزی فوج کو گولہ بارود اور اشیائے خورد و نوش کی کمک ۔
- ۱۴ جولائی ۔ باغی فوج کا ایک اور زبردست حملہ لیکن بھاری نقصان کے بعد پسپا ہونا پڑا ۔ چیمبر لین اور کئی دوسرے افسر زخمی ۔
- ۱۵ جولائی ۔ محاذ پر خاموشی ۔
- ۱۶ جولائی ، جمعرات ۔ جنرل ریڈ (Reed) بیمار ۔ بریگیڈیر ولسن کمان سنبھالتے ہیں ۔
کانپور کے محاذ پر سر ہیو ویلر (Sir Hugh Wheeler) کی فوج کی تباہی کی خبر
- ۱۷ جولائی ، جمعہ ۔ انفنٹری اور سوار رجمنٹ کے آٹھ سو افراد پر مشتمل جھانسی کی فوج دو توپوں سمیت دہلی پہنچتی ہے ۔
جنرل ریڈ ، کرنل کونگریو (Congrev) اور ایک سو پچاس دیگر بیمار اور زخمی

انگریزی کیمپ سے انبالہ روانہ ہوتے ہیں ۔

- ۱۸ جولائی - سکھ کیولری کی ایک بڑی تعداد گولہ بارود اور سامان رسد لے کر انگریزی کیمپ پہنچتی ہے - انگریزی کیمپ میں ابھی ایک ہزار سے زیادہ زخمی اور بیمار موجود ہیں -
- ۱۹ جولائی - محاذ پر سارا دن خاموشی -
- ۲۰ جولائی - باغی فوج کا ایک اور زبردست حملہ - چھ سات سو فوجی ہلاک یا زخمی -
- ۲۱ جولائی - محاذ پر خاموشی -
- ۲۲، جولائی - سخت گرمی اور بارش - باغی ساری رات وقفہ وقفہ سے حملے کرتے رہے - لیفٹننٹ جونز ہلاک -
- ۲۳، جولائی - باغی فوج کا ایک اور حملہ - کرنل سیٹن (Seton) زخمی -
- ۲۴ جولائی، جمعہ - ہوڈسن (Hodson) گائیڈز کی کمان چھوڑ کر کیولری کی کمان سنبھال لیتا ہے -
- ۲۶ جولائی - ہیولاک (Havelock) کو فتحپور میں نانا صاحب کی فوج پر فتح حاصل ہوئی - ۱۲ توپیں اور سات لاکھ کا خزانہ انگریزی فوج کے ہاتھ لگا -
- ۲۷ جولائی - نیمچہ فوج کی دہلی میں آمد -
- ۲۸ جولائی - دہلی میں روپیہ پیسہ اور اسلحہ کی کمی - محاذ پر خاموشی -
- ۲۹ جولائی - محاذ پر خاموشی -
- ۳۰ جولائی - انگریزی فوج کماؤں سے آنیوالی مدد کا انتظار کر رہی ہے
- ۳۱ جولائی، جمعہ - باغی فوج کا انگریزی کیمپ پر متحدہ حملہ - شدید بارش کی وجہ سے حملہ ناکام اور سخت جانی نقصان -
- یکم اگست، عیدِ قرباں - شام چھ بجے سے رات بارہ بجے تک باغی فوجوں کے ہندو راؤ کے گھر پر زبردست اور متواتر حملے - ہزار سے زیادہ ہلاک و زخمی - انگریزی فوج کے تیس افراد ہلاک و زخمی -
- ۲، اگست - ہندو راؤ کے گھر پر مسلسل حملے - باغی فوج کے دو سے تین ہزار افراد ہلاک و زخمی، صرف نیمچہ اور نصیر آباد برگیڈ کا نقصان نو سو سے زائد -
- ۳، اگست - ہیولاک (Havelock) کی نانا صاحب کو شکست دے کر لکھنؤ کی طرف بڑھنے کی خبر -
  باغی نجف گڑھ کی جھیل پر پل بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مگر بارش اور سیلاب پل کو بہا لے جاتے ہیں اور باغی فوج کی توپیں ضائع ہو جاتی ہیں -

- ۴ اگست ۔ دل برداشتہ ہو کر کچھ باغیوں کے شہر سے روانہ ہونے کی اطلاع ۔
- ۔ ۵ ، اگست ۔ باغیوں کا بنایا ہوا کشتیوں کا پل تباہ کرنے کے لئے انگریزی فوج کی کوشش ناکام ۔
- ۶ ، اگست ۔ باغی فوج کا شہر سے باہر آکر انگریزی کیمپ پر حملہ ۔
- ۷ ، اگست ، جمعہ ۔ کرنل بیرڈ سمتھ (Baird Smith) اور جنرل سمتھ کا آپس میں جھگڑا ۔
انگریزی کیمپ پر باغی فوج کے رات بھر متواتر حملے ۔
- ۸ ، اگست ۔ دہلی میں باغی فوج کا بارود کا کارخانہ تباہ ۔ باغی فوج کے حملے جاری ہیں
- ۹ ، اگست ۔ باغی فوج کے حملے جاری ہیں ۔ انگریزی کیمپ کے دائیں طرف باغی فوج کی بھاری توپ سے بمباری ۔
- ۱۰ ، اگست ۔ انگریزی کیمپ میں فیروزپور سے بھاری توپوں اور اسلحہ سے لدے ہوئے قافلہ کا انتظار ۔
- ۱۱ ، اگست ۔ جھڑپیں جاری ہیں ۔
- ۱۲ ، اگست ۔ انگریزوں کا باغی مورچوں پر حملہ اور ان کی چار توپوں پر قبضہ ۔
انگریزی فوج کے سو سے زائد افراد ہلاک و زخمی ۔ باغی فوج کا کہیں زیادہ نقصان ۔
- ۱۳، اگست ۔ سارا دن توپوں کی گولہ باری ۔ بیرڈ Baird سمتھ زخمی ۔
- ۱۴ ، اگست ، جمعہ ۔ نکلسن (Nicholson) ڈھائی ہزار فوج ، بھاری توپیں ، اور اسلحہ بارود کا ذخیرہ لے کر انگریزی فوج کی مدد کے لئے پہنچ جاتا ہے ۔
باغی فوج رات بھر گولہ باری جاری رکھتی ہے ۔
- ۱۵ ، اگست ۔ موسم خوشگوار ۔ گولہ باری جاری ۔
- ۱۶ ، اگست ۔ انگریزی فوج کو محاصرہ توڑنے والی توپوں اور مزید کمک کا انتظار ۔
انگریزی کیمپ میں موجود بارود کے ذخیرے کو تباہ کرنے کی کوشش ۔
- ۱۷ ، اگست ۔ انگریزی کیمپ میں دو ہندوستانی سپاہیوں کو بارود کا ذخیرہ خراب کرنے کے جرم میں پھانسی ۔
- ۱۸/ ۱۹ ، اگست ۔ محاذ پر خاموشی ۔
- ۲۰ ، اگست ۔ نکلسن اور ہوڈسن کی فوجوں کی ، قلعے پر مہم ناکام ۔

- ۲۱، اگست ۔ باغی فوجوں کی مٹکاف کے گھر اور کوکس کے کمپاؤنڈ پر گولہ باری ۔
- ۲۲، اگست ۔ انگریزی کیمپ پر باغی فوج کی زبر دست گولہ باری ۔
- ۲۳، اگست ۔ قلعے کی طرف انگریزی توپوں کی پیش قدمی اور فصیل سے چھ سو گز دور پڑاؤ ۔۔ موسم خوشگوار ۔
- ۲۴، اگست ۔ دونوں طرف سے گولہ باری ۔
- ۲۵، اگست ۔ نکلسن (Nicholson) باغی فوجوں کو آنے والی مدد روکنے کے لئے دو ہزار فوج اور سولہ توپیں لے کر نجف گڑھ روانہ ہوا ۔
- ۲۶، اگست ۔ نجف گڑھ کے محاذ پر باغی فوجوں کی شکست ۔
۱۳ توپیں اور بے شمار اسلحہ و بارود انگریزی فوج کے ہاتھ لگا ۔
- ۲۷ / ۲۸، اگست ۔ محاذ پر نسبتاً خاموشی ۔
- ۲۹، اگست ۔ انگریزی کیمپ میں گولہ بارود سے لدے پانچ سو چھکڑوں کی آمد ۔
محاذ پر نسبتاً خاموشی ۔
- ۳۰ / ۳۱، اگست ۔ رات کو گولہ باری ۔ دن میں خاموشی ۔
- یکم ستمبر ۔ مہاراجہ کشمیر اور میرٹھ کی فوجیں انگریزوں کی مدد کے لئے کیمپ پہنچیں ۔
- ۲ / ۳، ستمبر ۔ محاذ پر خاموشی ۔
- ۴، ستمبر ۔ محاصرہ شکن توپوں اور اسلحہ بارود سے لدا قافلہ انگریزی کیمپ پہنچا ۔
- ۵، ستمبر ۔ انگریزی فوج ۸ یا ۹ تاریخ کو قلعہ پر حملے کا منصوبہ بناتی ہے ۔
- ۶، ستمبر ۔ میرٹھ سے مزید توپیں اور کرنال سے پنجاب انفنٹری کا دستہ انگریزی کیمپ پہنچتا ہے ۔
- ۷، ستمبر ۔ راجہ جیند کی فوجیں انگریزوں کی مدد کو آجاتی ہیں ۔
انگریزی فوج کا قدسیہ باغ کے مورچے پر حملہ اور قبضہ ۔
- ۸، ستمبر ۔ دن بھر توپوں کی گولہ باری ۔
شام کو باغی فوج کا انگریزی فوج پر فیصلہ کن حملہ ۔
قدسیہ باغ پر انگریزوں کو شکست اور باغی فوجوں کا دوبارہ قبضہ ۔
راجہ کشمیر کی مزید تین ہزار فوج انگریزوں کی مدد کو پہنچ جاتی ہے ۔
انگریزوں نے محاصرہ شکن توپیں محاذ پر نصب کرلیں ۔
- ۹، ستمبر ۔ باغی فوج کے جاسوسوں نے انگریزی کیمپ میں بارود سے لدا چھکڑا اڑا دیا ۔

- ۱۰، ستمبر ۔ انگریزی فوج کا حملہ ایک مورچے پر بارود تباہ ہونے کے سبب ملتوی ۔
- ۱۱، ستمبر ۔ موسم معتدل اور ابر آلود ۔
انگریزی فوج کا حملہ پھر ملتوی ۔
کشمیری دروازے کے برج کو انگریزوں کی گولہ باری سے نقصان ۔
باغی فوج کی کیولری کا انگریزی فوج کے مورچوں کے عقب میں پہنچ کر شدید حملہ
بیشتر سوار ہلاک یا زخمی ۔
- ۱۲، ستمبر ۔ انگریزی توپوں کی قلعے پر گولہ باری ۔
- ۱۳، ستمبر ۔ انگریزی مورچوں سے ساٹھ بڑی اور محاصرہ شکن توپوں سے قلعہ اور شہر
کی فصیلوں پر لگا تار گولہ باری ۔
باغی فوج کی توپیں خاموش ۔
باغی فوج کی تعداد چالیس ہزار سے گھٹ کر دس ہزار رہ جاتی ہے ۔
- ۱۴، ستمبر ۔ صبح سات بجے انگریزی فوج کی دہلی پر یلغار ۔
باغی فوج نے جم کر مقابلہ کیا ۔
انگریزی فوج کے پانچ سو سے زیادہ سپاہی اور کرنل نکلسن سمیت تیس افسر ہلاک ۔
کشمیری، کابلی، اور موری دروازوں، سکنر (Skinner) کی حویلی، دہلی کالج،
اور چرچ کی عمارتوں پر انگریزی فوج کا قبضہ ۔
کشن گنج کے محاذ پر میجر ریڈ (Reed) کو شکست
مہاراجہ کشمیر کی فوج شکست کھا کر بھاگ جاتی ہے ۔
- ۱۵، ستمبر ۔ رات بھر خاموشی، صبح جنگ جاری ۔
سلیم گڑھ شاہی قلعہ میگزین پر باغی فوج نے اپنے مورچوں پر ڈٹ کر مقابلہ کیا ۔
- ۱۶، ستمبر ۔ انگریزی فوج کا علی الصبح حملہ ۔
کشتیوں کے پل اور میگزین پر انگریزوں کا قبضہ ۔ اسلحہ خانے میں صرف ۱۷۱ ہتھیار
اور گولوں کے کچھ خالی خول باقی تھے ۔ بارود بالکل ختم ہو چکا تھا ۔
باغی فوج تیلی واڑہ اور کشن گنج کے علاقے خالی کر دیتی ہے ۔
سلیم گڑھ اور قلعہ پر محاصرہ شکن توپوں کی مسلسل گولہ باری ۔
- ۱۷، ستمبر ۔ شاہی محل اور قلعہ پر گولہ باری جاری ہے ۔
شہر میں باغی فوجیں چپہ چپہ پر زبردست مقابلہ کرتی ہیں ۔
انگریزی فوج کے بارہ سو سے زیادہ افراد ہلاک ۔

باغی فوجوں کا کئی گنا زیادہ نقصان ۔
شہر کی گلیاں اور سڑکیں لاشوں سے بھری پڑی ہیں ۔

- ۱۸ ، ستمبر ، جمعہ ۔ شاہی محل اور قلعہ پر گولہ باری جاری ۔
لاہوری دروازے پر انگریزی فوجوں کو شکست ۔

- ۱۹ ، ستمبر ۔ جامع مسجد ، شاہی قلعہ ، اور سلیم گڑھ پر گولہ باری جاری ہے ۔
بریلی بریگیڈ کی متھرا کی طرف روانگی کی خبر ۔
لاہوری دروازے پر انگریزی فوج کا قبضہ ۔

- شہر ، قلعہ ، شاہی محل پر انگریزی فوج کا قبضہ ۔
شہر اور قلعے میں موجود زخمی سپاہیوں کا ہوڈسن کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل عام
بادشاہ اور شاہی خاندان کے افراد ہمایوں کے مقبرے میں پناہ لیتے ہیں ۔

- ۲۱ ، ستمبر ۔ ہوڈسن ، مولوی رجب علی ، مرزا الہی بخش کے بادشاہ سے مذاکرات ۔
بادشاہ ، جاں بخشی کے وعدے پر خود کو ہوڈسن کے حوالے کر دیتے ہیں ۔ وہ بادشاہ ،
زینت محل اور جواں بخت کو محل میں لے آتا ہے ۔

- ۲۲ ، ستمبر ۔ میجر ہوڈسن ، تین شاہزادوں کو ہمایوں کے مقبرے سے شاہی محل لاتے
ہوئے راستے میں قتل کر دیتا ہے اور ان کی لاشیں کوتوالی کے سامنے پھینک دی جاتی
ہیں ۔ (یا لٹکا دی جاتی ہیں ۔)

اور پھر اندھیرا ہی اندھیرا ۔۔۔ تاریکی ہی تاریکی ۔

(۱) ـــــ نامعلوم ـــ ۱۶ - ۱۷ جون ۱۸۵۷ء

اس ماہ کی سولہ تاریخ کو ریگولر کیولری کے پچاس سوار کچھ دوسرے سپاہیوں کی معیت میں جھجر سے یہاں پہنچے - اسی تاریخ کو ریگولر کیولری کی آٹھویں رجمنٹ کے سو سوار انفنٹری کی ایک کمپنی کے ساتھ دہلی آئے - انہوں نے اطلاع دی ہے کہ نصیرآباد کے فوج ایک لائٹ فیلڈ بیٹری کے ساتھ ۱۹ تاریخ کو دہلی پہنچنے والی ہے ـــــ انگریزی فوجوں کی گولہ باری سے شہر میں کافی نقصان ہوا ہے- باغیوں نے اب اپنی توپوں کو تہہ خانوں اور خندقوں میں محفوظ کرلیا ہے ـــــ سلیم گڑھ میں بھی کچھ گولہ بارود اور اسلحہ جمع ہے-

لاھوری اور کابلی دروازوں کو گولہ باری سے شدید نقصان پہنچا ہے- قلعہ کے گھاٹ کے دروازے پر کوئی پہرہ نہیں - انگریزی فوجوں نے جو حملے کیے انکا کافی اثر ہوا- پچھلے ایک حملے کے دوران تو شہر میں یہ افواہ پھیل گئی کہ انگریزی فوجیں دہلی میں داخل ہو گئی ہیں - لاہوری دروازہ تو کافی دیر تک بالکل کھلا پڑا رہا- سپاہی اور دروازے کے نگہبان اپنی اپنی جانیں بچانے کے لئے یہاں سے بھاگ گئے - اس وقت اگر انگریزی فوج کے ایک درجن سپاہی بھی شہر میں داخل ہو جاتے تو یہ بلوہ ختم ہو جاتا اور باغی فوج یہاں سے بھاگ نکلتی -

جنگ کی تمام کارروائی اب پرانے اور تجربے کار سپاہیوں کے ہاتھ سے لے لی گئی ہے - باغی ذرا ذرا سی بات پر آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں - باغیوں کا ایک سردار سمند خان غائب ہے -

سنا ہے کہ آگرہ اور میرٹھ میں باغیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہے - انکو اگر دہلی میں موجود باغیوں کی حالت کا پتہ چل جائے تو انکی روح تازہ ہو جائے-

(م-ک- ۹۱- ص ۱۵۰)

(۲) ـــــ مان سنگھ ـــ ۱۷ جون ۱۸۵۷ء

میں ۱۷ تاریخ کو شہر سے باہر باغیوں کی مخبری کے لئے یہاں آیا - پرانی عید گاہ کے نزدیک میں نے انفنٹری کے ایک ہزار سپاہیوں اور ستر سواروں کو جمع پایا - انکے پاس چار توپیں تھیں اور یہ لوگ پرانی عید گاہ میں مورچہ لگانے میں مصروف تھے - باغی فوج کے کچھ سپاہی کشن گنج ٹرولین گنج کے علاقوں کی دکانوں میں ٹھہرے ہوئے تھے -

(م - ک - ۹۱ - ص - ۱۵۱)

(۳) ـــــ لطافت علی ـــ (سوار پہلی ارگولر رجمنٹ) ۱۸ جون ۱۸۵۷ء

میں ۱۸، جون کو دہلی پہنچا اور سرائے روہیلہ خان سے ہوتا ہوا کشن گنج آیا - یہاں پر تقریباً ۱۸۰ باغی سپاہی دکانوں میں مقیم تھے - اسکے بعد میں لاہوری دروازے سے شہر میں داخل ہوا - باغی اس دروازے سے نکل کر انگریزی فوج کے مورچوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو رہے تھے - دروازے کے باہر تقریباً ۵۰۰ سپاہی جمع تھے - شاہی قلعہ کے دروازے پر ۵۴ ویں رجمنٹ پہرہ دے رہی تھی - شاہی قلعہ کے ہر دروازہ پر ایک ایک توپ نصب تھی - یہاں سے میں کشمیری دروازہ گیا - یہاں پر ۵۰۰ سو سپاہی دو توپوں سمیت پہرہ دے رہے تھے - اسکے بعد میں انگریزوں کے ایک ہمدرد دوست سید حامد علی خان سے ملنے گیا - سید حامد علی خان نے مجھے بتایا کہ شہر کے تمام لوگ ان بلوائیوں سے نجات پانے کی دعا کر رہے ہیں - اس نے یہ بھی کہا کہ دہلی پر حملہ کے دوران وہ خود ملکہ زینت محل اور اعظم علی خاں اپنے اپنے فوجوں کو لیکر باغی فوجوں کی مدد کے بہانے شہر سے باہر نکل آئیں گے اور موقعہ ملتے ہی انگریزی فوجوں سے آملیں گے اور باغی فوج یہ دیکھ کر فرار ہو جائے گی -

یہاں سے واپسی پر میں نے ایک نقارچی کی بیوی اور اسکے دو بچوں کو سپاہیوں کے ساتھ جاتے دیکھا - لوگ سپاہیوں پر کافی لعن طعن کر رہے تھے کہ " بادشاہ کا حکم ہے کہ بے سہارا عورتوں اور بچوں پر کوئی ظلم نہ کیا جائے - اس پر سپاہی بادشاہ کو بھی برا بھلا کہنے لگے اس عورت کو نہ چھوڑا - اسکے بعد میں اجمیری دروازہ گیا - یہاں پر ۸۰۰ سپاہی جمع تھے - اور دروازہ کے دونوں طرف تین ہلکی توپیں اور ایک بھاری توپ نصب تھی - قطب کو جانے والی سڑک اور اسکے دروازہ پر کوئی پہرہ نہ تھا۔

میں واپس گھر جارہا تھا کہ میں نے عید گاہ میں گولی چلنے کی آواز سنی - نزدیک پہنچ کر میں ایک جگہ چھپ گیا - یہاں ہانسی کی فوج دو توپیں لئے جمع تھی - جب انگریزی فوج نے حملہ کیا تو باغی فوج کے سوار آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے کے بجائے سرائے کی دیوار کے پیچھے چھپ گئے - انہوں نے تین قسم کے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے - ایک اریگولر کیولری کا - دوسرا لکھنؤ کی اریگولر فوج کا اور تیسرا دہلی کی متفرق فوج کا - جب انگریزی فوج قریب پہنچی تو یہ سب اپنی توپ لے کر بھاگ نکلے۔ دوسری توپ انگریزی فوج کے قبضہ میں آگئی - بعد میں یہ لوگ آپس میں گالی گلوچ کرتے رہے کہ کھوئی ہوئی توپ کو دوبارہ حاصل کریں گے لیکن ان میں سے کسی کو بھی آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی بعد میں ان میں سے کچھ سپاہی تو واپس شہر چلے گئے اور تقریباً آٹھ سو سپاہی پہاڑ گنج کی طرف اور ساٹھ ویں رجمنٹ پرانے قلعے کی طرف چلی گئی -

شہر میں درزیوں اور تلواریں تیز کرنے والوں ۔کے علاوہ دوسری تمام دکانیں بند ہیں -

(م-ک - ۹۱ ، ص ۱۵۲ - ۱۵۱)

(۴) ------ نا معلوم ---- ۱۸ جون ۱۸۵۷ء

باغی کافی بد دل ہوگئے ہیں - فوج کے تقریباً ایک سو سپاہی بھاگ گئے تھے اُن میں سے

تقریباً پچیس کو بعد میں گرفتار کر لیا گیا - دوسرے باغیوں نے گرفتار شدہ سپاہیوں کو لوٹ لیا - سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد بھاگنے میں کامیاب ہو جاتی ہے - شہر کے دروازوں کے دونوں طرف برجوں میں اسلحہ جمع ہے اور ہر دروازے پر تین تین توپیں نصب ہیں -

باغیوں نے یہ سنتے ہی کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ آگرہ سے دہلی کی طرف آرہا ہے پرانا قلعہ اور دہلی دروازے پر مورچہ بندی شروع کردی ہے - لاہوری اور اجمیری دروازے کے درمیان جو دروازہ ہے اس پر کوئی پہرہ نہیں - وہاں پر دو توپیں کھڑی ہیں لیکن ان کے لیئے کوئی گولہ بارود موجود نہیں - فوج میں توپچیوں کی کمی ہے - بارود کا کارخانہ عملاً بیکار ہے

یہاں پر افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ انگریزی فوج کی کچھ رجمنٹوں نے بغاوت کر دی ہے اور وہ دہلی پہنچنے والی ہیں ------ بادشاہ بہت خوف زدہ ہے

باغیوں نے سب سے بھاری توپ کو سلیم گڑھ کے قلعے پر نصب کردیا ہے - شہزادہ مغل اور شہزادہ ابو بکر انگریزی فوج کو پانی پت کے راستے انبالہ سے آنے والی کمک کو راستے میں لوٹنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں - باغی فوج میں اس وقت ۱۳۰۰۰ ہزار سپاہی اور ۱۳۰۰ سو سوار ہیں ان میں تقریباً ۳۰۰۰ ہزار مسلح ہیں - گیارہویں ، چونویں اور ۷۴ ویں رجمنٹیں مالا مال ہیں اور لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتیں -

نصیر آباد کی فوج، جو انفنٹری کی دو رجمنٹوں ، چھ توپوں اور سولہ سواروں پر مشتمل ہے ، آج دہلی آ پہنچی ہے - انہوں نے اطلاع دی ہے کہ مہو کی فوج بھی ان کے پیچھے دہلی پہنچنے والی ہے - بادشاہ گولہ باری کے ڈر سے تہہ خانے میں چھپا ہوا ہے - دیوان خاص کے برآمدے اور محل کے برج کو گولہ باری سے کافی نقصان ہوا ہے - قطب کو جانے والی سڑک پر ۲۵۰ سوار اور ایک رجمنٹ پہرہ دے رہی ہے - تقریباً اتنی ہی تعداد پرانے قلعے پر مقرر ہے -

جیند کے راجہ نے اپنی فوج کے سپاہیوں کو تمغے اور انعامات تقسیم کئے ہیں -

(م - ک - ۹۴ ، ص ۹۴ - ۹۵)

(۵) ------ رجب علی --- ۱۹ جون ۱۸۵۷ء

آج جے پور سے آئے ہوئے سرداروں نے دربار میں حاضری دی - یہ لوگ جالندھر سے دو سو سپاہی اور سو گھوڑے اپنے ساتھ لائے ہیں اور اب شہر کی فصیل کے باہر خیمہ زن ہیں - کیولری کی چھٹی رجمنٹ کے ساتھ ان کا جھگڑا چل رہا ہے - میجر ٹومبس Tombs اور میجر ریڈ Reed کے ساتھ جو فوجی دستہ گیا تھا اس نے باغیوں کے مورچہ کے پاس فیل واڑہ میں کافی لوٹ مار کی ہے - زخمی شدہ اور بیمار سپاہی سترہ تاریخ کو میرٹھ کے لیئے روانہ ہو گئے تھے -

(م - ک ۹۴ ، ص ۱۵۴)

(۶) ــــــ شہاب خان ــــ ۱۹ جون ۱۸۵۷ء

اریگولر کیولری کی نویں رجمنٹ کے سوار شہاب خان کو بہادر گڑھ ، جھجر، دوجانہ ، پٹودی اور فرخ نگر کی خبریں لینے بھیجا گیا تھا - اس نے مندرجہ ذیل اطلاع دی :-

بہادر گڑھ پہنچ کر میں نے دیکھا کہ وہاں کا سردار بھاگ چکا تھا اور اس کی گدی پر باغیوں نے قبضہ کر رکھا تھا - رہتک کے کوتوال بھورا خان کو نیو انفنٹری کی ساٹھویں رجمنٹ نے مار ڈالا - جونہی صاحب لوگوں کا نام لیا جاتا ہے لوگ غصے سے بے قابو ہو جاتے ہیں -

(م - ک - ۹۴ ، ص ۱۵۴)

(۷) ــــــ جواہر سنگھ ــــ ۲۰ جون ۱۸۵۷ء

جواہر سنگھ مخبری کے لئے ۱۹ ، تاریخ کو انگریزی کیمپ سے دہلی پہنچا - اس نے مندرجہ ذیل اطلاعات دیں :-

میں نے باغی فوج کے پانچ اور سات ہزار کے درمیان سپاہیوں کو انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کے لئے شہر سے باہر جاتے دیکھا - لڑائی کے بعد یہ فوج نہر کے کنارے خیمہ زن ہو گئی - اگلے روز صبح کے وقت ہماری توپوں نے انگور نما گولوں سے اس فوج پر حملہ کر کے تباہی مچا دی -
آندھی کے دوران مرزا ابوبکر سامان رسد اور تقریباً ساری فوج لے کر شہر سے باہر نکل گیا تھا - اس وقت شہر کی حفاظت کے لئے تھوڑی سی فوج موجود تھی ــــ شکست کھانے کے بعد مرزا ابوبکر کی فوج لاہوری دروازہ سے واپس آرہی تھی کہ انگریزی فوج نے انگور نما گولوں سے ان میں سے بیشمار کو ہلاک کردیا -

میں نے بعض باغیوں کو آپس میں گفتگو کرتے سنا جو کہہ رہے تھے کہ انہیں چاہیئے کہ انگریزی کیمپ پر عقب سے اور سامنے سے دوبارہ پوری قوت کے ساتھ ، جم کر حملہ کیا جانا چاہیئے تاکہ یا تو وہ انگریزی فوج پر فتح پالیں یا لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں - ان کا ارادہ ہے کہ جالندھر کی فوج آنے کے بعد انگریزی فوج کو باغپت اور سونی پت سے آنے والی کمک کو راستے میں روک کر تباہ کر دینا چاہیئے -

(م - ک - ۹۴ م ص ۱۵۶ - ۱۵۵)

(۸) ــــــ نا معلوم ــــ ۲۰، جون ۱۸۵۷ء

آج باغی فوج کی ایک رجمنٹ چار سو سواروں اور دو توپوں کے ساتھ باغپت کی طرف روانہ ہوئی تاکہ وہاں کے پل کو تباہ کرکے انگریزی فوج کو پہنچنے والی کمک کا راستہ بند کردے - ان کے ساتھ تین چار سو گوجر بھی گئے ہیں -

بنارس سے تیس چالیس سوار یہاں آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی رجمنٹ عنقریب دہلی پہنچنے والی ہے -

یہاں پر بارود کا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے - شاہی مسجد کے عقب میں کچھ نیا بارود بنایا جا رہا ہے -

آج صبح نصیر آباد کی فوج نے مرزا مغل کو درخواست کی کہ شہر میں موجود تمام فوجوں کو چاہیئے کہ وہ شہر سے باہر نکل کر انگریزی کیمپ پر حملہ کریں ورنہ وہ خود بھی شہر میں آکر خیمے لگا لے گی - باغی رجمنٹوں میں اب چند ہی پرانے سپاہی باقی ہیں لیکن فوج کے افسر ابھی تک ان کی تنخواہیں وصول کر رہے ہیں ـــــ نصیر آباد کی فوج اپنی تنخواہ کا مطالبہ کر رہی ہے -

ہر رجمنٹ سے دو یا تین کمپنیوں کو انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کے لئے چنا گیا ہے - نہر کے ذریعے شہر میں پانی لایا گیا ہے - شہر کے دفاع کے لئے جو انتظامات کئے گئے ہیں وہ بالکل بے کار اور ناکارہ ہیں - قلعے کی خندق میں پانی جمع کیا گیا ہے - لال ڈگی بھی پانی سے بھری ہوئی ہے - اسلحہ خانہ کی چھت پر بھی پانی اکٹھا کیا گیا ہے - بارود کے کارخانے میں بھی پانی لے جانے کا انتظام کیا جارہا ہے -

(م - ک - ۱۰۲ ، ص ۱۷۳ - ۱۷۴)

(۹) ـــــ امی چند ـــــ (بختاور کا باشندہ) ۲۸ ، جون ۱۸۵۷ ء

یہاں پر کچھ سپاہی ایک گھر کو گرا کر اس کے شہتیر اور بالے اونٹوں پر لاد کر لے جا رہے تھے - انگریزی فوج کا ایک جاسوس دہلی سے خبریں لے جاتا ہوا پکڑا گیا اور باغیوں نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا -

شہر میں باغپت کے پل کو تباہ کرنے کی خبر سن کر کافی خوشی منائی جا رہی ہے - گرانڈ ٹرنک روڈ پر شاہدرہ کا پل قائم ہے - اس پل پر پچاس سپاہی پہرہ دے رہے ہیں -

نہر کا پانی خشک ہو چکا ہے ـــ اطلاع ملی ہے کہ گزشتہ جنگ میں باغیوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا - ان کا ابھی تک دوسرا حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے - باغیوں کو کمک ملنے کی خبر ملی ہے - گودام میں گندھک صاف کرنے کے لئے بڑے بڑے برتن اکٹھے کئے جا رہے ہیں -

نصیر آباد کی فوج ابھی تک اجمیری دروازے کے باہر ٹھہری ہوئی ہے - جھجر کی پیادہ فوج کے ایک سو سپاہی آج باغیوں سے آ ملے ہیں -

(م - ک - ۱۰۳ ، ص ۱۷۵ - ۱۷۶)

(۱۰) ـــــ جواہر سنگھ ـــــ ۲۸ ، جون ۱۸۵۷ ء

باغی فوج اور بادشاہ سلامت ، جیند کے راجہ کے فرار ہونے اور باغپت کے پل کے تباہ کرنے کی خبر

سن کر بے حد خوش ہیں - باغپت کا خزانہ لوٹ لیا گیا ہے - وہاں کے مہاجنوں نے باغیوں کو اس کے عوض ۳۰ ہزار روپے کی پیشکش کی تھی لیکن باغی نہ مانے - باغپت کے باغیوں نے دریا عبور کر کے انگریزی فوج پر حملہ کرنے کے لئے مدد مانگی ہے -

روہیلکھنڈ کے باغی دہلی کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ میرٹھ جا کر لڑیں گے - ان کے پاس خزانہ بھی ہے -- نیمچ اور مہو کی فوجیں دہلی کے قریب پہنچ چکی ہیں -- بادشاہ نے ریواڑی کے سرداروں کو ان کے لئے خوراک اور دوسرا سامان مہیا کرنے کو کہا ہے -- باغیوں کے حوصلے کافی بلند ہیں اور ان پر شکست کا اب تک کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ ان کو امید ہے کہ عنقریب انہیں کمک ملنے والی ہے -

باغیوں نے شاہی برج اور کشمیری دروازے پر دو بھاری توپیں نصب کر دی ہیں - کالے خاں توپچی قید میں ہے ---- بارود کا ایک بڑا ذخیرہ کشمیری دروازے کے بائیں طرف جمع کیا گیا ہے شاہی قلعہ کی خندق اور شہر کی نہر بالکل خشک ہو چکی ہے - انہوں نے دریا سے ایک اور نہر نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی ---- کابلی اور موری دروازوں کے قریب نہر پر جو پل بنائے گئے تھے انہیں اب توڑ دیا گیا ہے - کشمیری دروازے کا پل البتہ ابھی تک قائم ہے - یہاں پر پہرہ دینے والے فوجی دستہ میں پانچ سو سپاہیوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے - یہ لوگ کلکٹر کے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں -- لال دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور کشمیری دروازے کے مقابل سڑک پر انہوں نے تین توپیں کھڑی کر دی ہیں - لال دروازے اور قلعہ گھاٹ پر نہ تو توپیں نصب ہیں اور نہ ہی سپاہیوں کا کوئی پہرہ ہے -

(م - ک - ۱۰۳ ، ص ۱۷۶)

(۱۱) ---- میر محمد علی (نویں اریگولر کیولری) ---- ۱ - جولائی ۱۸۵۷ء
(انگریزوں کی فوج سے دہلی میں بھیجا ہوا جاسوس)

میں ۱۹ جون کو لاہوری دروازے سے شہر میں داخل ہوا - دروازے کے اندرونی طرف تین توپیں نصب تھیں - ان کا رخ باہر کی جانب تھا - دروازے کے باہر برج پر بھی دو توپیں نصب تھیں - ان میں سے ایک کا رخ کشن گنج کی طرف اور دوسری کا سبزی منڈی کی طرف تھا - اس کے بعد میں چاندنی چوک پہنچا - یہاں پر کچھ فوج پہرہ دے رہی تھی - یہاں سے میں جامع مسجد ہوتا ہوا مہتاب باغ آیا - یہاں پر تیسری اریگولر کیولری کے تین سو سپاہی جمع تھے - ایک رجمنٹ سلیم گڑھ کے دروازے پر مقرر تھی اور ایک شاہی قلعہ کی اصطبلوں کی دیکھ بھال کر رہی تھی - ایک تیسری رجمنٹ دہلی دروازے کے قریب نئے محلے کی حفاظت کر رہی تھی - میں لاہوری دروازے سے ہوتا ہوا دوبارہ شہر واپس آیا - یہاں پر خندق میں بارش کا کچھ پانی جمع تھا -- آج میں اجمیری دروازے سے دوبارہ شہر کے باہر آگیا ہوں -

پہاڑ گنج کی طرف جانے والی سڑک پر تین توپیں نصب ہیں - اجمیری دروازے کے دونوں

طرف برجوں میں بھی دو توپیں نصب ہیں - مدرسہ ، نکری دروازے پر ایک رجمنٹ پہرہ دے رہی ہے --- سیپرز اور مائنرز کا ایک جمعدار شاہی برج کے نیچے سرنگ بچھانے اور انگریزوں سے ساز باز کرنے پر ہلاک کر دیا گیا۔

یہاں پر افواہ ہے کہ روہیلکھنڈ سے پانچ رجمنٹیں ، ایک رسالہ (آٹھویں اریگولر) اور ایک توپ خانہ دہلی پہنچنے والا ہے - ان کے ساتھ سامان سے لدے ایک ہزار چھکڑے بھی ہیں اور یہ فوج اپنے ساتھ نو لاکھ کا خزانہ بھی لا رہی ہے ------ دہلی دروازے کی باہر پرانے قلعے میں ہر قسم کی فوج جمع ہے لیکن ان کی تفصیل نہیں مل سکی --- باغیوں کی کل تعداد بیس ہزار ہے اور ان میں سے ہر شخص لڑائی میں جان دینے کو تیار ہے -

(م - ک - ۱۰۸ ، ص ۱۸۷ - ۱۸۸)

(۱۲) ----- محبوب خان (گائڈز کا سوار) --- ۲ جولائی ۱۸۵۷ء

میں سب سے پہلے عید گاہ آیا - رات ایک سرائے میں بسر کی - اگلے روز صبح کو لاہوری دروازے سے دہلی میں داخل ہوا - اس دروازے پر چار سپاہی باہر کی طرف اور چار اندر کی طرف پہرہ دے رہے تھے - دروازہ بند تھا لیکن اس کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی - دروازے کے اندر کی طرف کوئی توپ نہ تھی - میں شہر سے ہوتا ہوا ترکمان دروازے سے دوبارہ شہر سے باہر آگیا - یہاں پر تقریباً چار سو سپاہی اور کچھ شہر کے لوگ جمع تھے - اس کے بعد میں بریلی بریگیڈ کو دیکھنے گیا جو شہر کے باہر اجمیری دروازہ اور نصیر آباد برگیڈ کے درمیان خیمہ زن ہے -

روہیلکھنڈ کی پیادہ فوج کی چار رجمنٹوں ، کیولری کی ایک رجمنٹ اور نو توپوں (جن میں سے چھ گھوڑوں سے کھینچی جانے والی توپیں بھی ہیں) پر مشتمل ہے - ان کے ساتھ تین سو غازی اور ایک مولوی بھی ہے اور یہ لوگ اپنے ساتھ لوٹ مار کا بیشمار سامان ساتھ لائے ہیں ---- اس کے بعد میں اجمیری دروازے آیا - یہاں پر ایک توپ نصب ہے - شاہی قلعے کی خندق خشک ہو چکی ہے ----- باغی سیپرز اور مائنرز کی رجمنٹوں کی بہت تعریف کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے جنگ میں بڑی جیرت اور جوانمردی کا مظاہرہ کیا - ان میں سے چند ہی لوگ محاذ پر سے زندہ واپس آئے ہیں - انہوں نے دہلی کے آس پاس انگریزی فوج کی بچھائی ہوئی سرنگوں کی نشاندہی کی ہے - پھلور (Phillour) کی رجمنٹ بھی اجمیری دروازہ کے قریب کیمپ لگائے ہوئے ہے -

(م - ک - ۲۰۹ ، ص ۱۸۹)

(۱۳) ----- میر محمد علی (دفعدار پنجاب کیولری) ---- ۲ جولائی ۱۸۵۷ء

میں اجمیری دروازے سے شہر میں داخل ہوا - پہلی تاریخ کو جب کالا برج تباہ ہوا تو باغی فوج لاہوری دروازے کے ذریعہ شہر سے باہر آگئی اور شام تک وہیں رہی --- فوج نے چوتھی رجمنٹ کو دو توپوں کے ساتھ یہاں پر رات کو پہرہ دینے کے لئے مقرر کیا ہے - شہر کے ہر ایک دروازے پر

فوج کی ایک رجمنٹ اور چار یا پانچ توپیں موجود ہیں - باقی فوج میں توپچیوں کی کمی ہے --- قلعے کے ہر برج پر ایک ایک توپ نصب ہے ---- سلیم گڑھ کے قلعے پر جو توپیں نصب کی گئی ہیں ان کی تعداد گیارہ ہے --- باغی فوج کا حوصلہ پست ہے - آپس میں اتفاق نہیں ہے -- انگریزی فوج کی گولہ باری سے شہر میں کافی نقصان ہوا ہے -- روہیلکھنڈ کی فوج مندرجہ ذیل چار حصوں میں منقسم ہے :

۱- چار رجمنٹیں
۲- گیارہ سوار
۳- ۹ عدد توپیں
۴- اس کے علاوہ چالیس ہاتھی ، گاڑیاں ، چھکڑے ، ۱۱۱۱ ، شامیانے ، پانچ سو پچاس گھوڑے اور گیارہ لاکھ کا خزانہ بھی ہے -

ان کے استقبال کے لئے ملکہ زینت محل کے والد کو بھیجا گیا -- روہیلکھنڈ کے باغیوں کے پاس بے شمار اسلحہ اور بارود موجود ہے ---- نہر میں پانی ختم ہو چکا ہے اور قلعے کی خندق بھی خشک پڑی ہے -

(م - ک - ۱۰۹ ، ص ۱۹۰)

(۱۴) ----- جواہر سنگھ --- ۲ جولائی ۱۸۵۷ء

روہیلکھنڈ کی فوج مندرجہ ذیل حصوں میں منقسم ہے :

۱- انفنٹری رجمنٹ - ۲ (بریلی)
۲- انفنٹری رجمنٹ - ۱ (شاہجہاں آباد)
۳- انفنٹری رجمنٹ - ۲ (نا معلوم)
۴- سوار - آٹھ سو
۵- بھاری توپیں - ۲
۶- گھوڑوں سے کھینچی جانیوالی توپیں - ۶

ان کے علاوہ اس کے پاس پانچ سو گاڑیاں ، تیس ہاتھی ، لا تعداد اونٹ ، خیمے ، خزانہ ، اسلحہ ، بارود اور لوٹ مار کا سامان موجود ہے - روہیلکھنڈ کی فوج نے بادشاہ سے دشمن کے دشوار ترین مورچوں پر حملے کی اجازت مانگی ہے اور کہا ہے کہ وہ ان مورچوں کو آسانی سے فتح کر لے گی -

(م - ک - ۱۰۹ ، ص ۱۹۰ - ۱۹۱)

(۱۵) --- جواہر سنگھ اور مگھراج --- ۲ جولائی ۱۸۵۷ء

ہم مانیا نامی جاسوس کے ساتھ دہلی پہنچے تھے - ۳۰ جون کو صبح چار بجے پانچ رجمنٹیں جن کی

رہنمائی بیلی (Bailey) کی پلٹن کر رہی تھی شہر سے باہر آئیں - ان میں سے تین رجمنٹیں دہلی بریگیڈ کی تھیں - ان کو دوسرے باغیوں نے طعنہ زنی اور گالی گلوچ کے بعد شہر سے باہر دھکیل دیا تھا - ان کے ساتھ چھ سو سوار بھی تھے - ان میں سے ۵۰ یا ۶۰ لڑنے کے لئے آگے بڑھے - دوسرے سپاہی بھنگ اور چرس کے نشے میں مسرور تھے - ان میں سے چند ہی لڑائی میں شامل ہونے کے لئے آگے روانہ ہوئے - ان کی واپسی پر ان سے پوچھا گیا کہ تم لڑے کیوں نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے پاس اسلحہ ختم ہو چکا تھا اس لئے نہیں لڑے - بادشاہ سلامت اور حکیم احسن اللہ گزشتہ جنگ کے نتائج کی وجہ سے کافی شکستہ دل ہیں - شاہی خزانہ بھی ختم ہو چکا ہے -- بادشاہ سلامت قطب میں جاکر سبکدوش ہو جانا چاہتے ہیں یا پھر دریا عبور کر کے کسی دوسری طرف نکل جانا چاہتے ہیں -

مہاجنوں کو بیس لاکھ روپیہ قرض دینے کے لئے کہا گیا ہے لیکن وہ جواب دیتے ہیں کہ جب تک کوئی باقاعدہ حکومت قائم نہ ہو جائے اور کاروبار شروع نہ ہو وہ اتنی بڑی رقم اکٹھی نہیں کر سکتے - انہوں نے اپنے گھروں کو رہن رکھ کر یہ رقم جمع کرنے کی پیش کش کی ہے -

روہیلکھنڈ کے تمام باغی اب دہلی پہنچ چکے ہیں - پہلی تاریخ کو یہ لوگ غازی الدین نگر میں جمع تھے -- نیمچہ فوج کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ---- بنارس سے ۳۵ سکھ پہنچے ہیں - یہ لوگ کچھ عرصہ قطب میں رہے اب ان کو دہلی لایا گیا ہے -

ماتیا جاسوس پر مقدمہ چلا کر اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے - دوسرے جاسوس بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے -

(ر - م جلد ۳ - ۱۷۳ اس کا متن م - ک ۱۰۸ ص ۱۸۸ - ۱۸۹ پر بھی درج ہے)

(۴) ---- ہرچند ، گوسائیں ---- ۳ جولائی ۱۸۵۷ء

اجمیری دروازے کے قریب ایک توپ نصب ہے ---- روہیلکھنڈ سے آئی ہوئی فوج دہلی دروازے کے قریب مقیم ہے - یہ فوج مندرجہ ذیل حصوں میں منقسم ہے :-

۱ - انفنٹری ، پانچ رجمنٹ

۲ - کیولری ، ایک رجمنٹ

۳ - توپیں ، ۹ عدد

۴ - ۹ لاکھ کا خزانہ

۵ - آٹھ سو گھوڑے

ان کے ساتھ چار سو غازی بھی ہیں -

گوالیار فوج کا ایک وردی میجر ، ۲۵ سواروں کی ساتھ آج دہلی پہنچا ہے اور اس نے دربار میں حاضری دی ہے ---- بادشاہ نے آج فوج کی مختلف رجمنٹوں میں ۳۲ جھنڈے تقسیم کئے -

کابلی دروازے کے ایک برج کو کافی نقصان پہنچا ہے - اسکا کچھ حصہ تباہ ہو گیا ہے ---
ہانسی میں مقیم ایک انگریز اپنے کنبے سمیت مسلمان ہو گیا ہے --- کہا جاتا ہے دلی میں ابھی تک ۹
انگریز چھپے ہوئے ہیں -

باغی فوج کے ۱۵ سپاہی ۱۵۰۰ سو روپے لے کر فرار ہو گئے تھے لیکن فوج کے دوسرے
سپاہی انہیں دلی دروازے کے قریب گرفتار کر کے واپس لے آئے -

فوج کی ایک رجمنٹ دلی سرائے اور ایک دوسری رجمنٹ جیل خانے میں مقیم ہے - فوج
کے ہر سوار کو روزانہ ایک روپیہ چار آنہ تنخواہ دینے کا اعلان کیا گیا ہے --- فوج نے مرزا مغل اور
مرزا ابو بکر کو اپنا سردار منتخب کیا ہے --- فتح حاصل کرنے پر ہر سپاہی کو سونے کا ایک کنگن دینے
کا وعدہ کیا گیا ہے -

گوسائیں نے بعض باغیوں سے اُن کی انگریز دشمنی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ
ہم سور کی چربی کے کارتوس کاٹ کر اپنا ایمان خراب کر لیں اس کا بدلہ لینے کے لئے ہم انگریز
خاندانوں کے کسی فرد کو نہیں چھوڑیں گے - گوشائیں نے انہیں بتایا کہ اسی ہزار انگریزی فوج سمندر
کے راستے ہندوستان پہنچنے والی ہے -
باغی فوج نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کا ایک حصہ دلی میں رہے اور بقیہ تمام فوج شہر سے نکل کر
انگریزی مورچوں پر حملہ آور ہو -

شہر میں کھانے پینے کی اشیاء کے نرخ مندرجہ ذیل ہیں :-
آٹا ۲۲ سیر، گندم ۲۹ سیر، گھی ۲ سیر، شکر ۷ سیر، گڑ ۹ سیر -

(م - ک - ۱۰۹، ص ۱۹۱)

(۱۷) --- نا معلوم --- ۵ جولائی ۱۸۵۷ء

باغی فوج میں افواہ پھیلی ہے کہ انگریزی فوج کے پاس کوئی رقم باقی نہیں، اُن کا گولہ
بارود ختم ہو چکا ہے - اور انگریزی کیمپ میں بیماری زوروں پر ہے - یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ
انگریزی کیمپ کے بے شمار بیماروں کو علاج کے لئے انبالہ بھیجا جا رہا ہے - ایک خبر یہ بھی ہے کہ
انگریزوں کی مدد کے لئے فیروز پور سے گیارہ لاکھ روپے کا خزانہ پہنچنے والا ہے - چنانچہ روہیلکھنڈ اور
نصیر آباد کی باغی فوج نے یہ سن کر علی پور روانہ ہونے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ وہاں پہنچ کر فیروز پور
سے آنے والے خزانے کو لوٹ لیں اور انبالہ جانے والے بیمار انگریزوں کو تہہ تیغ کر دیں -
اب رات کے بارہ بجے ہیں - علی پور روانہ ہونے والی فوج کے ۲۵ زخمی سپاہی واپس آئے
ہیں -- باغیوں کا خیال ہے کہ انگریزی فوج نے مٹکاف کے گھر سے لیکر شہر کی فصیل تک بارودی
سرنگیں بچھا دی ہیں - اس کا سد باب کرنے کے لئے باغیوں نے سیپر رجمنٹ کو بھیجا ہے -
بیسویں نیو انفنٹری کو نواب عبداللہ کے بریگیڈ سے نکال کر نصیر آباد بریگیڈ میں شامل کر دیا

گیا ہے --- پچھلے کچھ دنوں سے یہاں خبر گرم ہے کہ انگریزوں کی مدد کے لئے کچھ فوج علی گڑھ سے روانہ ہو چکی ہے - باغی فوج ان کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے پرانے قلعے کے مورچوں کو مستحکم کر رہی ہے اور دریا پر مورچہ لگانے اور کشتیوں کے پل تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے -

نیا بارود بنانے کے لئے مرزا مغل کی سرکردگی میں کافی زور شور سے تیاریاں کی جا رہی ہیں --- شہر کی دیواروں پر توپوں اور پہرے کی تعداد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - دہلی دروازے کی حفاظت پر خاص توجہ دی جا رہی ہے -

اطلاع ملی ہے کہ لکھنؤ میں باغیوں نے انگریزی فوج کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا ہے - باغیوں پر پچھلی شکست کا کوئی اثر نہیں ہوا ---- روہیلکھنڈ اور نصیر آباد کی فوجوں نے کمانڈر انچیف کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے آپس میں سمجھوتہ کرلیا ہے - ان کا ارادہ ہے کہ مہو اور نیمچ فوجوں کے آنے کے بعد انگریز مورچوں پر ایک جان توڑ حملہ کیا جائے -

سرخ ڈاڑھی والا ایک آدمی جس کا نام بہادر خان ہے اور جو کچھ عرصہ پہلے کسٹم کے محکمے میں کام کرتا تھا ، انگریزی کیمپ میں جاتا ہے اور باغیوں کو خبریں لا کر دیتا ہے --- بادشاہ نے شہر میں غلے کے ایک بہت بڑے ذخیرے کے جمع کرنے کا اعلان کیا ہے

باغیوں کو اطلاع ملی ہے کہ بلب گڑھ کا راجہ انگریزوں سے ملا ہوا ہے - انہوں نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا ہے --- منشی گوکل چند نے برطانوی فوج کا ایک اعلان پڑھ کر سنانے کی کوشش کی تھی لیکن باغیوں نے یہ اعلان اس سے چھین کر پھاڑ ڈالا اور منشی کو اس اعلان کے مندرجات دوبارہ پڑھ کر سنانے کی کوشش کی صورت میں مار ڈالنے کی دھمکی دی ہے -

آجکل یہاں آٹا ۱۶ سیر ، گندم ۲۶ سیر ، چنا ۲۹ سیر اور گھی ڈیڑھ سیر کے بھاؤ پر بک رہا ہے

انگریزی فوج نے جو گاؤں جلائے تھے اور وہاں کی عورتوں کی بے حرمتی کی تھی ان گاؤں کے کچھ افراد نے یہاں آکر بادشاہ اور فوج سے گریہ و زاری کی ہے - ان کو معاوضہ دیا گیا ہے اور باغی کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ وہ جان کی بازی لگا کر انگریزوں کو شکست دینا چاہتے ہیں -

روہیلکھنڈ اور نصیر آباد کی فوجیں اجمیری دروازے اور دہلی دروازے کے درمیان مقیم ہیں --- نیو انفنٹری کی ساٹھویں رجمنٹ پرانے قلعے میں ہے اور بیسویں نیو انفنٹری لاہوری دروازے کے قریب ٹھہری ہوئی ہے - فوج کی دوسری رجمنٹیں قلعہ اور شہر کے دوسرے دروازوں کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں --- انگریزی فوج کی بمباری سے باغیوں کی بنائی ہوئی دیوار میں جو سوراخ پڑ گیا تھا اس کا باغیوں پر کچھ اثر نہیں ہوا -

ہندوؤں اور مسلمانوں میں کچھ نا اتفاقی پیدا ہو گئی تھی لیکن یہ اب دور کر دی گئی ہے --- بادشاہ باغیوں کو ان کی شکست پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں - وہ اس کو یہ کہہ کر خاموش کر دیتے ہیں کہ ان کی فوج میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جبکہ انگریزی فوج بتدریج کم ہوتی جا رہی

ہے ۔ آخر فتح ان کی ہی ہو گی ۔

(م ۔ ک ۱۱۰ ، ص ۱۹۲)

(۱۸) ــــ کلو اور دوسرے مخبر ــــ ۱۳ جولائی ۱۸۵۷ء

کلو اور دوسرے مخبروں نے مندرجہ ذیل اطلاعات بھیجی ہیں :-

ہم لاہوری دروازے سے شہر میں داخل ہوئے ۔ باغی فوج نے ہمیں فقیر سمجھ کر حراست میں لے لیا ہم چھ گھنٹے حراست میں رہے ۔ اس دوران ہمیں پتہ چلا کہ بیجابائی اور دوسرے باغیوں نے آگرہ جیل پر حملہ کر کے تمام قیدیوں کو رہا کرا لیا ہے ۔ اور وہاں پر موجود انگریزی فوج کو محاصرے میں لے لیا ہے ۔ یہ باغی اب دہلی کی طرف کوچ کرنے والے ہیں ــ چنانچہ ۱۲ تاریخ کو انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا اسے اب آگرہ کی فوج کے یہاں پہنچنے تک ملتوی کر دیا گیا ہے ۔ لیکن آگرہ کے باغی یہاں پہنچیں یا نہ پہنچیں ، حملہ ضرور ہو گا ــ بادشاہ نہیں چاہتا کہ آگرہ کی فوج یہاں پہنچے اس لئے کہ اس کا خزانہ بالکل خالی ہو چکا ہے ــ بادشاہ نے فرمان جاری کیا ہے کہ آگرہ پر باغیوں کا قبضہ ہو گیا ہے ۔ اور وہاں بادشاہ کی حکومت قائم کر دی گئی ہے ۔ اس کی خوشی میں آج ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی ــ دہلی دروازے پر فوج کا پہرہ ہے لیکن پہاڑی پر کوئی فوج یا توپ نظر نہیں آتی ــ باغی فوج کا کوئی دستہ ابھی علی پور روانہ نہیں ہوا ــ بھرت پور سے آنے والے دو خطوط راستے میں پکڑ لئے گئے تھے انہیں دہلی بھیج دیا گیا ہے

(م ۔ ک ۔ ۱۹۹ ص ۲۱۵)

(کلو کے ۲۸ اگست کو بادشاہ سلامت کو لکھے گئے ایک خط کا خلاصہ پ ۔ م ۔ ب ۱۱۸ ۲۷ پر درج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے شاہی فوجوں نے مخبری کرتے ہوئے گرفتار کر لیا تھا ۔ اس خط میں اس نے بادشاہ سے اپنی رہائی کی درخواست کی ہے)

(۱۹) ــــ پربھو ــــ ۱۴ جولائی ۱۸۵۷ء

میں نے روہیلکھنڈ بریگیڈ ، پیادہ فوج کے ایک دستے اور تین ہزار سواروں کو چھ توپوں کے ساتھ محاذ پر جانے کے لئے تیار پایا ۔ ان کا ارادہ کیمپ پر تین طرف سے حملہ کرنے کا ہے

(م ۔ ک ۔ ۱۹۹ ، ص ۲۱۵)

(۲۰) ــــ میگھ راج ــــ ۱۵ جولائی ۱۸۵۷ء

تین توپوں سمیت ۱۱۰ ویں اریگولر رجمنٹ اور اکا دکا پلٹنوں کی آدھی فوج تین توپوں سمیت جھانسی سے دہلی پہنچنے والی ہے ۔ ان کے استقبال کے لئے فوج کے ایک سو سوار دریائے ہند کے کنارے موجود ہوئے ۔ جھانسی کی فوج اپنے ساتھ جو خزانہ لائی وہ مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم ہوا

سوار ۶۱۰ روپے فی کس

سردار - اس کے عہدے کے مطابق

سپاہی ۴۰۰ روپے فی کس

کاریگر اور مددگار ۱۰۰ روپے فی کس

غربا و فقرا ۲۵ روپے فی کس

چوکیدار ۵۰ روپے فی کس

جھانسی کا علاقہ وہاں کی رانی کے سپرد کر دیا گیا ہے - رانی نے بادشاہ سلامت کی خدمت میں دو ہاتھی پیش کئے ہیں - جھانسی سے آنیوالی فوج کا نصف حصہ لکھنئو کے مشرق کی طرف چلا گیا ہے - اودھ کے جاگیر داروں اور سرداروں نے اپنی اپنی جاگیروں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے - لکھنئو کے انگریز مچھی بھون میں جمع ہیں - دریائے گومتی کیونکہ اس کے چاروں طرف بہتا ہے اس لئے یہ لوگ باغیوں کے حملوں سے محفوظ ہیں - اس علاقے کے تمام بد معاش متھرا کے نزدیک جمع ہیں اور سیٹھ لکشمی داس چند کو اس کا خزانہ لوٹنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں ---------- انہوں نے اب یہ خزانہ لوٹ لیا ہے -

فوج کے سو سواروں اور انفنٹری کے ۵۵۰ سو سپاہیوں کو بلب گڑھ کے راجہ سے دو لاکھ روپے وصول کرنے یا اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے ---- شہر کے بنیوں کو ایک لاکھ روپیہ اور جھجر کے نواب کو پانچ لاکھ روپے دینے کو کہا گیا ہے ---- گڑگاؤں سے کچھ توپیں اور دوسرا سامان لانے کے لئے ۱۱۰ سواروں کو بھیجا گیا ہے ---------- چوتھی ارریگولر رجمنٹ کے ایک رسالدار نے بادشاہ کو لکھا ہے کہ وہ دو سو یا تین سو سواروں سمیت باغیوں کی مدد کو آنے کو تیار ہے بشرطیکہ بادشاہ ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لیں ------- شاہی قلعے سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں گولہ بارود کی کمی ہے - ہر روز صرف چھ من بارود بنتا ہے -

چودہ تاریخ کی جنگ میں ہلاک شدہ اور زخمی ہونے والوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے - سب سے زیادہ نقصان آٹھویں ارریگولر رجمنٹ کا ہوا ہے - اس جنگ میں روہیلکھنڈ کی دو رجمنٹوں نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا - انفنٹری کی بقیہ رجمنٹیں تیلی واڑہ میں ہیں -

(م - ک - ۱۹۹ ص ۲۱۵ - ۲۱۶)

(۲۱) ---- گوپال، شوکی اور دوسرے ---- ۱۶ جولائی ۱۸۵۷ء

باغی فوج کل صبح (۱۷ جولائی) حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے - اس حملے کے لئے انہیں جھانسی سے آنیوالی کمک کا انتظار ہے - حملہ کرنے والی فوج کی تفصیلات درج ذیل ہیں :-

کیولری ۱۰۰۰

پیادہ ۸۰۰
توپیں ۴ عدد۔
یہ سب دلی دروازے کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں ---- دلی کے بارود خانے میں بارود کم ہوتا جارہا ہے - تازہ بارود کے روزانہ تقریباً بارہ ڈھول تیار کئے جاتے ہیں - کارتوسوں کی ٹوپیوں کی بھی کمی ہے - لیکن ایک شخص نے ان کے بنانے کا وعدہ کیا ہے ------ قلعہ گھاٹ اور نگمبودھ کے درمیان پرانی میگزین کی جگہ نیا توپ خانہ نصب کیا جارہا ہے - آج یہاں پر آٹھ انچ، دس انچ، اور ساڑھے پانچ انچ کے چھ سو مارٹر موجود ہیں --- شاہی برج، کشمیری دروازہ، اور دوسرے دروازوں پر نصب کی ہوئی توپیں خراب ہو گئی تھیں جنکو تبدیل کر دیا گیا ہے -

فوج کے ایک دستے کو دو توپوں سمیت بلب گڑھ کے راجہ کو سمجھانے کے لئے بھیجا گیا ہے راجہ کی انگریزوں سے دوستی کے سبب بلب گڑھ کے بارہ سواروں کو حراست میں لے لیا گیا ہے ---- دلی اور میرٹھ کی فوجوں نے بادشاہ سے شکایت کی ہے کہ انہوں نے اپنا خزانہ جمع کرا دیا ہے جبکہ روہیلکھنڈ کی فوج نے ابھی تک ایسا نہیں کیا ہے - بادشاہ سلامت کو چاہیئے کہ وہ یا تو خود خزانہ لیں یا دوسرے باغیوں کو اس میں سے حصہ لینے کی اجازت دیں -

کابلی دروازے اور نہر کے درمیان فصیل میں چھ گز چوڑا شگاف پڑ گیا تھا - سیپرز اور مائینرز کے سپاہیوں نے اسے ریت کے بوروں سے بند کر دیا ہے - شاہ برج کی بھی اسی طرح مرمت کر دی گئی ہے -

باغی فوج نے انگریزوں کے کیمپ پر تین طرف سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے ---- دلی میں افواہ گرم ہے کہ ۹ تاریخ کو باغی فوج کا جو دستہ انگریزی کیمپ میں داخل ہوا تھا اس کو انگریزی فوج کی نویں اریگولر رجمنٹ کی مدد حاصل تھی -

(۴۲) ---- نا معلوم ---- ۱۸ جولائی ۱۸۵۷ء

آپ کی خیریت کی اطلاع پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی -

اسلحہ خانے میں ۱۲۵ من بارود اور گولوں اور توپوں کی بے شمار ٹوپیاں موجود ہیں - انگور نما اور توپوں کے گولے روزانہ بنتے ہیں - توپوں کے لئے تازہ بارود اور تلواریں بھی روزانہ بنائی جا رہی ہیں شاہی مسجد کے آس پاس ہر روز شام کو اسلحہ کی خرید و فروخت کا بازار لگتا ہے -

بختاور خان پوری فوج کا کمانڈر ہوا کرتا تھا - اسے اس عہدے سے ہٹا کر صرف روہیلکھنڈ کی فوج کا کمانڈر مقرر کیا گیا ہے --- کیولری اور انفنٹری کے دو جنرل مقرر کئے گئے ہیں ---- انگریزی فوج کو پہنچنے والی کمک کو روکنے کے لئے ۱۲۰۰۰ فوج کو علی پور بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ہے - انگریزی کیمپ سے ان کو روکنے کے لئے اگر علی پور کی طرف یہ فوج بھیجی گئی تو دلی کی بقیہ باغی فوج کیمپ

پر حملہ کردے گی - آپ کو چاہئے کہ ہوشیار رہیں ----- لکھنؤ کے پانچ سو سواروں کا ایک دستہ گڑگاؤں گیا تھا - اب وہاں کے کلکٹر مسٹر فورڈ کے گھر کے برتن ، خیمے وغیرہ لوٹ کر دلی لایا ہے --- باغی فوج کا ایک بڑا حصہ اب دلی دروازہ اور دریا گنج کے قرب و جوار میں خیمہ زن ہے - دلی اور میرٹھ بریگیڈ شہر کے اندر پڑاو ڈالے ہوئے ہے -

ہمارا گرفتار شدہ جاسوس ابھی تک قید میں ہے - میں اسے رہا کرانے کی کوشش کر رہا ہوں ----- ایک دوسرا جاسوس کافی بیمار ہے --- متھرا میں موجود نیمچ بریگیڈ نے اسلحہ اور محاصرہ توڑنے والے سامان کے لیئے لکھا ہے - بادشاہ نے جواب دیا ہے کہ ان کو چاہئے کہ سب سے پہلے دلی کے قریب انگریزی کیمپ کو فتح کریں اور اس کے بعد دوسرے محاذوں کی طرف توجہ دیں -

جھجر کا نواب ، بلب گڑھ کا راجہ اور کچھ دوسرے رئیس باغیوں کے لیئے رقم جمع کر رہے ہیں --- غازی جن میں زیادہ تر جیلوں سے رہا کیئے گئے قیدی ہیں ، طالب علی نامی شخص کی سرکردگی میں مسجد میں جمع ہیں --- امروہہ کا گلزار علی دس ہزار بد معاشوں سمیت شہر میں مقیم ہے -- سوائے چند بد معاشوں کے شہر کا کوئی شخص بھی ان غازیوں میں شامل نہیں ہوا -

بادشاہ نے حسب ذیل اشعار کہے ہیں :-

The Army surrounds me

I have no place to quiet .

My life alone remains and that they will soon destroy

The Persian Hosts and the Russian armies

could not prevail against the British

But an impure catridge has shaped the foundation of their power.

(م -- ک - ۱۲۳ ص ۲۲۳ - ۲۲۴)

نوٹ - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح رائے بہادر جیون لال نے بعد سقوط دلی بادشاہ کے محل سے ضبط شدہ فارسی دستاویزات کا انگریزی میں وہ ترجمہ کیا جو انگریزوں کے لیئے "مفید" ثابت ہوا اسی طرح بادشاہ کے اشعار کا بھی کسی نے (ہو سکتا ہے یہ اعزاز بھی رائے بہادر کو ہی ملا ہو) انگریزی میں وہ ترجمہ کیا ہے جس سے ثابت ہو کہ بادشاہ روس اور ایران پر انحصار کر رہے تھے - اس لئے کہ بادشاہ کے جو اشعار اس موقع پر ملتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

دشمن از ہر طرف ہجوم آورد
یا علی ، ولی برائے خدا
فوج غیبی بے مدد بفرست
از تو خواہی ہمیں ظفر بہ دعا (مرتب)

نمبر ۔ ۲۳ ـــــ اخبار زبانی، راجی داس شیر دل سنگھ حلوائی، ساکن علی پور ـــ ۱۹ جولائی ۱۸۵۷ء

عرصہ دو ماہ کا ہوا کہ علی پور کے لوگوں نے میرا اسباب قیمت چار سو روپیہ کا لوٹ لیا۔ پھر میں اس بات کی نالش کے واسطے شہر دہلی گیا تھا ۔ شادی خان سوار ملازم نواب جھجر نے مجھے پہچانا وہ اس طرح کہ وہ علی پور میں باورچی سرکاری تھا ۔ اس نے تلنگوں سے کہا کہ یہ مخبری میں ہو گیا ۔ایک مہینہ قید رہا ۔ اب ضمانت دے کر چھوٹ آیا ہوں ۔

حال وہاں کا یہ ہے کہ ہر روز بارود بنتی ہے اور دو سوا دو من چوڑی والے کے محلے میں، بیگم کی حویلی میں، ـــ روز بروز ٹوپی بہت کم ہو رہی ہے ۔ اور کشمیری دروازہ ایک تو چونے سے پٹا ہوا ہے اور دوسرا، دروازوں کی کھڑکی چھوڑ کر، اندر سے پتھروں سے بند کر دیا گیا ہے ۔ اور نگمبود دروازہ بھی اسی طرح پٹا ہوا ہے ۔ کھڑکی کھلی ہے ۔ اور علی ھذالقیاس موری دروازہ بھی بند ہے ـــ بارہ تیرہ ہزار آدمی لڑنے والے ہیں باقی سب جہادی ہیں ۔ ان میں سے ایک پلٹن بریلی کا ہے ۔ دلی والی ایک رجمنٹ سلیم گڑھ میں اور قلعہ میں اور پلٹن بریلی و جالندھر، نصیر آباد، جھانسی یہ سب دہلی دروازے سے لے کر تا اجمیری دروازہ تالاب شاہ برج تک پڑی ہے ۔

اور چودہ تاریخ کو لڑائی میں ہزار آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور جو پانی برسنے میں لڑائی ہوئی تھی ایک آدمی اس کا نہیں رہا اور سوار سرائے دہلی دروازہ میں ہیں ۔ اور کچھ فوج دریا گنج میں ہے اور کچھ سوار ہانسی کے کوٹھی بنک گھر کی، سمرو بیگم کے باغ میں کچھ تلنگے اندر دکانوں اجمیری لاہوری دروازہ میں ہیں ـــ اور پلٹن کاٹر الیگزینڈر دہلی دروازہ شہر پناہ کی دکانوں میں ہیں اور پرانے قلعہ میں کچھ تلنگہ اور دو توپ ہیں ــ ایک جمعدار شہر کا جس نے شاہ برج میں سرنگ لگائی تھی، مارا گیا ۔

جالندھر کی فوج کا کوئی حوالدار ان تلنگوں کی تنخواہ لے کر آیا تھا جو مارے گئے ۔ فوج نے کہا کہ ہم کو بھی اس میں حصہ دو ۔ اسے اور ایک دوسرے حوالدار کو تلنگے روہیلکھنڈ کے جنرل کے پاس لے آئے اور اسے دو دن قید رکھا بعد میں سو روپیہ حوالدار سے اور دو سو روپے دوسرے سے چرا لئے اور انہیں چھوڑ دیا ـــ اب حکم ہوا ہے کہ جو کوئی بھی مارا جائے اس کے وارثان کو تین روپے ماہوار دئے جائیں، ہر روز مرنے والوں کا شمار کیا جائے اور حکم ہوا ہے تمام شہر ہتھیار باندھے ـــ اور میگزین لاہوری دروازے کے برج پر نہیں، چوکھٹ میں اندر دونوں طرف برج میں لگا ہے ۔

گاؤ کشی بند تھی ۔ سات آدمی مارے گئے ۔ بادشاہ نے حکم دیا ہے جو گائے کشی کرے گا توپ سے اڑا دیا جائے گا ۔ سکھوں نے اور تلنگوں نے بندوق رکھ دی ہے کہ اگر گاؤ کشی ہوگی تو ہم نہیں لڑیں گے اور بادشاہ نے حکم دیا کہ قصائیوں کو پہرے میں رکھو ۔ کسی نے نہیں مانا اور اس کو مار ڈالا ۔ حکم تلنگوں کا ہے بادشاہ کی کوئی نہیں سنتا ۔ ادھر غدر ہو رہا ہے ۔ دہلی شہر برباد ہو

گیا -

(ر - م جلد ۳ - ص ۱۷۲)

(۲۴) ـــــــ نول جاسوس ـــــ ۱۹ جولائی ۱۸۵۷ء

دہلی میں آگرہ سے آئے ہوئے بیشمار قیدی موجود ہیں - انہوں نے اطلاع دی ہے کہ آگرہ کا قلعہ ابھی تک محفوظ ہے -

شہر میں ایک سوار آیا ہے جس نے اطلاع دی ہے کہ روہیلکھنڈ کی فوج کو شکست ہو گئی ہے - اور وہ بھاگی ہوئی شہر کی طرف آرہی ہے - اس خبر کے بعد شہر میں کافی ہلہ غلہ ہوا - سپاہی اپنے ہتھیار لینے کو لپکے اور دروازہ بند کر دیا گیا - جو سوار اندر داخل ہوئے تھے انہوں نے کہا انگریزی فوج کی گولہ باری سے کافی نقصان ہوا ہے - ان کا ارادہ ہے کہ وہ دہلی میں صرف چند روز ٹھہریں گے -

غازی الدین کے قریب آٹھ سو سپاہی پکڑے گئے - ان کے قبضے سے سونے کے مہرے برآمد ہوئے --- کل کی جنگ میں ۲۵۰ آدمی ہلاک ہوئے - ایک گولہ لاہوری دروازے کے قریب آگرا جس کی وجہ سے تین آدمی ہلاک ہوگئے -

(ر - م - جلد ۳ - ص ۱۷۵)

(۲۵) ـــــــ خبروں کا خلاصہ ، موصولہ از دہلی ـــــ ۱۹ جولائی ۱۸۵۷ء

مجروحین دہلی قریب المرگ ہیں - جھانسی کی فوج کے لوگ کچھ مضبوط اور کچھ پریشان ہیں --- ٹوپی بندوق دس لاکھ اور چار سو من بارود کمپو بریلی ، نصیر آباد اور دیگر مورچان پر موجود ہے --- دروازہ لاہوری پر ایک توپ کلاں رکھی ہے --- لڑائی کے معاملے میں صلاح یہ ہے کہ ہر روز باری باری "فوج مفسد" آکر لڑا کرے --- رئیس سالار گڑھ دو توپ جاٹوں کے گاؤں پر لے گیا تھا جاٹوں نے چھین لیا --- اگر جنگ پر روزانہ کی تدبیر سے فتح نہ ہوئی تو بادشاہ لڑنے کو نکلیں گے اور عوام بھی ساتھ ہوں گے --- فوج کے لوگ بھاگتے ہیں - دو سو آدمی کل غازی الدین نگر پر لوٹے گئے --- سوار علاقہ پٹودی کے رخصت لے کر گھروں کو چلے گئے -

بخت خان جرنیل و محمد شفیع رسالدار اور صوبہ داروں نے بادشاہ کے پاس عرض کی کہ فوج بریلی و میرٹھ کی لڑنے میں پہلو تہی کرتی ہے ، سبب محب زر کے - اس پر تین جرنیل مقرر ہوئے ہیں - جنرل بخت خاں فوج بریلی ، نصیر آباد ، جھانسی اور ہانسی کا - شیام سنگھ دگا فوج میرٹھ و دہلی کا اور تیسرے جرنیل کا نام معلوم نہیں ہو سکا --- ایک جرنیل لڑنے کو گیا ہے -

ایک شاعر نے شعر لکھ کر پیش کیا ہے :-

بہ زر در سکہ ، کشور ستانی

ساری فوج جھانسی یہاں نہیں آئی - کچھ فوج ہلکر و جھاجر و سندھیا کے ساتھ ہوئی - چھ کمپنی ، تین توپ ، ایک رسالہ یہاں آیا - جو اسباب صاحبان انگریز کا ان کے ہاتھ آیا ہمراہ لائے - مس ایک گھرانے کی الف خان سردار ساتھ لایا ہے - اور انگریز اور کرستان وہاں جو تھے ان کو قتل کیا -

پندرہویں رجمنٹ ہندوستانی سہ روز میں یہاں آنے والی ہے ---- فوج مفسد جو آگرہ میں بہ ارادہ ، تسخیر قلعہ پہنچی تھی مایوس ہو کر میرٹھ کو گئی ---- سیٹھ لکھمی چند سے روپیہ مانگتے ہیں ---- پنڈت ہری چندر جو سردار رنجور سنگھ کے مقدمے میں ماخوذ ہوا تھا وہ یہاں موجود ہے اور ہندوؤں کو اور افسران کو ترغیب و تحریص لڑائی کی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ از روئے علم نجوم و گردش سیار کے اب کی سمت میں ان کی عملداری ہو گی اور جوڑہ کا دن بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ بروز سہ شنبہ بڑا جوڑہ کا دن ہو گا - گھوڑے کا سم لہو میں تر ہو گا اور اس زمین میں مثل مہا بھارت لڑائی ہو گی - جب تمہارا راج ہو گا - ہندوؤں کو اس پر بڑا اعتماد ہے یہاں تک کہ جو وقت وہ مقرر کرتا ہے اس وقت لڑنے کو جاتے ہیں -- اور تین ڈویژن مقرر ہوئے ہیں - ہر ایک ڈویژن دو دن لڑا کرے گا -

فوج میں روز بروز ہراس ہے - سوار و پیادہ فقیری لباس پہن کر بھاگتے ہیں اور گوجر ان کو گرفتار کرتے ہیں اور بادشاہ کا حکم بھی یہی ہے -

دارلشفا پر فوج مقرر ہے - ڈاکٹر معالجہ میں سرگرم ہیں ---- رئیس جھجر سے جو روپیہ مانگا تھا ابھی تک جواب اس کا نہیں آیا ہے - اور رئیس بلب گڑھ سے جواب آیا ہے کہ عبدالحق مختار میرا خزانہ لوٹ کر دہلی میں موجود ہے - یا اس کو بھیج دو یا اس سے روپیہ لے لو - عبد الحق ، حکیم احسن اللہ کا دوست ہے --- جواں بخت جو نجف گڑھ گیا تھا واپس آیا -- امین الدین خاں و شہاب الدین خاں ، زینت محل کی ملاقات کو گئے - نذرانہ کچھ دے کر آئے -

جو گولہ وہاں کا یہاں آتا ہے کچھ نقصان نہیں کرتا - قلعہ میں نہیں گرتا - اگر قدسیہ باغ میں توپ رکھ کر گولہ مارا جائے تو قلعہ میں پہنچے گا اور اجمیری دروازے کا جو مورچہ ہے آگے کیا جاوے تو گولہ اچھا پڑے اور شب خون مارنے کا قصد بھی کریں -

(ر - م جلد ۳ ص ۱۷۲)

(نوٹ - بادشاہ کو شعر پیش کرنیوالے شاعر کا نام نہیں مل سکا - اس موضوع پر غالب کا شعر درج ذیل ہے جس کی بنا پر ان کی پنشن بند کر دی گئی تھی :-)

بر زر آفتاب و نقرہ ماہ
سکہ زد در جہان بہادر شاہ

(۲۶) ---- اخبار زبانی نول ---- ۱۹ جولائی ۱۸۵۷ء

کل فجر کو میں اور پربھو روانہ ہوئے جب بھوجل کے پہاڑ کے پاس پہنچے اس جگہ قریب ڈیڑھ سو تلنگے تھے - مجھ کو پکڑ لیا - پربھو میرے ساتھ سے دہلی کی طرف چلا گیا - مجھ کو اندر لاہوری دروازے کے بٹھا رکھا - وہاں کچھ قیدی جیل خانہ اکبر آباد کے بیٹھے ہوئے تھے - وہ کہہ رہے تھے کہ قلعہ آگرہ قائم ہے - ایک سوار نے آکر اطلاع دی کہ انگریز فوج مقابلے سے بھاگ آئی ہے - دہلی میں کل تک بڑے تلنگے جمع ہوئے - دروازہ بند کر دیا گیا - کھڑکی کھلی رہی - دو گھڑی دن باقی رہے مجھ کو چھوڑ دیا - جو سوار آیا تھا کہتا تھا کہ انگریزوں کی گولہ باری نے سب کو پھونک دیا - وہ لوگ یہ بات کہتے تھے کہ ہم چار دن برابر اس طرف رہیں گے - آٹھ نو تلنگہ جو بھاگ گئے تھے غازی الدین نگر کے چوکیدار نے ایک سوار کے حوالے کر دئے - پچیس اشرفی ایک کے پاس سے اور بیس اشرفی دوسرے کے پاس سے نکلے - وہ سوار تلنگوں کو دہلی لے آیا - کل کی لڑائی میں چار پانچ سو آدمی مارا گیا - اور دو مسافر اور ایک چمارن حاملہ تھی - لاہوری دروازے کے پاس گولہ پھٹا جس سے یہ مر گئے -

(نوٹ - ایسا لگتا ہے جیسے نول کا بیان دو مرتبہ ریکارڈ کیا گیا ہو ، جو ایک ہی تاریخ میں ریکارڈ پر ہے - دونوں بیانوں میں مماثلت بھی ہے اور تضاد بھی -)

(۲۷) ـــــ مولوی رجب علی ـــ ۲۱ جولائی ۱۸۵۷ء

(مولوی رجب علی کی اطلاعات کا اقتباس جو جی - سی بارنس ، کمشنر اینڈ سپرٹنڈنٹ ستلج سٹیٹس ، انبالہ کو بھیجا گیا)

گوالیار کی فوجیں آگرہ کو تاراج کرنے کے بعد دہلی کی طرف روانہ ہو چکی ہیں ---- جے پور کی فوج جو ہوڈل میں تھی اس کا اب کچھ پتہ نہیں - یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ سہا مل جاٹ جس نے میرٹھ میں بغاوت کر کے کافی نقصان پہنچایا تھا ، ایک حملے کے دوران اپنے چھ سو ساتھیوں سمیت مارا گیا -

(ر - م - جلد - ۳ ، ص - ۱۷۵)

(۲۸) ـــ نا معلوم ـــ ۲۲ ، جولائی ۱۸۵۷ء

بریلی فوج کے سپاہی ۵۴ ویں رجمنٹ کے سپاہیوں پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں لا پرواہی کر رہے ہیں اور آرام سے بیٹھے اپنی دولت گنتے رہتے ہیں - کافی بحث و مباحثہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہر روز فوج کی چار رجمنٹیں حملہ کے لئے روانہ ہونگی اور جنگ میں ہر رجمنٹ باری باری حصہ لے گی --- دہلی میں موجود باغیوں کو پوری طرح معلوم ہے کہ ان کی

نویں کیولری کے ستر (۷۰) سپاہی علی پور اور سونی پت سے بھاگ گئے ہیں ---- باغی فوج کا ایک دستہ آج محاذ پر گیا تھا لیکن وہاں سے لڑائی کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی -

(م - ک - ۱۲۰ ، ص ۲۱۶ - ۲۱۷)

(۲۹) ـــــــ محی الدین ـــــ ۲۲، جولائی ۱۸۵۷ء

بادشاہ سلامت نے نیمچہ بریگیڈ کو حکم دیا ہے کہ وہ متھرا کے منی رام سیٹھ سے ایک کروڑ روپیہ وصول کرکے لائے - اس کو ربیع کی فصل کے لگان کی پہلی قسط وصول کرنے کے لئے بھی کہا گیا ہے --- منی رام کو مفتوحہ علاقہ کا تحدار مقرر کیا گیا ہے -

باغپت جانے والی فوج کو اپنا ارادہ منسوخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے - بھرتپور اور الور کے راجاؤں کو باغیوں کی مدد پر آمادہ کرنے کے لئے بختاور خان کی وساطت سے خط بھیجے گئے ہیں ---- جھجر کو جو قاصد بھیجا گیا تھا وہ واپس آگیا ہے - اس پر شک کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے مقصد کی ناکامی کے جواز میں حیلے بہانے تراشے گا --- انگریزی فوج کے سلسلہ ۔ امداد کو تباہ کرنے کے لئے باغی فوج کا ایک دستہ علی پور روانہ ہونے والا ہے ---- کل کی جنگ (۲۱ ، جولائی) میں باغیوں کا بہت کم نقصان ہوا ہے -

انگریزی کیمپ کی نویں اریگولر رجمنٹ کے پچاس سوار کل رات باغیوں سے آملے ہیں - اس رجمنٹ کے سو دوسرے سوار بھی فرار ہونے کے لئے تیار ہیں

ضلع گڑگاؤں کے سررشتہ دار خواجہ محمد بخش کو بادشاہ سلامت نے وہاں کا تحصیلدار مقرر کیا ہے ---- شاہی خزانے میں رقم بہت کم ہے اور فوج کے افسروں کو ابھی تنخواہ نہیں دی گئی ---- مہاجنوں نے اطلاع دی ہے کہ انگریزوں کی ایک فوج فتح گڑھ آپہنچی ہے ---- نیمچہ فوج کل ، پل ، دل ، میں تھی -

(م - ک - ۱۲۴ ، ص ۲۴۴ - ۲۴۵)

(۳۰) ـــــــ میگھ راج (ہرکارہ) ـــــ ۲۲ ، جولائی ۱۸۵۷ء

میں ۲۱ ، جولائی کو دہلی پہنچا - شہر کے باہر باغی فوج انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی تھی کہ ان کے درمیان ایک گولہ آگرا - اس کے ساتھ ہی انگریزی فوج نے ان پر حملہ کردیا - باغی بھاگ کر شہر میں داخل ہوگئے --- اطلاع ملی ہے کہ فوج نے ایک سو سواروں کا ایک دستہ ایک توپ کے ساتھ عید گاہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے -

نویں اور ۱۷ اِیں اریگولر رجمنٹوں کے کئی سوار کل باغیوں سے آملے ہیں -

یہاں پر غلہ ابھی تک کافی سستا ہے - آٹا ۲۳ سیر ، چنا ۲۵ سیر وغیرہ وغیرہ -

(م - ک - ۱۲۴ ، ص ۲۴۵)

(۳۱) ـــــــ نامعلوم ـــــ ۲۲ ، جولائی ۱۸۵۷ء

باغیوں نے اپنی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے :-

نصیر آباد ، بریلی ، فیروز پور اور دہلی ڈویژن ---- ہر ڈویژن میں انفنٹری کی چھ رجمنٹ ، ایک ہزار سوار اور آرٹلری کی کچھ رجمنٹیں شامل ہیں ---- فوج کے ہر ڈویژن کو کہا گیا ہے کہ وہ باری باری محاذ پر جا کر لڑے ---- ارریگولر فوج کی ایک رجمنٹ کل جنگ کے لئے گئی تھی لیکن کسی دوسری رجمنٹ نے آگے بڑھ کر اس کی مدد نہ کی - اس رجمنٹ کے دس سوار ہلاک اور ساٹھ زخمی ہوئے - رسالدار محمد حیات خان اور رسالدار فیض طلب خان بے حد ناراض ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر آئندہ یہی صورت حال رہی تو وہ محاذ پر جانے سے انکار کر دیں گے -

جنرل بختاور خان نے مشورہ دیا ہے کہ اسے اپنی فوج کو علی پور لے جانے کی اجازت دی جائے جہاں پر فوج میدان جنگ میں جم کر لڑنے پر مجبور ہو گی - دہلی کے محاذ پر اس فوج کے سپاہی جنگ کے دوران چھپنے کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ ڈھونڈ لیتے ہیں -

کہا جاتا ہے کہ الور کا راجہ فوت ہو گیا ہے ---- میرٹھ کے صدر الصدور معرفت علی خان جہاد کے لئے دہلی آ رہے ہیں ---- مراد آباد کا ڈپٹی کلکٹر (جس کو دو سال قبل ملازمت سے بر طرف کر دیا گیا تھا) اور فرخ آباد کا ڈپٹی کلکٹر ، دونوں دہلی میں ہیں ---- شاہ زادہ محمد عظیم بھی جو سرسہ میں کسٹم کا انچارج ہوا کرتا تھا ، دہلی میں مقیم ہے - وہ بغاوت شروع ہونے سے پہلے ہی یہاں پہنچ گیا تھا ---- اطلاع ملی ہے کہ انگریزوں کی ایک فوج جو بطائر سے بمبئی پہنچی تھی اب دہلی کے لئے روانہ ہو چکی ہے - یہ فوج ۱۴ ہزار سپاہیوں ، خزانہ اور آرٹلری پر مشتمل ہے -

(۳۲) ---- جواہر سنگھ و مان راج ---- ۲۴ ، جولائی ۱۸۵۷ء

کل نجف گڑھ میں پانچ سو سوار موجود تھے - یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ لوگ دہلی فوج کا حصہ ہیں یا نئے باغی ہیں - یہ لوگ انگریزی فوج کو بمبئی سے آنیوالی کمک کے متعلق تفتیش کر کے آج دہلی پہنچے ہیں - بلب گڑھ سے بھی کچھ فوج یہاں آئی ہے اس کے متعلق بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کون لوگ ہیں - راجہ نے ان کے سفر کا بند و بست کیا ہے ---- شاہدرہ کی جانب سے آنیوالے سواروں کو شہر سے باہر کسی مہم پر بھیج دیا گیا تھا اب یہ لوگ واپس دہلی آ رہے ہیں -

کل کی جنگ میں باغیوں کے پاس تین توپیں تھیں اور وہ تین طرف سے لڑ رہے تھے - ایک دستہ کنٹونمنٹ جانے والی سڑک پر متعین تھا - دوسرا موری دروازے کے قریب سڑک پر ، اور تیسرا لاہوری دروازہ کے قریب سبزی منڈی جانیوالی سڑک پر - ایک اور دستہ ان تینوں کی مدد کے لئے کشن گنج میں تیار تھا -

باغیوں نے ابھی تک شہر کے باہر کوئی توپ خانہ قائم نہیں کیا ہے - نہ ہی سرنگیں بچھائی ہیں لیکن یہ لوگ اب سرنگیں بچھانے کی سوچ رہے ہیں ---- فوج پل کی مرمت کے لئے بے چین ہے - اس کے لئے ہر قسم کا بند و بست کیا جا رہا ہے - جنگ کا زور آج بھی کچھ کم نہ تھا ---- کل کی لڑائی میں ہلاک ہونے والے اور زخمیوں کی تعداد تین سو اور چھ سو کے درمیان ہے -

راؤ تولا رام کا وکیل ۲۳ سواروں سمیت مدد کے لئے ریواڑی سے یہاں آیا ہے - راؤ صاحب بذاتِ خود بھی یہاں پہنچنے والے ہیں ------- باغی فوج کی خواہش ہے کہ وہ ہر روز کیمپ پر حملہ کر کے انگریزی فوج کو پریشان رکھے - اسی لئے وہ شہر سے باہر آکر انگریزی فوج پر حملے کرتے رہتے ہیں تاکہ انگریزی فوج ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مورچوں سے باہر نکلے اور یہ ان کے مورچوں پر قابض ہو سکیں -

(ر - م - جلد ۲ ، ص ۱۷۶)

(۳۳) ----- اچھو اور گوپال --- ۲۵ ، جولائی ۱۸۵۷ء

باغی ابھی تک ٹوٹے ہوئے پل کی مرمت میں مصروف ہیں - لکڑی کے بڑے بڑے بلوں اور تختوں سے لدے ہوئے پندرہ چھکڑے پل کی مرمت کے لئے موجود ہیں - باغی سوچ رہے ہیں کہ لوانہ پل کو عبور کر کے رائے اور قرولی پر حملہ کریں گے - ان کے ساتھ سوار بھی جائینگے - ان کا ارادہ دیہاتوں میں لوٹ مار کرنے کا ہے - پس اپنے ساتھ ۹ ہلکی توپیں اور ایک اٹھارہ پونڈ والی توپ لے جائیں گے - شاید کچھ دوسری توپیں بھی ان کے ساتھ ہوں - یہ لوگ دہلی دروازے اور ترکمان دروازے پر جو توپیں نصب ہیں ان کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں -

نیمچ فوج متھرا سے روانہ ہو چکی ہے اور اب دہلی پہنچنے والی ہے - اس میں چھ رجمنٹیں ، ایک ہزار سوار اور ۱۸ توپیں شامل ہیں - یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ فوج دہلی کے چاروں طرف پھیل جائے گی اور شہر میں داخل ہوئے بغیر گرانڈ ٹرنک روڈ پر مورچہ قائم کرے گی - بادشاہ بخت خان سے سخت ناراض ہیں اور اس سے کہتے ہیں یا تو شہر سے باہر جاکر لڑو یا مجھے اپنی مرضی کے مطابق شہر چھوڑ کر جانے دو - بخت خان قسم کھا کر کہتا ہے کہ وہ تو محاذ پر لڑنے کو تیار ہے مگر فوج کے دوسرے افسر علی پور سے آگے بڑھ کر جنگ کرنے کو تیار نہیں ہیں --- کچھ لوگ نجف گڑھ کے پل کو پار کر کے دوسری طرف جانا چاہتے ہیں --- شہر میں خیموں کی کمی ہے - باغیوں نے ۲۴ تاریخ کو شہر کے لوگوں سے ایک سو خیمے اکٹھے کئے تھے -

کل ٹونک سے تقریباً پندرہ سو غازی دہلی میں وارد ہوئے ہیں - ان کے پاس اسلحہ بھی ہے اور اپنے ساتھ ایک سو یا ایک سو پچیس گھوڑے بھی لائے ہیں - باقی سب پیادہ ہیں - ان کے سرداروں میں سے ایک کا نام عبد الغفور ہے اور دوسرے کا احسن اللہ ہے ----- ۲۳ تاریخ کو پانچ سو سوار بنارس سے یہاں پہنچے تھے ----- باغی ، وزیر آباد نامی جگہ پر آٹھ توپوں کا ایک مورچہ قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ میرٹھ جانے والی سڑک پر آمد و رفت بند کر سکیں - یہ لوگ علی پور جانے کی بھی سوچ رہے ہیں -

بادشاہ نے بخت خان کو سونے کا ایک بہت ہی قیمتی نیام بند تحفے میں دیا ہے --- ایک فرمان جاری ہوا ہے کہ جنگ میں مارے جانے والے سپاہیوں اور عہدیداروں کے لواحقین کو وظیفہ اور جاگیریں دی جائیں گے --- پرانے بارود کے ابھی تک دو سو ڈھول باقی ہیں - تقریباً بارہ سو

روپے کی مالیت کا بارود روزانہ تیار ہوتا ہے - کارتوسوں کی ٹوپیوں کی شہر میں کمی ہے - ان کی تلاش جاری ہے - شہر میں ہر روز تقریباً دو ہزار ٹوپیاں تیار کی جارہی ہیں -

انگریزوں کی گولہ باری سے کم نقصان ہوتا ہے - گولے قلعہ تک نہیں پہنچتے - بہرام خاں کی سرائے پر ایک گولہ پڑا ---- شاہ زادوں کو محاذ پر جاکر نہ لڑنے پر برا بھلا کہا جا رہا ہے ---- کشتیوں کا پل ابھی تک قائم ہے - ہر روز تقریباً ۷۰ روپے چندہ جمع کیا جاتا ہے - ایک تحصیلدار کو غازی الدین نگر جاکر وہاں کا لگان وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے - راؤ تولا رام، کل کوٹ قاسم پرگنہ سے دس ہزار روپے لے کر آیا ہے - قطب پرگنہ میں بھی ایک تحصیلدار کا تقرر ہوا ہے ----- ملکہ زینت محل نے ایک لاکھ اور دہلی کے باشندوں نے نصف لاکھ روپے دینے کا وعدہ لیا ہے - --- جنرل بختاور خان نے ۵۰ بنگالیوں کو انگریزوں سے ساز باز کرنے کے جرم میں قید کر رکھا ہے -

جھجر کے نواب کے وکیل کے رشتہ دار شوکی رائے اور کنہیا لال اور ناوک، یہ تینوں جاسوس اب جنرل بخت خان کی ملازمت میں ہیں -

دہلی کے شہری انگریزوں کی واپسی کی دعا کر رہے ہیں -

(ر - م - جلد ۳. ص ۱۷۷

(۳۴) ----- رجب علی ---- ۲۷، جولائی ۱۸۵۷ء

جنرل بخت خاں کی خواہش ہے کہ وہ سات یا آٹھ ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ علی پور بھیج دے تاکہ وہاں پہنچ کر انگریزی فوج کے مواصلات اور رسد رسانی کے سلسلے کو ختم کرسکے -

کل کی خبر ہے کہ نیمچ فوج جو انفنٹری کے چار رجمنٹ، کیولری کے دو رجمنٹ، گھوڑوں سے کھینچی جانیوالی آٹھ توپوں اور آٹھ بھاری توپوں پر مشتمل ہے، دہلی کے قریب عرب سرائے آپہنچی ہے اس کا ارادہ جھانسی، جیند، اور کرنال جانے کا ہے - کچھ غازی اور سپاہی بھی اس کے ساتھ آملے ہیں - یہ فوج کمپو نیمچ کہلاتی ہے - ان کے پاس کوئی میگزین نہیں ہے -

(ر - م - جلد ۳ - ص ۱۷۸)

(۳۵) ----- ہر گوبند ---- ۲۷، جولائی ۱۸۵۷ء

کلکتہ دروازے کے قریب انگوری باغ میں بسی پل کی مرمت کی تیاریاں کی جارہی ہیں - ۳۹ فٹ لمبے لکڑی کے بلوں کو جوڑ کر ان کے اوپر آدھ فٹ چوڑے تختے میخوں سے لگائے جا رہے ہیں - ان کا ارادہ ان کو ندی کے اوپر ڈال کر توپوں کو ندی کے پار لے جانے کا ہے - انہوں نے اس قسم کے تقریباً پچاس پل تعمیر کر رکھے ہیں جن کو عنقریب ندی کے اوپر ڈال دیا جائے گا -

(ر - م - جلد ۳ - ص ۱۷۸)

(۳۶) ـــــ رستم علی جاسوس ـــ ۲۷، جولائی ۱۸۵۷ء

عید کے دن دہلی میں بڑا جشن منایا جائے گا۔

پیادہ فوج کی دو رجمنٹوں اور رسالہ کی ایک رجمنٹ نے جو پندرہ دن پہلے یہاں سے روانہ ہوئی تھی وزیر آباد پہنچ کر مورچہ لگا لیا ہے - ان کے آئندہ پروگرام کو خفیہ رکھا جا رہا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیمپ پر گولہ باری کرے گی - لیکن فاصلہ کافی ہے -

(رستم علی کے خط کے ساتھ بارنس کو کیمپ کی طرف سے یہ اطلاع بھی دی گئی :-)

کیمپ میں اریگولر فوج کی چوتھی رجمنٹ سے ہتھیار رکھوا لئے گئے ہیں اور سپاہیوں سے کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں

(ر - م - جلد ۳ - ص ۱۶۸)

(۳۷) ـــــ نا معلوم ـــ ۲۸، جولائی ۱۸۵۷

جنرل بخت خان نے آج دربار میں حاضری دی اور دو لاکھ کے اسلحہ بارود، ۲۰۰ انگریزی زینوں، ۴۰۰ پستولوں، ۴۰۰ تلواروں اور محاصرہ توڑنے کے لئے ایک دوسرے درجے کی گاڑی کا مطالبہ کیا - بادشاہ نے اسے صرف ۱۵۰ تلواریں، ۵۰ زینیں اور پچاس ہزار کارتوس دینے کا وعدہ کیا لیکن بخت خاں اس سے مطمئن نہیں - اسی وجہ سے آج کا کیا جانے والا حملہ ملتوی ہو گیا - اب شاید کوئی دوسری فوج کل صبح پہاڑی کے مورچے پر حملہ کرے گی -

شہر میں کسی تہہ خانے سے کچھ راکٹ برآمد ہوئے ہیں - ٹونک سے آئے ہوئے ۱۳ غازیوں نے ان کو استعمال کرنے کی ذمہ داری لی ہے ــــ باغی فوج نے علی پور جانے کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ اب ملتوی ہو گیا ہے - لیکن دریا کے پار مورچہ لگانے کی بات چیت ابھی جاری ہے - ان کے بنائے ہوئے منصوبے کم ہی پورے ہوتے ہیں -

بریلی کی فوج دل شکستہ ہے اور اپنی تنخواہ کا مطالبہ کر رہی ہے - اس سے وعدہ کیا گیا ہے کہ پہاڑی کا مورچہ فتح ہونے کے بعد ان کی تنخواہ کی ادائیگی کر دی جائیگی - ممکن ہے یہ فوج تنخواہ لئے بغیر حملہ کرنے سے انکار کر دے -

کانپور سے آیا ہوا خط ضائع کر دیا گیا ہے - یہ خط ۱۰ جولائی کو لکھا گیا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ وہاں پر چھ گھنٹے تک جنگ جاری رہی اور دونوں طرف کے ۱۹۰۰ آدمی جنگ میں مارے گئے ــ کانپور میں اب صرف دو رجمنٹیں باقی ہیں - آٹھ رجمنٹیں لکھنؤ کی طرف روانہ ہو گئی ہیں اور دو فتح گڑھ کی طرف -

(م - ک ۱۳۷ ص ۲۸۱ - ۲۸۲)

(۳۸) ـــــ نا معلوم ـــ ۲۸، جولائی ۱۸۵۷ء

پل کی تعمیر کی تیاریاں مکمل تھیں مگر اب اس کام پر مقرر فوج کو واپس بلا لیا گیا ہے ----
نک کے سراج الدین نے آج اپنی فوج کی حاضری لی -- اس فوج میں سات ہزار آدمی تھے ۔

ایک اطلاع کے مطابق (باغیوں کی مدد کے لئے) بمبئی سے آنے والی فوج اور جودھ پور کے
جہ کی فوج کے درمیان جنگ ہوئی ہے مگر ابھی اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی ----- سرسہ سے ایک
ص نے آکر اطلاع دی ہے کہ رانیہ کے نواب کو پھانسی دے دی گئی ہے ---- ہانسی سے خبر آئی
ہے کہ انگریزی فوج کے آٹھ ہزار افراد پر مشتمل ایک دستہ نے ہانسی کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے -
کن یہ اطلاع صحیح معلوم نہیں ہوتی ------ حکیم عبدالحق کو گوڑ گاؤں کا ناظم مقرر کیا گیا ہے -
وسرے چھ تحصیلداروں اور تھانہ داروں کا تقرر بھی ہوا ہے مگر ان میں سے کسی نے بھی اب تک
س پر عمل نہیں کیا ہے -

جنگ کے منصوبے کی تکمیل کی ذمہ داری اب ، ملکہ زینت محل کی سفارش پر ، جرنل
ت خاں کو تفویض کر دی گئی ہے - اور اس کے ساتھ انگریزوں کی دائیں طرف کی بیٹریوں کو سر
نے کے بعد فوج کا کمانڈر انچیف اور ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے - اسی
طرح مرزا جواں بخت کو ولیعہد مقرر کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے -

اگر آپ رضامند ہوں تو میں اپنے بھائی کو معمولی تنخواہ کے عوض جنرل بخت خان کے دفتر
یں ملازم کرانے کا بند و بست کر دوں - اس طرح ہمیں ان کے منصوبوں کی صحیح اطلاعات ملتی
ہیں گی - لیکن اس کے لئے مجھے آپ کی تحریری رضامندی درکار ہوگی ------ فتح گڑھ سے کوئی فوج
بھی یہاں نہیں پہنچی

کانپور سے جو خط آیا تھا اس کی نقل یا اصل خط میں کل آپ کو روانہ کروں گا -
(یہ وہی خط معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق اس سے پہلے خط میں کہا گیا ہے کہ یہ خط ضائع کر دیا
گیا تھا لیکن اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خط شاید سرکاری طور پر ضائع کرنے کے احکامات ہوئے
ہوں مگر نا معلوم صاحب کے پاس یہ خط موجود ہے) ۔ (مرتب)

فرخ آباد سے خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ لکھنؤ میں جنگ جاری ہے ---- غالباً کل ، باغی فوج
سوائے ایک رجمنٹ کے جو شاہی قلعے کی حفاظت کے لئے متعین ہے ، پوری قوت کے ساتھ کیمپ پر
حملہ کرے گی --- آج جنگ کی مشاورتی کونسل کا اجلاس ہو رہا ہے - اس کی تفصیلات آج شام تک
مجھے مل جائینگی - اگر آپ آج رات اپنا کوئی آدمی بھیج دیں تو کل صبح تک یہ معلومات آپ تک پہنچ
سکتی ہیں -

(م - ک - ۱۳۶ ، ص ۲۷۹ - ۲۰۸)

(۳۹) ---- راجن گوجر ---- ۲۹ ، جولائی ۱۸۵۷ ۔

میں نے انفنٹری کی تین اور کیولری کی ایک رجمنٹ کو گھوڑوں سے کھینچی جانیوالی چھ توپوں
اور ایک بھاری توپ کے ساتھ بسی کا پل پار کر کے دوسری طرف جاتے دیکھا - یہ فوج وہاں پر

مورچہ قائم کرنے کا بندوبست کر رہی ہے - اس مقصد کے لئے ایک سو آدمی ریت اور جھاڑیوں کا انبار بنانے میں مصروف ہیں ---- باغیوں نے بلب گڑھ کے راجہ کے چچا کو ہلاک کر ڈالا ہے - بلب گڑھ کا راجہ بھی ان کی قید میں ہے -

(م - ک - ۱۳۷ ص ۲۸۲)

(۴۰) ----- رجب علی ---- ۲۹، جولائی ۱۸۵۷ء

آج شہر کے ہندوؤں نے پانچ قصابوں کو گائے ذبح کرنے پر ہلاک کر دیا - ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نا اتفاقی بڑھتی جا رہی ہے - بادشاہ سلامت نے اس کی روک تھام کے لئے شہر میں گائے بلکہ بکرے کے گوشت کی فروخت کی بھی ممانعت کر دی ہے - کٹر قسم کے بعض مسلمان اس پر کافی خفا ہیں - انہوں نے عید کے دن سر عام گائے ذبح کرنے کا اعلان کر رکھا ہے - اگر ہندو سپاہیوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو ان کا ارادہ ان کے خلاف جہاد کرنے کا ہے - جس میں وہ یا تو ہندوؤں پر فتح حاصل کریں گے یا شہید ہو جائیں گے - ان کے لئے گائے کے ذبح کے مخالفوں کے خلاف جنگ کرنا اتنے ہی ثواب کا کام ہے جتنا فرنگیوں کے خلاف --- یہ کہتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ پہلے ہندوؤں سے نپٹ لیں بعد میں انگریزوں سے بھی نبٹ لیں گے - یقینی بات ہے کہ عید کے دن یہاں خون خرابہ ہو گا -

حکیم احسن اللہ خان سپاہیوں کی تنخواہ خرد برد کر رہا ہے - ان کی تنخواہ میں سے چار روپے فی کس ان کو ادا کرتا ہے اور بقیہ چھ روپے خود کھاتا ہے - سپاہی بے حد ناراض ہیں - خیال ہے اس کو جلد مار ڈالیں گے -

۷۴ ویں اور ۵۴ ویں رجمنٹوں کے پاس پانچ سو من بارود کا ایک علیحدہ ذخیرہ موجود ہے جو وہ کسی دوسری رجمنٹ کو دینا نہیں چاہتے - وہ کہتے ہیں کہ بارود کا یہ ذخیرہ انہوں نے اپنے استعمال اور حفاظت کے لئے جمع کیا تھا - اس پر کسی دوسری رجمنٹ کا حق نہیں --- یہاں پر تقریباً چار سو من کچا گندھک موجود ہے - لیکن صاف کئے ہوئے گندھک کا کوئی ذخیرہ شہر میں موجود نہیں --- دہلی کے شرفاء کافی خوف زدہ ہیں - انہیں اس جنگ میں سلامتی کی توقع نہیں ------ مفتی صدرالدین آزردہ اور نواب حامد علی خان کے گھروں پر کافی دنوں سے پہرہ ہے -

میں نے بادشاہ سلامت کو مشورہ دیا تھا کہ ان کو چاہیئے خفیہ طور پر شہر کا دروازہ کھلوا کر انگریزی فوج کے شہر میں داخل ہونے کا بندو بست کریں - اس طرح ان کی جان تو شاید نہ بچ سکے لیکن اس احسان کے بدلے انگریز ان کے ورثاء سے اچھا سلوک کریں گے - بادشاہ سلامت تو راضی ہو جاتے لیکن حکیم احسن اللہ خان نے دخل اندازی کر کے معاملہ خراب کر دیا -

(م - ک - ۱۳۶، ص ۲۸۰ - ۲۸۱)

(۴۱) ـــــ نامعلوم ـــــ ۲۹، جولائی ۱۸۵۷ء

۲۵، جولائی کو تقریباً ایک ہزار سپاہیوں اور تقریباً اتنی ہی تعداد میں، بدمعاشوں، نے ملکر دہلی کے ایک محلے میں لوٹ مار شروع کردی - گھروں کی دیواروں کو توڑ ڈالا اور فرش اکھاڑ پھینکے - اس لوٹ مار میں جھجر کے نواب کے دو نوکروں اننت پرشاد اور رائے مل کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا - میں نے ان تمام واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے -

باغی دریائے جمنا کے بیچ مدن پورہ نامی جزیرہ پر مورچہ لگانا چاہتے ہیں - اس مقصد کے لئے یہاں توپیں نصب کردی گئیں ہیں ـــــ جنرل بخت خاں ان تجاویز کا مذاق اڑاتا ہے کہ سب پلوں کو اڑا دیا جائے گا - اور کہتا ہے کہ اس کی فوج پلوں کے بغیر بھی دریا عبور کر سکتی ہے اور توپوں کو مچانوں پر رکھ کر دریا کے پار لے جایا جا سکتا ہے -

یہاں پر یہ مشہور ہے کہ دو سو یا دو سو پچاس کے قریب بارود سے لدے چھکڑے انگریزی کیمپ میں پہنچنے والے ہیں اور جنرل بخت خان ان سے نپٹنے کے لئے تیار ہے ـــــ میرا کام اطلاع دینا ہے کسی بات کا فیصلہ کرنا اور اس مقصد لے لئے انتظام کرنا آپ کا کام ہے -

نیمچہ فوج ۲۷، جولائی کو یہاں پہنچی - یہ فوج اب بے قاعدہ فوج کی ۱۶ ویں رجمنٹ کے پاس پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے - میں خود اس فوج کو دیکھنے گیا تھا - اس فوج میں تین رجمنٹیں، ۷، ۷۰ اور ۲۷ شامل ہیں اور ان کے سالار ہیرا سنگھ، غوث محمد اور ایک برہمن ہیں - یہ فوج ۷۰ ویں اور ۲۷ ویں رجمنٹوں اور گوالیار فوج کی ۷ ویں رجمنٹ، گھوڑا سوار، آرٹلری کے دو دستوں، پندرہ سو گھوڑوں، یعنی مہدی پور کی ایک رجمنٹ اور کوٹہ فوج کی ایک رجمنٹ پر مشتمل ہے - اس فوج کے افسر آج دربار میں حاضر ہوئے تھے - فوج نہیں چاہتی کہ جنرل بخت خان کو اس کا سپہ سالار مقرر کیا جائے - نیمچہ فوج خود کو دوسری فوجوں سے علیحدہ رکھے گی اور علی پور پہنچ کر مورچہ قائم کرے گی - الور کی فوج جسے آگرہ میں شکست ہوئی تھی ان میں شامل ہے - یہ فوج اپنے ساتھ چھ توپیں اور پچاس ہاتھی لیکر آئی ہے - انہوں نے اطلاع دی ہے کہ ساگر بریگیڈ بھی یہاں پہنچنے والا ہے اندور کی فوج کا کچھ حصہ بھی ان کے ساتھ ہوگا - یہ فوج ابھی آگرہ میں ہے -

فوج نے منی رام سیٹھ سے ایک لاکھ روپیہ نکلوا لیا ہے - دہلی میں اب پچاس ہزار باغی موجود ہیں - جن میں سے تقریباً بیس ہزار حملہ کرنے کے لئے محاذ پر روانہ ہونے والے ہیں - فوج لڑنے کے لئے بیتاب ہے - کچھ قدرتی طور پر انگریزوں سے نفرت کی وجہ سے اور کچھ ایک دوسرے کی تقلید میں -

کل گوپال سہائے کے متعلق ایک اعلان جاری ہوا تھا - اس پر الزام ہے کہ وہ سرسہ کا اسلحہ خانہ لے کر بھاگ گیا ہے ـــــ بلب گڑھ میں ابھی تک بلوہ نہیں ہوا - البتہ جیل سے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ہے - یہاں کا راجہ بذات خود لوٹ مار میں مصروف ہے اور اس کام کے لئے گوجروں کو استعمال کر رہا ہے -

فرخ آباد سے ۱۴، جولائی کا لکھا ہوا ایک خط یہاں پہنچا ہے اس میں لکھا ہے کہ انگریزی

فوج کے بارہ ہزار افراد تھے۔ کانپور اور بنارس پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے ---- ۱۷، جولائی کے ایک دوسرے خط میں لکھا ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ کے سررشتہ داروں نے مہاراجہ کو انگریزوں کی مدد کرنے کے جرم میں قتل کردیا ہے ------- مدن پور نامی جزیرے پر جو مورچہ لگایا گیا تھا، بارش کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔

آج جنگی کونسل کا اجلاس ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ کل انگریزی فوج پر حملہ کردیا جائے --------- آپ کو چاہیئے کہ ہیڈ کوارٹر سے کمشنر کا کوئی گماشتہ کبھی کبھی جو شہر میں آتا ہے اور ہر قسم کی افواہیں اکٹھی کر کے لے جاتا ہے اس کو یہاں آنے سے منع کریں۔

(ر - م - جلد ۳، ص ۱۷۹)

(۴۲) ------ نا معلوم ---- ۳۱ جولائی ۱۸۵۷ء

کل بارش کی وجہ سے حملہ ملتوی کرنا پڑا۔ پلوں کی مرمت کی تیاری مکمل ہے ------
مندرجہ ذیل فوجیں آج علی پور جانے کے لئے تیار کھڑی ہیں:-
پیادہ فوج کی ۱۲ رجمنٹیں اور بریلی رسالہ کی ۲۰۰۰ ہزار سپاہی۔
نیمچہ فوج کے پاس جو اسلحہ موجود ہے اس کی تفصیلات یہ ہیں:-

توپ کے گولے : ۵۰۰۰۰
گولوں کے خول : ۲۰۰۰۰
گولے : ۱۵۰
گول گولے : ۲۵۵
انگور نما گولے : ۱۵۰
بارود کے کنستر: ۱۲۵
گولوں کو داغنے کے چارجز: ۶۰۰

اس کے علاوہ ان کے پاس گھوڑوں سے کھینچی جانے والی بارہ توپیں، پیادہ فوج کی پانچ رجمنٹیں اور کیولری کی ایک رجمنٹ بھی ہے۔ انہوں نے باغپت کے لئے چار اور توپیں بھیجنے کا حکم بھی دیا ہے۔ ان کے پاس اس وقت گھوڑوں سے کھینچی جانیوالی ۳۱ توپیں ہیں۔ محاصرہ توڑنے والی توپوں Seige Guns کی تعداد تو انگریزوں سے بھی زیادہ ہے۔ بارود اور کارتوس کے چارجز بنانے کے لئے ۲۵۰ مستری کام کر رہے ہیں۔ ان کے پاس ۴۰۰ من دیسی بارود کا ذخیرہ ہے۔ جو بھی انگریزی بارود ان کے پاس بچا تھا وہ اب سلیم گڑھ میں مقیم ۴۷ ویں رجمنٹ کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔ کل جتنے بھی کارتوس بنے تھے وہ آج فوج میں تقسیم کر دئے گئے ہیں۔

کارتوسوں کی ٹوپیاں بنانے کے لئے کہا جارہا ہے کہ بارود کے کارخانے کے ایک ملازم کلو مستری نے اعلیٰ نمونے کی ٹوپیاں تیار کی ہیں۔ اس طرح شہر کے ایک داروغہ مظہر علی نے گولوں کو داغنے کا مسالہ تیار کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ ان بدمعاشوں کو رشوت دے کر اپنے

ساتھ ملایا جا سکتا ہے لیکن آپ کی اجازت کے بغیر میں یہ قدم نہیں اٹھاؤں گا -

نیمچہ فوج کے جنرل غوث خان اور سپہ سالار جنرل بخت خاں ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں - کل حملہ ملتوی کرنے کی سب سے بڑی وجہ ان کا اختلاف تھا - بادشاہ سلامت بخت خان کی حمایت کرتے ہیں اور اب ان دونوں میں صلح کرانے میں معروف ہیں -

رحیم اللہ سوداگر کانپور سے آیا ہے - اس نے اطلاع دی ہے کہ نانا صاحب نے فتح پور کے قریب انگریزی فوج کا مقابلہ کیا اور شکست کھانے کے بعد وہاں سے کسی طرف بھاگ گیا ہے ---- یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ انگریزوں کی پانچ رجمنٹیں اور سکھوں کی ایک رجمنٹ کانپور پہنچ گئی ہے - یہاں کی فوج کا ایک حصہ مدد کے لئے لکھنؤ روانہ ہونے والا ہے -

کلکتہ اور کانپور کے درمیانی علاقے میں امن و امان کی خبر ملی ہے ---- ایک دوسری اطلاع کے مطابق بمبئی کی فوج ابھی تک اپنے قلعے میں ہے اور انگریزوں کی وفا دار ہے ---- پنجاب سے جو فوج روانہ ہوئی تھی وہ مہاراجہ پٹیالہ کی فوجوں کا مقابلہ کرنے میں معروف ہے ---- باغپت جانے والی فوج پہلے مالا گڑھ جائے گی جہاں میرٹھ سے آنے والی انگریزی فوج کے حملے کا اندیشہ ہے -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۸۰)

(۴۳) ---- رجب علی ---- ۲ اگست ۱۸۵۷ء

کل شام کی جنگ انگریزی مورچوں پر بندوقوں کے حملے سے شروع ہوئی - بیچ میں کچھ دیر کے لئے وقفہ بھی رہا - انگریزی فوج اپنے مورچوں میں جمی رہی اور جب باغی فوج قریب پہنچ گئی تو انہوں نے اس پر توپوں اور بندوقوں سے گولہ باری شروع کر دی - یہ سلسلہ رات کے نو بجے تک جاری رہا

ندی پر باغیوں نے جو پل بنایا تھا وہ بارش میں بہہ گیا اور آس پاس کے زمیندار پل کے تختے اور لکڑیاں اٹھا کر لے گئے

باغیوں کا فوجی دستہ محاذ سے اب واپس پہنچا ہے - یہ وہ دستہ ہے جس نے شام کو آٹھ بجے کے قریب دوسرے سپاہیوں کے ساتھ مل کے ہمارے مورچوں پہ حملہ کیا تھا - جن مورچوں پر حملہ کیا گیا تھا ان میں سبزی منڈی ، ہندو راؤ اور باؤلہ مورچہ شامل ہیں -

انگریز فوج کو اپنے مورچے چھوڑنے کی اجازت نہیں تھی - ان کو صرف حملہ آوروں کا جواب دینے اور جب وہ قریب پہنچ جائیں تو ان پر گولہ باری کرنے کی ہدایت تھی -

باغی جب پسپا ہونے لگے تو ان پر گولوں کی بوچھاڑ کر دی گئی - انہوں نے دوبارہ حملہ کیا اور دوبارہ ان کا یہی حشر ہوا - باغی رات بھر اسی طرح حملے کرتے رہے اور ہر بار ان کو اسی طرح پسپا ہونا پڑا -

اب صبح کے دس بجے ہیں - انہوں نے ہندو راؤ کے گھر اور باولی کے مورچوں کو چھوڑ کر

سبزی منڈی کے مورچوں پر توجہ دینی شروع کی ہے - کیپٹن ٹریورز کو گولہ لگا اور وہ ہلاک ہو گیا -
ہماری فوج کے تقریباً پندرہ افراد ہلاک اور زخمی ہوئے جبکہ دشمن کا نقصان اس سے بہت زیادہ ہوا - ان کی صحیح تعداد کی اطلاع بعد میں دی جائے گی -

باغیوں نے اپنے حملے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ فوج کا ایک دستہ چار گھنٹے تک محاذ پر جا کر لڑتا ہے اور بگل کی آواز پر واپس دہلی آجاتا ہے - اور اس کی جگہ ایک دوسرا دستہ لے لیتا ہے - اس طرح لڑائی متواتر جاری رہتی ہے اور باغیوں کی تمام فوج جنگ میں باری باری حصہ لیتی رہتی ہے -

(ر - م - جلد ۲۰ ص ۱۸۱)

(یہ خط براہ راست کمانڈر انچیف کو بھیجا گیا - اس لئے اس میں دونوں مورچوں کا احوال ہے - رجب علی کے زیادہ تر خطوط " ہائی کمان " کو جاتے تھے) -

(۴۴) ـــــ میگھ راج ہرکارہ ـــــ ۲ اگست ۱۸۵۷ء

بسی کا پل کل بہہ گیا - باغی اپنی توپوں سمیت دو بجے دہلی پہنچ گئے - اس پل پر اب کوئی نہیں - پل کی تمام لکڑی دیہاتی اٹھا کر لے گئے - باغیوں نے آج رات کو حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے - کل عید کی رات کو جو لوگ ہلاک ہوئے انہیں شہید قرار دیا گیا ہے - فوج کی چار ڈویژنوں کے مسلمان اور ہندو سپاہیوں نے اس منصوبہ پر عمل کرنے کی قسم کھائی تھی لیکن اب ان کو ایسی مار پڑی ہے کہ شہادت حاصل کرنے کا سارا جذبہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے - یہ لوگ اب کافی شکستہ دل اور بد نظمی کا شکار ہیں - ان کے لا تعداد افراد ہلاک ہو گئے ہیں اور زخمیوں کی تعداد کا اندازہ لگانا ناممکن ہے -

(ر - م - جلد ۲ ص ۱۸۱)

دہلی سے آمدہ مختلف خبروں کا خلاصہ ـــــــ ۴ اگست ۱۸۵۷ء

تیسری تاریخ اگست کو بادشاہ نے جنرل بخت خاں کو کافی لعن طعن کیا - اور کہا کہ تم کو اگر رہنا ہے تو اچھی طرح سے رہو ورنہ چلے جاؤ تم نے ناحق جرنیل سدھاوا سنگھ کے کیمپ کو بد دل کر دیا ہے - ایک تو ان کا کیمپ دو دن پانی میں کھڑا رہا اور مورچوں پر لڑا - بہت آدمی کا ان میں سے نقصان ہوا اور تم نے ان کی مدد نہ کی - بلکہ جو ان کے واسطے رسد بھیجی گئی اس کو تمہارے آدمیوں نے لوٹ کر کھا لیا - دوسرے پھر تم اس کیمپ کو ناراض کرتے ہو -

آج جو روز سہ شنبہ ہے تمام افسران کیمپ کا کوٹ ہے - حقیقت میں جرنیل سدھاوا سنگھ بہت سے ناراض ہے بلکہ اس کا ارادہ کہ کسی طرف راجستھان جا کر کسی راجہ کو اپنے ساتھ متفق کر کے بلوا کرے اور مشہور ہے کہ کیمو نیچہ نے راجہ جے پور سے کچھ روپیہ لیا - اور مقام

کوٹ پوتلی میں بھی افسر راجہ سے دس ہزار روپیہ لیا -

جمنا جی داس جو ایل سردار لور کی فوج کا ہے مع اپنی جمعیت کے اس جرنیل کا ساتھی ہے جھانسی کی فوج کے پاس ۱۹ ہزار روپے باقی ہیں اور بہت سوار رجمنٹ و پلٹن بے بہت خفتا وغیرہ بھاگ جاتے ہیں -

مشہور ہے کہ کچھ سوار اور پیادہ بہ تعداد دو پلٹن کے واسطہ بندوبست میان دو آب کے حسب درخواست ولی داد خان رئیس مالاگڑھ کے جاوے - شادی خان رسالدار اس کام کے انجام کا منتول ہوا ہے ----- یہاں خبر پہنچی ہے کہ سرکار انگریزی کا بندوبست ملک حصار ، ہانسی ، ہریانہ میں ہو گیا - اس واسطے تجویز ہوئی ہے کہ کچھ فوج دہلی سے ان کی مدافعت کے واسطے روانہ کی جاویں -

ایک اخوند صاحب بہ ارادہ جہاد صوات (سوات) شہر کی طرف سے آئے ہیں - کوئی کہتا ہے کہ ان کے ساتھ چودہ ہزار آدمی ہیں - کوئی کہتا ہے اس سے کم ہیں - چنانچہ ان کا وکیل ایک اخوند کل دہلی آیا ہے اور بادشاہ سلامت کو ایک تلوار نذر کی ہے - کوئی کہتا ہے بادشاہ کی ملازمت کو جو اخوند آئے ہیں وہ سرائے میں پہنچے ہیں - کوئی کہتا ہے کہ شاہ آباد تک آئے ، کوئی کرنال تک بتاتا ہے - کچھ کسی کی بات پر یقین نہیں آتا ------- آج تمام افسروں کی پریڈ ہوئی - بادشاہ نے افسروں میں صلح اور اتفاق کرا دیا -

یقین ہے کہ آج یا کل ضرور دھاوا ہو وے - وقت جنگ فوج کے تین ڈویژن ہو گئے --- بمبئی کی فوج تا اندور آئی پھر اس طرف کچھ احوال اس کا معلوم نہیں ہوا - گوالیار کی فوج کی عرضی آئی - لکھا تھا کہ ہم لوگ بہ سبب بارش کے حاضر نہیں ہو سکتے - بعد خشک ہونے راہ کے ، حاضر ہونگے -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۸۲)

(۴۷) ---- سیدو ہرکارہ --- ۴ اگست ۱۸۵۷ء

۲ اگست کی جنگ کے بعد انفنٹری اور کیولری کے بیشتر سپاہی نجف گڑھ کے راستے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں - بعض نے چھٹی کی درخواست دی ہے اور کافی تعداد چھٹی لئے بغیر چلی گئی ہے - یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ آیا یہ لوگ مستقل طور پر فوج سے الگ ہو گئے ہیں یا کسی مقررہ جگہ پر دوبارہ اکٹھے ہو جائیں گے - چودھویں بے قاعدہ رجمنٹ کے پچاس سوار اپنا بوریا بستر باندھ کر چلے گئے ہیں - میں نے چار چار پانچ پانچ کی ٹولیوں کو دہلی سے بھاگتے دیکھا ہے - آٹھویں ارنیگولر رجمنٹ کے تقریباً ۸۰ سپاہی اس طرح بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں - اس طرح بھاگنے والے سپاہیوں کی صحیح تعداد کا اندازہ نہیں ہو سکا -

یہاں پر مشہور ہے کہ باغی فوج کا ایک دستہ کرنال کے راستے دہلی آ رہا ہے - بادشاہ نے

چار سو سوار روانہ کئے ہیں تاکہ معلوم کرکے آئیں کہ آیا یہ پنجاب کے غازی ہیں یا کوئی اور لوگ۔

(ر۔م۔ جلد ۳ ص ۱۸۳)

(۴۸) ــــــ بھمبو اور جواہر سنگھ کی اطلاعات ــــ ۴ اگست ۱۸۵۷ء

آج فوج کے تمام افسروں نے شاہی دربار میں حاضری دی۔ یہ طے پایا کہ نجف گڑھ کے راستے علی پور فوج بھیجی جائے۔ علی پور پہنچنے پر یہ فوج ایک رات کے لئے پڑاؤ ڈالے گی۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ نجف گڑھ پہنچ کر یہ فوج انگریزوں کے کیمپ کے سامنے مظاہرہ کرے تاکہ ان کی توجہ ادھر ہو اور وہ لوگ ان کا پیچھا کرنے کے لئے فوج بھیجیں۔

یہ تجویز ہوئی ہے کہ شہر کے ہندوؤں اور مسلمانوں سے پانچ پانچ لاکھ کی رقم اکٹھی کی جائے۔ رام جی گڑھا والے کو ایک لاکھ روپیہ دینے کو کہا گیا ہے اور گلاب رائے اور مہرچند صرافوں کو پچھتر پچھتر ہزار روپے۔ یہ دونوں پہلے ہی تیس تیس ہزار روپے دے چکے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ چودہ ہزار غازی شہر کی طرف آرہے ہیں ان پر نہ جانے کیوں شک کیا جارہا ہے کہ شاید یہ انگریزوں کی طرف سے لڑیں۔ لہٰذا تفتیش کے لئے سوار روانہ کئے گئے ہیں ــــ میرٹھ کے گرد و نواح میں دو دو بستیوں سے کچھ لوگ مدد حاصل کرنے دہلی آئے ہیں۔ انہوں نے دو دشمنوں کی مدد حاصل کر لی ہے جو باروتی نگر کے قریب پہنچ کر انگریزی فوج کی پیش قدمی روکیں گی ــــ بارود اور کارتوسوں کی ٹوپیوں کا پرانا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے ــ بارہ من بارود اور پانچ ہزار ٹوپیاں روزانہ تیار کی جا رہی ہیں۔

(ر۔م۔ جلد ۳ ص ۱۸۳)

(۴۹) ــــــ نا معلوم ــــ ۴ اگست ۱۸۵۷ء

پچھلی جنگ میں ۳۰۵ باغی ہلاک اور ۲۲۵ زخمی ہوئے۔ سب سے زیادہ نقصان [illegible] بریگیڈ کو پہنچا۔ اس نے لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ اس بریگیڈ کے افسروں نے بادشاہ سے شکایت کی ہے کہ ان کو موقع پر صحیح مدد نہ مل سکی جس کی وجہ سے وہ مورچوں پر قبضہ نہ کرسکے اور اتنا نقصان اٹھانا پڑا۔ بادشاہ نے بڑے غصے سے جواب دیا کہ وہ اگر بغاوت پر اتنے ہی مصر تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ کہیں اور چلے جاتے نہ کہ دہلی آتے جہاں آکر انہوں نے اسے تباہ کردیا ہے۔ فوج نے مزید ایک ہفتے کی مہلت مانگی ہے کہ وہ علی پور، نجف گڑھ اور روات پہنچ کر دشمن کے ذرائع رسد اور مواصلات کو ختم کرنے کے منصوبے پر عمل کرنا چاہتی ہے۔

پشاور سے کسی آخوند کا خط آیا ہے۔ ابھی تک اس کے اندراج کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس خط کا جواب بھیج دیا گیا ہے جس میں لکھا ہے کہ انہیں چاہیئے جو کرنا ہو کریں لیکن دہلی کا رخ نہ

کریں کیونکہ یہاں پیسہ ختم ہو چکا ہے اور فوج خود سر ہو گئی ہے۔

گڑ گاؤں ضلع جتاور خان سپہ سالار کی تحویل میں ہے۔ دوسرے علاقوں کے لئے بھی تحصیلدار مقرر کئے گئے ہیں۔

میں زینت محل بیگم، مکھند لال، حکیم جی اور مرزا الہی بخش سے ساز باز کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں لیکن اس منصوبے پر عمل کرنے کے لئے آپ کے حکم کا انتظار ہے۔

پچھلی جنگ میں بریلی کی فوج کے تقریباً نو سو افراد ہلاک ہوئے۔ زخمی ہونے والے سپاہیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ فوج کے پاس کارتوسوں کی ٹوپیوں کے علاوہ اسلحہ خانے میں تقریباً تین لاکھ ٹوپیاں موجود ہیں۔

غازیوں کے کیمپ کے سردار مولوی مظفر علی نے بادشاہ کو ایک عرضی بھیجی ہے۔ آج ایک فرمان جاری ہوا ہے کہ چودہ ہزار افغان غازی کل شہر میں داخل ہوں گے۔ فوج اور شہریوں کو چاہیے ان کا استقبال کریں۔ اور ان کی خواہشات اور ضروریات کا خیال رکھیں ــ صندل اور دوسرے نمبردار برنالہ بلاں، کھورو، پرگنہ پانی پت کے دوسرے بد معاشوں سمیت مدد مانگنے بادشاہ کے پاس آئے ہیں۔ ان کی درخواست کل دربار میں پیش کی جائے گی ـــ باغی کچھ فوج کرنال بھیجنے کی سوچ رہے ہیں۔ اور یہ مشہور کر رکھا ہے کہ انگریزوں کے توپ خانے پر قبضہ ہو گیا ہے تا کہ مہاراجہ پٹیالہ ڈر جائے اور انگریزوں کی مدد کے لئے اپنی فوج نہ بھیجے۔ اس سے پنجاب کے ہندوستانی باغیوں کو بھی شہہ ملے گی۔ اس منصوبے میں یہ بھی شامل ہے کہ پانی پت اور کرسولی میں لوٹ مار کی جائے جس سے ظاہر ہو گا کہ باغی ہر جگہ کامیاب ہو رہے ہیں۔ جب یہ افواہ عام ہو گی تو دہلی پر حملہ کرنے والی فوج کو تباہ کرنا مشکل نہ ہو گا۔

نیمچہ فوج جرنل سدھارا سنگھ اور حوث محمد کی قیادت میں علی پور کی طرف روانہ ہو گئی ہے اور جنرل بخت خان نے قدسیہ باغ میں اپنا مورچہ قائم کر لیا ہے۔ نصیر آباد کے جنرل بلدیو سنگھ کو باغپت جانے کے لئے کہا گیا ہے۔ ـــ خدا کے فضل سے کافی زور کی بارش ہوئی اور باغیوں کی فوج کو علی پور سے واپس آنا پڑا۔ ان کا سارا اسلحہ اور ساز و سامان بھی خراب ہو گیا۔ جنرل بخت خان نے البتہ انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ اس کے ساتھ نیمچہ فوج کا ایک دستہ بھی تھا۔ تقریباً چار سو سوار ہلاک اور بے شمار زخمی ہوئے۔ آخر میں وہ بد دل ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

آج عید الضحیٰ کا دن ہے۔ فوج کے اعلیٰ افسر اور شاہی ملازمین دربار میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کو نذرانے پیش کئے گئے۔ بادشاہ نے اس کے عوض کسی کو کوئی خلعت وغیرہ نہیں دی۔

جے پور کی فوج کا ایک اعلیٰ افسر جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا یہاں آیا ہے اور کہتا ہے کہ دس ہزار فوج بادشاہ کی مدد کے لئے تیار ہے۔ ٹونک کے نواب وزیر محمد نے بھی بادشاہ کی خدمت میں درخواست بھیجی ہے اور لکھا ہے اسے تولہ رام سے خبر ملی ہے کہ ابھی تک انگریزوں کو

سمندر میں نہیں ڈھکیلا گیا - عبدالحق کو گڑگاؤں کا سردار مقرر کیا گیا تھا وہ وہاں سے جھنڈے ہراتا ڈھول بجاتا واپس آیا ہے -

ایک ہرکارے کی اطلاع کے مطابق انگریزوں سے بھرا ہوا ایک جہاز گڑھ مکتشیر آپہنچا ہے ----- عید سے پہلے بادشاہ سلامت نے اپنے خاندان کے لوگوں اور ملازمین میں ستر ہزار روپے تقسیم کئے - بادشاہ سلامت نے شہریوں سے دس لاکھ روپے مانگے ہیں - پانچ لاکھ ہندوؤں سے اور پانچ لاکھ مسلمانوں سے - اگر کوئی شخص چندہ نہ دے تو اسے قید میں ڈال دیا جاتا ہے ----- مالا گڑھ کے ولی داد نے پھر مدد مانگی ہے - اس کو جواب دیدیا گیا ہے کہ اس کے پاس پہلے ہی دو رجمنٹیں موجود ہیں اسے اور زیادہ مدد کی امید نہیں رکھنی چاہئے - وہ بادشاہ کے رشتے داروں میں سے ہے -

کلکتہ سے ایک شخص چوبیس دن کا سفر طے کر کے آیا ہے - اس نے اطلاع دی ہے کہ انگریزوں کی مدد کے لئے ایک فوج کانپور پہنچ گئی ہے اور مرہٹہ سردار نانا صاحب کو شکست ہو گئی ہے ---- دیسی انفنٹری کی پانچویں رجمنٹ کی تین کمپنیاں دہلی پہنچ گئی ہیں - انہوں نے سہارنپور سے لوٹ مار کا لایا ہوا سامان آپس میں تقسیم کر لیا ہے -- انہوں نے گھاٹ کے داروغہ کو قید کر لیا تھا اب دہلی پہنچ کر اسے رہا کر دیا ہے - داروغہ کہتا ہے کہ انبالہ میں نوا کھلی رجمنٹ پر انگریزوں کو اعتبار نہیں کیونکہ ان پر بغاوت کی وبا کا اثر پڑ چکا ہے -

نیمچ بریگیڈ نے ابھی تک اپنے آپ کو دوبارہ منظم نہیں کیا ہے - لیکن اس کے باوجود انہوں نے نجف گڑھ اور بہادر گڑھ کے راستے علی پور جانے کے ارادے کو ملتوی نہیں کیا ہے -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۰۲)

(۵۰) ----- رجب علی ---- ۴ اگست ۱۸۵۷ء

رجب علی نے بارود فیکٹری میں دھماکہ کی تصدیق کی ہے - اس حادثے میں تیس من بارود تباہ ہو گیا ---- کل بہرام نگر میں جو دہلی سے پانچ کوس دور جھجر روڈ پر واقع ہے دو رجمنٹ، ۳۰۰ سوار، اور گھوڑوں سے کھینچنے والی دو توپیں موجود تھیں - کہا جاتا ہے یہ فوج رقم حاصل کرنے کے لئے جھجر جا رہی ہے - ایک اور خبر ہے جس کی تصدیق ابھی نہیں ہو سکی کہ یہ فوج دراصل ہانسی کے لئے روانہ ہوئی ہے -- باغیوں کے پاس روپے اور بارود کی خبر ہے

(-------------- ;

(۵۱) ----- گوری شنکر ---- ۷ اگست ۱۸۵۷ء

انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کے لئے جو فوج جاتی ہے اس میں فوج کے چار ڈویژن حصہ لیتے ہیں - پانچواں ڈویژن نگمبود پر متعین ہے - ان میں سے ایک ڈویژن قدسیہ باغ میں، دوسرا بوٹا

بیٹری پر، تیسرا بسی کے پل پر اور چوتھا تیسرے ڈویژن کی مدد کے لئے متعین ہے - انگریزی فوج پر حملہ کرنے کے لئے آج جس فوج کو کہا گیا تھا اس کے کافی سپاہی ابھی تک تیلی واڑہ میں سستا رہے ہیں - بارہ بج چکے ہیں اور محاذ پر جانے والی فوج کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں --- کل رات تک ان کا منصوبہ علی پور فوج بھیجنے کا تھا - آج صبح انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے اس کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا - فوج کی دو رجمنٹوں اور سواروں کے ایک رسالے کو ہانسی جانے کا حکم ملا ہے لیکن فوج ابھی تک دلی میں ہے ---- ہریانہ کے سپاہیوں کو اطلاع ملی تھی کہ بیکانیر کے راجہ نے انگریزوں کی مدد سے ان کے گھروں کو لوٹ لیا - انہوں نے انتقام لینے کے لئے بادشاہ سے مدد مانگی بادشاہ نے ہانسی جانے والی فوج کو دو توپوں سمیت ان کی مدد کو جانے کو کہا تھا مگر یہ فوج ابھی تک اپنی تنخواہوں کا انتظار کر رہی ہے - تنخواہ ملتے ہی یہ فوج روانہ ہو جائے گی ------ باقی فوج کافی شکستہ دل ہے - جنرل بخت خاں اور جنرل سدھارا سنگھ کھلم کھلا ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں - فوج میں افواہ ہے کہ جنرل بخت خان انگریزوں سے ساز باز کر رہا ہے - حکیم احسن اللہ خان کی پوزیشن بھی مشکوک ہے لیکن وہ بادشاہ کی حفاظت میں ہے -

جھجر کے نواب سے رقم حاصل کرنے کے لئے اس کے سر پر سو سوار ہیں - اس کو ایک کافی سخت قسم کا خط بھی لکھا گیا ہے ---- شہر میں ٹیکس وصول کرنے کے لئے میونسپل کونسل مقرر کی گئی ہے - نواب احمد مرزا خان اور راجہ جے سنگھ کا لڑکا اس کونسل کے ممبر ہیں - ان کے خاندانوں کا سرکار کو خوب علم ہے - شاہ زادہ مرزا مغل ان کے زیر اثر ہے - وہ خود اس کونسل کی انتظامیہ کا سربراہ ہے ---- کل دلی کے پنجابی سوداگران نے پچاس ہزار روپے کا عطیہ دیا تھا - دوسرے عطیات ابھی وصول کئے جا رہے ہیں ---- بہادر گڑھ کے نواب بہادر علی خان کو علی پور جانے والی فوج کے لئے خوراک و رسد کا انتظام کرنے کے لئے کہا گیا ہے ------ ضلع بلوال کے سعد الدین نے آج مرزا مغل سے ملاقات کی اور اسے دو سو روپے کا نذرانہ پیش کیا - وہ آج جنگ کے لئے محاذ پر گیا ہے ----- چھٹی سے واپس آنیوالے سواروں نے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا تھا جب تنخواہ نہ ملی تو ان میں سے دو سو سوار اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے -

بادشاہ نے بھرے دربار میں اعلان کیا ہے کہ انگریزوں کا نام و نشان عنقریب ہندوستان کے نقشے سے مٹا دیا جائے گا - وہ لوگ جو اس بھروسے پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ انگریز واپس آئیں گے غلطی پر ہیں - بنگال، مدراس اور بمبئی کے تمام علاقوں نے کھلم کھلا بغاوت کر دی ہے - انگلستان کے انگریزوں نے اگر اپنے ہم وطنوں کی مدد کے لئے انگلستان چھوڑ کر آنے کا اردہ کیا تو وہ خود اپنا ملک بھی کھو دیں گے - اس ملک میں انگریزوں کا کوئی دوست باقی نہیں جبکہ بادشاہ کی مدد کے لئے ہر حصے سے پیغامات آ رہے ہیں -

باغیوں نے کل حکیم احسن اللہ کا مکان لوٹ لیا اور اسے آگ لگا دی - حکیم خود قلعے میں قید ہے - باغیوں نے بادشاہ سے کہا ہے کہ حکیم احسن اللہ کو ان کے حوالے کیا جائے ورنہ خود اس کی اور اس کے خاندان کی جانیں بھی خطرے میں پڑ جائیں گی - آخر مجبور ہو کر بادشاہ نے حکیم

احسن اللہ کو اس شرط پر ان کے حوالے کیا کہ اس کو کسی قسم کی زک پہنچائی تو وہ خود بھی خود کشی کر لے گا۔ اس مقصد کے لیئے اس کے پاس ہمیشہ ایک ہیرا رہتا ہے ------ ملکہ زینت محل پر بھی باغی شک کر رہے ہیں --- شہر کے مسلمانوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ بادشاہ کی شہادت کے بعد خود بھی زندہ رہنا گوارہ نہیں کریں گے --- آج دربار میں کسی امیر نے حاضری نہیں دی۔ شہر کے لوگ اپنے گھروں میں ہیں۔ دکانیں بند ہیں۔ ملکہ زینت محل کے محل پر پہرہ ہے ورنہ وہ بھی لوٹ لیا جاتا۔

بارود کی فیکٹری میں جو دھماکہ ہوا تھا اس میں تقریباً پانچ سو افراد ہلاک ہوئے۔ ہلاک شدگان کاریگروں کی لاشوں کو ان کے رشتہ دار ساری رات ملبہ سے نکالتے رہے۔ یہ کام ابھی تک جاری ہے۔ اس دھماکے میں تقریباً ایک سو افراد زخمی بھی ہوئے۔ یہ دھماکہ کسی حادثے کی وجہ سے ہوا تھا۔ حکیم احسن اللہ کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کل ساری رات جنگ جاری رہی۔ کسی کو شہر چھوڑ کر جانے کی اجازت نہیں۔ قلعے کے دروازے بند ہیں۔

بعد کی اطلاعات: دھماکے کے وقت کارخانے میں ۲۰ من بارود جمع تھا۔ اس کارخانے میں جتنا بارود تیار ہوتا تھا اسے قلعے اور باغیوں کی مختلف فوجوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

(م۔ک ص ۳۰۳۔۳۰۴)

(۵۲) ------ ایک خاص مخبر کی اطلاعات --- ۴ تا ۸، اگست ۱۸۵۷ء

چار تاریخ کو انگریزی فوج نے جو گولہ باری کی تھی وہ کافی کامیاب رہی۔ دہلی میں کافی لوگ ہلاک اور بے شمار خوف زدہ ہوئے --- چھ تاریخ کی گولہ باری میں جنرل بخت خان کا بھتیجہ (یا بھانجہ) اور چار پانچ گولہ انداز ہلاک ہوئے۔ ایک مشہور رسالدار بھی اس میں مارا گیا۔ فوج کافی بد دل ہے۔ سات تاریخ کو بارود کے کارخانے میں جو دھماکہ ہوا اس میں تقریباً چار سو افراد مارے گئے باغیوں کو شک ہے کہ یہ دھماکہ حکیم احسن اللہ کے ایما پر کیا گیا تھا۔ باغیوں نے اس کا گھر لوٹ لیا ہے اور اب اس کی جان کے در پے ہیں۔ وہ اگرچہ بادشاہ کی حفاظت میں ہے مگر خود بادشاہ اسے قید سے نہیں بچا سکا۔

جنرل بخت خان نے اپنی فوج کے ایک دستے کو لگان وصول کرنے کو بھیجا تھا جس پر فوج کے دوسرے جرنیل بے حد خفا ہیں اور کہتے ہیں کہ بادشاہ کے حکم کے مطابق اس کو چاہیئے تھا اس قسم کی کاروائی سے پہلے فوج کے دوسرے جرنیلوں سے مشورہ کرتا۔ اس کی وجہ سے اب کافی نا اتفاقی پیدا ہو گئی ہے۔ روزانہ کے جھگڑوں اور حسد میں کوئی کمی نہیں آئی --- فوج کو پچھلے بیس دنوں سے کوئی تنخواہ نہیں ملی۔ سپاہی اس کے لئے شور مچاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

کمود کا نواب ایک ہزار افراد کے ساتھ چھ تاریخ کو دہلی آیا اور اگلے روز دربار میں حاضری دی ------ شاہی فوج کے سپاہی لوگوں سے روپیہ بٹورتے پھرتے ہیں --- چندہ کے تعین اور اس کی وصولی کے لئے شہر کے چودہ مسلمانوں اور چودہ ہندوؤں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے ------ جھجر کے نواب نے ابھی تک نذرانہ ادا نہیں کیا ہے۔

چندیری کے راجہ بھیروں سنگھ نے ایک فقیر کے ذریعے بادشاہ کو ایک خفیہ پیغام بھیجا ہے۔ خط کافی طویل ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان کے دوسرے حکمرانوں کے بر خلاف جو انگریزوں کی مدد کر رہے ہیں وہ خود بادشاہ کا حامی و مطیع ہے ۔اگر بادشاہ اس کو ایک فرمان جاری کردیں تو وہ دوسرے راجاؤں اور سرداروں کو مطیع کرکے بادشاہ کی مدد کے لئے آئے گا -

میرٹھ کے الف خان نے بادشاہ کو ایک خط اور نذرانہ بھیجا ہے - بادشاہ نے ان دونوں خطوں کے جواب بھیج دیئے ہیں ——— بارود کا نیا کارخانہ اب دریا گنج میں حسن علی خان کے گھر پر قائم کیا گیا ہے ——— مفتی صدر الدین نے لکھنؤ سے آکر دربار میں حاضری دی ——— یہاں پر اب بارود کی کمی ہے --- محاذ سے بار بار مدد کی درخواست آتی ہے - بڑی مشکل سے آج شام ان کی مدد کا کچھ بند و بست ہوا - اس کی آپ کو اگر بر وقت اطلاع مل جاتی تو بڑی آسانی سے ان کی توپوں پر قبضہ کیا جا سکتا تھا --- میگزین سے پل ُتک لے جاتے ہوئے ان کا بیشتر بارود ضائع ہو جاتا ہے -

(م - ک - ۱۲۹ ص ۳۱۵ - ۳۱۶)

(۵۳) ——— لکو ہرکارہ ——— ۸ اگست ۱۸۵۷ء

کل بارود کے کارخانے میں جو دھماکہ ہوا اس میں پانچ سو افراد ہلاک ہوئے - فوج کو حکیم احسن اللہ خان پر شک ہے کہ یہ دھماکہ اس کے ایما پر کرایا گیا - اس کے گھر کی تلاشی لی تو ان کو انگریزی کیمپ کے کسی منشی کا بھیجا ہوا خط ملا اس سے باغیوں کو یقین ہو گیا اور انہوں نے حکیم احسن اللہ کا گھر جلا دیا - بادشاہ نے بڑی مشکل سے اس کی جان بچائی -

(م - ک - ۱۲۹ ص ۳۱۶)

(۵۴) ——— نا معلوم ——— ۸ اگست ۱۸۵۷ء

آج جمعہ کا دن ہے اور جنگ بدستور جاری ہے - محاذ پر لڑنے والی فوج کو وقتاً فوقتاً آرام دینے کے لئے فوج کے نئے دستے محاذ پر بھیج دئے جاتے ہیں --- نواب حامد علی خان کے باغ میں ایک نیا توپ خانہ قائم کیا گیا ہے - اسے انگریزوں کی گولہ باری سے کچھ نقصان پہنچا تھا --- قدسیہ باغ کا پرانا توپ خانہ ابھی تک قائم ہے - جنگ کو رات دن جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے -آج کی جھڑپ میں جنرل بخت خان کے توپ خانے کا ایک جمعدار ہلاک ہو گیا - وہ اپنی نشانہ بازی کے لئے بہت مشہور تھا -

بادشاہ سلامت نے آج داؤد خان کے پوتے سے کافی تفصیلی بات چیت کی جس میں مالی گاؤں کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ۔اس نے اطلاع دی کہ نواب صاحب کو کچھ جاٹوں نے ، جنگی مدد میرٹھ سے آتے ہوئے کچھ انگریز کر رہے تھے ، محاصرہ میں لے رکھا تھا لیکن اس نے فوج بھیج کر انگریزوں کو پسپا کر دیا - کہا جاتا ہے کہ وہ گنگا دوآب کے علاقے میں بادشاہ کی عملداری قائم کرنے

کے لئے بے چین ہے - اور وعدہ کیا ہے کہ بادشاہ سلامت کے نمائندے کے وہاں پہنچنے پر اس علاقے کا لگان اسے ادا کر دیا جائے گا - بادشاہ سلامت نے یہ سن کر خدا کا شکر ادا کیا اور کہا یہ سب کچھ خدا کے فضل و کرم سے ہو رہا ہے -

غازیوں نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عرضی پیش کی تھی جس کے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ ان کے پاس نہ تو کوئی خزانہ ہے اور نہ ہی دولت جو وہ ان کو دے سکیں ---------- مرزا مغل اور جنرل بخت خان آجکل ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے ہیں - آج دربار میں مرزا مغل نے سب کے سامنے جنرل بخت خان کی شکایت کی - اس دشمنی کی سب سے بڑی وجہ جنرل بخت خان کا سپہ سالار بننا ہے - اگر جنرل بخت خان کا بریگیڈ تباہ بھی ہو رہا ہو تو مرزا مغل اس کی مدد کو نہیں آئیں گے ------ مرزا مغل جنگ کا معائنہ کرنے آج محاذ پر گئے ------ مالا گڑھ جانیوالی فوج ابھی تک روانہ نہیں ہوئی ------ شاہ زادہ محمد عظیم ، جو پہلے کسٹم کے انچارج ہوا کرتے تھے ، آج ہانسی جانے والی فوج کی مدد کے لئے دہلی سے روانہ ہوئے --- کل جنگ کے دوران انگریزوں کی چوتھی بے قاعدہ رجمنٹ کے چالیس یا پچاس سپاہی بھاگ کر باغیوں سے آملے -

بادشاہ سلامت سارا دن شعر و شاعری میں مگن رہتے ہیں - ان کی ایک تازہ غزل کا مقطع یہ ہے -

Zafer (The King.s assumed poetical name) will seize London.

For after all what is the Distance from Hindustan. *

نوٹ - اصل مخطوطہ انگریزی میں میسر آیا جس سے اردو ترجمہ کیا گیا ہے - مندرجہ بالا شعر اردو میں نہیں ملا -)

آج شام بارود کا کارخانہ تباہ ہوگیا اور اس کے کاریگر ہلاک و زخمی ہوئے - میں نے خود اس کارخانے کو اپنی آنکھوں سے تباہ ہوتے دیکھا - بعض لوگ کہتے ہیں یہ گولہ باری سے تباہ ہوا - دوسرے کہتے ہیں کہ اس رات کوئی گولہ شہر کے قریب نہیں گرا اور یہ کارخانہ شاید چلم کی چنگاری کی وجہ سے تباہ ہوا - دھماکہ کے بعد تقریباً ایک ہزار سپاہیوں نے حکیم احسن اللہ کے گھر پر دھاوا بول دیا -اور الزام لگایا کہ اس نے جان بوجھ کر یہ کارخانہ خود تباہ کرایا ہے - انہوں نے اس کے گھر کو لوٹ لیا اور وہ خود اس وقت قلعے میں نہ ہوتا تو وہ لوگ اس کو قتل کر دیتے -

لکھنؤ سے مہندو خان کے بیٹے قدرت اللہ خان کا خط آیا ہے جس میں اس نے واجد علی شاہ کے بیٹے کی تخت نشینی کی اجازت مانگی ہے - اس نے وہاں اپنا سکہ بھی جاری کردیا ہے جس پر یہ الفاظ درج ہیں :-

بزور زد سکہ نصرت طرازی

سراج الدین بہادر شاہ غازی

شہر میں یہ بھی افواہ ہے کہ حیدر آباد کی فوج باغیوں کی مدد کے لئے عنقریب دہلی پہنچنے والی ہے -

(ر۔م جلد ۳ ص ۱۸۵)

(۵۵) ـــــ رجب علی ـــ ۹ اگست ۱۸۵۷ء

کل اطلاع ملی تھی کہ باغی فوج کے ایک ہزار سپاہی، پیادہ فوج کی دو رجمنٹ، دو عدد فیلڈ گن اور دو بھاری توپیں جھجر روانہ ہوئی ہیں۔ یہ فوج جھجر کے نواب سے آٹھ لاکھ روپے وصول کرنے کے لئے گئی ہے۔ اور اس کا ارادہ جھجر کے بعد ہانسی کا ہے۔ یہ فوج اب غالباً جھجر میں ہے۔ فوج کے پچاس سوار نجف گڑھ گئے تھے۔ وہاں کے بنیوں سے ۲۲۰۰ روپے وصول کرنے کے بعد یہ متھرا پہنچے اور وہاں کے زمینداروں سے نذرانہ طلب کرنے لگے۔ زمیندار پہلے تو ٹال مٹول کرتے رہے لیکن بعد میں ہتھیار لے کر ان سواروں پر آ تلے اور خوب نذرانہ ادا کیا۔ یہ زمیندار حکومت برطانیہ کے حامی اور دوست ہیں۔ لڑائی میں چار یا پانچ سوار زخمی ہوئے اور بقیہ بھاگ نکلے ـــــــ وہ اس خبر پر کہ بہادر گڑھ کے سردار کو علی پور جانیوالی فوج کی مدد کے لئے کہا گیا ہے شک کر رہا ہے ـــــ راجن مخبر نے اطلاع دی ہے کہ شاہی خاندان کی عورتیں قطب جارہی ہیں۔ یہ لوگ یا تو وہاں کوئی تہوار منانے جا رہے ہیں یا بادشاہ ان کو باغیوں کے پنجے سے دور رکھنا چاہتا ہے

(م۔ک ۱۱۴، ص ۳۰۴ - ۳۰۵)

(۵۶) ـــــ نامعلوم ـــ ۱۰ اگست ۱۸۵۷ء

۳۰ جولائی کو انگریزوں کی فوج نے جو گولہ باری کی تھی اس سے شہر میں کافی نقصان ہوا۔ میگزین میں بارود کا ذخیرہ بتدریج کم ہوتا جا رہا ہے۔ استعمال کے قابل بارود کا ذخیرہ صرف پچاس من باقی رہ گیا ہے اس کو اب فوج میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو بارود تھا بارش میں خراب ہو گیا ہے۔۔ انگریزی فوج کا ایک گولہ بارود خانے کے عین بیچ آکر گرا تھا مگر کسی خرابی کی وجہ سے نہ پھٹا۔

سردار شمشیر سنگھ، رنجور سنگھ، گورمکھ سنگھ اور متصدی سنگھ کا بھانجا سردار بہادر سنگھ، بادشاہ کے نام ان سرداروں کا ایک خط لے کر آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ انہیں بنگال میں فوج کے بغاوت کرنے اور بادشاہ کی مدد کے لئے دہلی کی طرف روانہ ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ اب پتہ چلا ہے کہ انگریزوں نے بادشاہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ ان سرداروں نے بادشاہ سے پنجاب میں موجود انگریزی فوجوں پر حملہ کرنے کی اجازت مانگی ہے۔ بادشاہ نے آج ان کے خط کا جواب بھیج دیا ہے۔ مجھے یہ اطلاعات خود قاصد سے ملی ہیں۔ قاصد کو جو خط دیا گیا تھا " وہ اس سے گم ہو گیا ہے " اور وہ بغیر خط کے ہی پنجاب کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ یہ شخص بالکل بدمعاش نظر آتا ہے۔ ضروری ہے کہ اس کو راستے میں ہی ہلاک کر دیا جائے۔ اسے ذیل میں دی گئی نشانیوں سے پہچانا جا سکتا ہے:

کھلتا ہوا رنگ، کشادہ ماتھا، بڑی بھنویں، درمیانہ قد و قامت، بائیں کان میں مندری، اوپر کے لب پر تل، کالے بال اور ڈاڑھی۔

ہمارا ایک جاسوس "مرزا مغل کے گھر کے قریب" پکڑا گیا۔ ایک اور پر شبہ کیا جارہا ہے ان میں سے ایک کمر کے گرد دو پستول لٹکائے بڑی دلیری سے دربار میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ دہلی کے صوبہ دار نے اسے پہچان لیا۔ دوسرے کو ۴۷ ویں رجمنٹ کے ایک سپاہی نے پہچان لیا۔ پکڑے جانے والے جاسوس نے بتایا ہے کہ وہ مائنرز اور سیپرز سے تعلق رکھتا ہے اور انگریزوں کی فوج سے بھاگ کر اپنے ہم وطنوں کی مدد کے لئے آیا ہے۔

باغی فوج کے سپاہی معمولی معمولی بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں ـــ جو فوج علی پور بھیجی گئی تھی وہ بڑی بد دلی اور ناراضگی کے ساتھ گئی ہے۔ بقیہ فوج کے سپاہی خوراک نہ ملنے کی وجہ سے تنگ آئے ہوئے ہیں اور فرار ہونے کو سوچ رہے ہیں ـــ بالا گڑھ کے نواب نے مدد مانگی تھی اس کی مدد کے لئے کچھ فوج بھیج دی گئی ہے ـــ دوآب کے زمینداروں نے بادشاہ کو لکھا ہے کہ وہ لگان ادا کرنے کو تیار ہیں۔

(م - ک - ۱۲۹، ص ۲۸۹ - ۲۹۰)

(۵۷) ــــ رجب علی ـــ ۱۲ اگست ۱۸۵۷ء

ہرکاروں نے کل شام آکر اطلاع دی کہ شہر کے ہر دروازے پر پہرہ لگا دیا گیا ہے اور کسی شخص کو گذرنے کی اجازت نہیں جب تک کوئی اس کو جانتا نہ ہو یا محلہ کا کوئی شریف آدمی اس کی سفارش نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ میں کل شام سے کوئی اطلاع نہیں بھیج سکا اور نہ ہی آپ کا کوئی ہرکارہ مجھ تک پہنچا ہے۔

بارہ تاریخ کو جو توپیں پکڑی گئیں تھیں ان میں سے ایک توپ کے گولہ کو جب کھولا گیا تو پتہ چلا اس میں نیا بارود بھرا گیا تھا۔ یہ بارود کافی خام اور کم درجے کا ہے۔ اس سے ان اطلاعات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کے پاس اچھے بارود کا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے اور روزانہ استعمال کے لئے جو بارود بن رہا ہے وہ بالکل بے کار ہے۔ ان کے پاس گندھک کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ عنقریب ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد وہ اس قسم کا بے کار بارود بھی نہ بنا سکیں گے۔

(م - ک - ۱۲۹، ص ۳۱۶ - ۳۱۷)

(۵۸) ــــ کرنل بیچر کے مخبر کے قلم سے ـــ ۱۴ اگست ۱۸۵۷ء

حکیم احسن اللہ کو اس شرط پر رہا کیا گیا ہے کہ وہ آئندہ اپنے پیشے کے علاوہ کسی بات میں دخل اندازی نہیں کرے گا۔ مرزا مغل، (مرزا محمد) خضر سلطان اور (شاہ زادہ مرزا) عبداللہ اس کو اپنی نگرانی میں گھر لے گئے۔ بادشاہ کافی افسردہ ہیں۔ باغیوں نے شہر میں لوٹ مچا رکھی ہے

انگریزی فوج کے کچھ گولہ انداز کل دریا عبور کر کے اس طرف آگئے تھے - ان میں سے دو ہتھوڑوں اور دوسرے اوزاروں کے ساتھ پکڑے گئے اور بقیہ لڑائی میں مارے گئے - ان کا ارادہ شہر میں داخل ہو کر توپوں کو تباہ یا خراب کرنے کا تھا ------ کسی امیر کا خانساماں مخبری کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے ----- سندھیانوالہ کے سردار کا بھتیجہ (یا بھانجہ) بہادر سنگھ دہلی واپس آگیا ہے - اس نے اطلاع دی ہے کہ پرتاپ سنگھ اور متصدا سنگھ بھاگ کر ہوشیار پور اور کانگڑہ چلے گئے ہیں اور شمشیر سنگھ کو انگریزوں کی فوج نے پکڑ لیا ہے ----- مہاراجہ تخت سنگھ نے ایک خط بھیجا ہے جس میں سلام دعا کے علاوہ اور کچھ نہیں --- کوٹ قاسم سے لگان وصول کرنے کو پچاس سواروں کو وہاں بھیجا گیا تھا - (انگریزی) فوج نے ان پر پٹودی کے قریب حملہ کر کے ان میں سے بتیس (۳۲) کو ہلاک کر دیا ------ تولہ رام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ انگریزی فوج کو ہودل اور پلول سے بھرت پور کے راستے آنیوالی رسد کو روک کر اس پر قبضہ کر لے --- امر پور (میرٹھ) کے الف خان نے لکھا ہے کہ اگر اس کو مدد نہ بھیجی گئی تو وہ اپنے علاقے کا لگان وصول نہ کر سکے گا اور انگریز لگان وصول کر لیں گے ---- غازی آباد کے زمینداروں نے بھی لگان وصول کرنے کے لئے مدد مانگی ہے -- ضلع پانی پت کے زمینداروں نے لکھا ہے کہ انگریز ان کو لگان ادا کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اور انہوں نے وہاں کے چار گاؤں کو آگ لگا کر تباہ کر دیا ہے - بادشاہ سلامت اگر ان کو کچھ فوج بھیج دیں تو اپنا لگان بخوشی بادشاہ کو دیں گے -

بارود کا نیا کارخانہ مرزا حسن علی کے گھر قائم کیا گیا ہے - وہاں پر قدسیہ باغ سے گولہ باری کی جا سکتی ہے ---- شہر کے لوگ انگریزی فوج کی بہادری کی تعریف کر رہے ہیں - باغی فوج میں آپس کی نا اتفاقی ایک یقینی بات ہے - پہلے تو تنخواہ کے نہ ملنے کی وجہ سے اور دوسرے فوج نے مرزا مغل کو اپنا سپہ سالار مقرر کر لیا ہے جس کی وجہ سے فوج کے دوسرے جرنیل خصوصاً بخت خان کافی نا خوش ہیں اور تیسرے یہ کہ فوج کے سپاہی اندریں حالات محاذ پر جاکر لڑنا بھی نہیں چاہتے ------ کو کے بہادر علی خان کو لگان وصول کرنے کے لئے رہتک کی طرف بھیجا گیا ہے ------ شہر میں توپ کے گولے اور بندوقوں کی نالیاں تیار کی جا رہی ہیں - کارتوس خراب بنتے ہیں چھوٹے اسلحے کے لئے شہر کے تاجروں سے کچھ اچھا بارود حاصل کیا گیا ہے - لیکن توپوں کے لئے جو بارود تیار کیا جارہا ہے وہ کافی خراب قسم کا ہے --- احمد مرزا خان نے اچھی قسم کا پانچ سو من شورا مہیا کیا ہے -

(م-ک - ۱۵۴ ص ۳۵۱ - ۳۵۲)

(۵۹) ------ تراب علی ابن عزت بخش ---- ۱۴ ، اگست ۱۸۵۷ء

آج شام فوج کا معائنہ ہوا - ہارس آرٹلری اور دو رجمنٹوں اور فوج کے ایک بریگیڈ کو مالا گڑھ اور باغپت جانے کو کہا گیا ہے - ایک دوسرے بریگیڈ کو علی پور بھیجا جا رہا ہے اور اس مقصد کے لئے قلیوں کو جمع کیا جارہا ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ ان ارادوں پر عمل کرتے بھی ہیں

یا نہیں - بادشاہ سلامت نے حکیم (احسن اللہ خان) کی رہائی کے لیے کل رات فوج کے اعلیٰ افسروں کو ایک طویل خط بھیجا تھا مگر کسی نے کوئی توجہ نہ دی - آخر کار تنگ آکر بادشاہ سلامت نے آج فوج کے جرنیلوں کو لکھا اور دھمکی دی کہ اگر ان کا حکم نہ مانا گیا تو وہ خود کشی کر لیں گے یہ خط ملتے ہی حکیم کو رہا کر دیا گیا -

گندھک کی تلاش سارے شہر میں جاری ہے --- قاضی محمد ذکریا کی اطلاع پر دیبی داس کی دکان سے ۳۰ من گندھک کا ذخیرہ بر آمد ہوا ہے ------ جہادیوں نے ۷۴ ویں رجمنٹ کے کرنل کو اطلاع دی کہ پچھلے دو دنوں کے دوران تقریباً ۱۵۰۰ سو سپاہی جن میں اکثر لکھنؤ سے تعلق رکھتے تھے ، بھاگ گئے ہیں - چونکہ شہر کے دروازوں پر ۷۴ ویں رجمنٹ کا پہرہ ہے اس لئے ان سے کہا گیا ہے کہ بھاگنے والے سپاہیوں پر نظر رکھے ---- گذشتہ رات کی جنگ میں ۷۴ ویں رجمنٹ کی تین کمپنیاں ، ۲۸ ویں رجمنٹ کے دو سو سپاہی اور تقریباً پانچ سو پچاس دوسرے پیادہ اور سوار یا تو ہلاک ہو گئے یا ڈوب کر مر گئے - کوٹ کا نواب یہاں کے حالات سے دل برداشتہ ہے - وہ آج یا کل واپس چلا جائے گا - - ۶۱ ویں رجمنٹ کے مشکل سے ایک سو سوار صحیح سالم ہوں گے - ان میں سے کچھ تو جنگ میں ہلاک ہوئے اور کچھ بھاگ گئے -

کلو خان مستری، جنرل بخت خان کے ایک مشیر قاضی محمد ذکریا کی سرپرستی میں کارتوسوں کی ٹوپیاں بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے - اس کو ان کے بنانے پر بہت فخر ہے - ان ٹوپیوں کے کچھ نمونے ارسال خدمت ہیں - یہاں پر ابھی کوئی بارود داغنے کا مسالہ بنانے میں کامیاب نہیں ہوا -

جھجر کے نواب کا سسر ، سمندر خان ، اپنے ساتھیوں سمیت ابھی تک کلاں محلے کے ایک چھوٹے سے مکان میں ٹھہرا ہوا ہے - وہ بالکل صحیح سالم ہے اور زخمی نہیں ہوا ہے -

آج صبح باغی فوج کے افسروں کا اجتماع ہوا - ان میں سے ہر ایک نے پانی کے لوٹے میں نمک کی تین تین چٹکیاں ڈال کر قسم کھائی کہ وہ اگر اپنی قسم سے انحراف کریں تو پانی میں نمک کی طرح گھل کر مر جائیں - انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ چونکہ شکست کھانے پر انگریز ان کو زندہ نہ چھوڑیں گے اس لئے بہتر ہے کہ لڑتے ہوئے مر جائیں - ان میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ یا تو وہ انگریزوں پر فتح حاصل کرے یا ان کے خلاف لڑتا ہوا جنگ میں شہید ہو جائے -

مالا گڑھ اور باغپت جانیوالی فوج کو آج پھر روانہ ہونے کو کہا گیا ہے ------ آج لال کنواں پر ایک قاصد نے اطلاع دی کہ مہو کا بریگیڈ دہلی پہنچنے والا ہے - لیکن بمبئی سے آنیوالی فوج کی ابھی کوئی اطلاع نہیں ہے -

آج دربار کے بعد بادشاہ نے سپہ سالار سے فرمایا کہ چونکہ وہ انگریزوں کی ایک چھوٹی سی فوج کو فتح کرنے میں ناکام رہے اس لئے بہتر ہے کہ وہ ان سے رحم کی درخواست کرے اور شہر اور محل کو مزید برباد کرنے کی کوشش نہ کریں - سپہ سالار نے جواب دیا کہ اس کے بھاگنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے - اس پر بادشاہ نے اپنے ہاتھی بان کو ایک ہاتھی تیار کرنے کو کہا تاکہ وہ انگریزی کیمپ میں خود جا کر گفت و شنید کر سکے - فوج کے افسروں نے انہیں اس ارادہ سے باز

رکھنے کے لئے وعدہ کیا یا تو وہ کیمپ پر فتح حاصل کریں گے یا پھر ہمیشہ کے لئے اپنا منہ نہ دکھائیں گے۔

میرے والد چندوں کی ادائیگی سے تنگ آکر بلب گڑھ چلے گئے ہیں - ان کے پاس ۳۱ ہارس آرٹلری گن تھیں جن میں سے کچھ انگریزی فوج کے تصرف میں آگئی تھیں -

(م - ک - ۱۵۴ ص ۳۵۲ - ۳۵۳)

(۶۰) ـــــ نا معلوم ـــ ۱۵ ، اگست ۱۸۵۷ء

کل ایک سو سوار لکھنؤ سے یہاں پہنچے تھے - انہوں نے لکھنؤ کے جو حالات بتائے ان پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا - صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں ---- بادشاہ قدسیہ باغ کے مورچے کے نزدیک نالے میں پھنسی ہوئی ۲۴ پونڈ والی دو توپوں کو نکلوانے کی فکر میں ہیں اور ان کو نکالنے کے لئے سپاہیوں کو ترغیب دیتے رہتے ہیں - کل رات تک یہ دونوں توپیں وہیں پھنسی ہوئی تھیں لیکن آج غالباً یہ لوگ ان کو نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں - بادشاہ سلامت ہر روز اپنا دربار لگاتے ہیں مگر کسی سے زیادہ بات نہیں کرتے - کل قدسیہ باغ کے مورچہ پر حملہ کے دوران مرزا مغل کی فوج کی ۳۲ ویں رجمنٹ ، ۹ این آئی ، ۱۱ این آئی ، ۲۰ این آئی اور ۳۰ این آئی نے جنگ میں حصہ لیا - اب یہ رجمنٹیں دولت سے مالا مال ہیں - جنرل بخت خان کہتے ہیں کہ ان کو خوشی ہوتی اگر اس جنگ میں مرزا مغل کی تمام فوج ختم ہو جاتی کیونکہ ان کی وجہ سے اس کی اپنی فوج پست دل ہو گئی ہے - اس جھڑپ کے بعد تمام سپاہی اپنے مورچوں میں جاکر ایسے سوئے کہ جب ایک سوار نے آکر انہیں خطرہ کی خبر دینے کے لئے جگانا چاہا تو وہ ان کو بیدار نہ کر سکا -

میں کل پھر (باغیوں کے) کیمپ گیا تھا ---- دیوان کشن لعل کے شیش محل میں جو بیٹری تھی وہ ابھی تک قائم ہے اور اسمبلی رومز اور قدسیہ باغ میں کچہری کے نزدیک کے مورچے بھی اب تک موجود ہیں --- شہر میں مشہور ہے کہ انگریزی فوج کا ہراول دستہ غازی آباد تک پہنچ گیا ہے اور وہاں کے بہت سے بنیے ڈر کر دہلی بھاگ آئے ہیں --- کل گوالیار کے کچھ غازی یہاں پہنچے - کچھ اور سپاہی ۳۰ من اسلحہ لے کر یہاں آئے ہیں - انہوں نے یہ اسلحہ انگریز اور گورکھا سپاہیوں سے ، جو سب کسی جگہ تہہ خانے میں چھپے ہوئے تھے ، چھینا تھا - انہوں نے ان سب کو قتل کردیا اور ان کا اسلحہ اپنے ساتھ لے آئے - اس میں سے بارود کا ایک ڈھول انہوں نے قلعہ بھیج دیا ہے -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۸۶)

(۶۱) ـــــ گوری شنکر ـــ ۱۵ ، اگست ۱۸۵۷ء

آج ہفتہ کا دن ہے - میں نے ایک با اعتماد شخص کو مورچوں کا معائنہ کرنے بھیجا تھا -

اس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ سبزی منڈی میں کل پانچ بیٹریاں ہیں جو ہندو راؤ کے مکان پر نصب ہیں اور جو انگریزوں کی گولہ باری کا جواب دینے میں معروف رہتی ہیں --- شیش محل میں تین بھاری توپیں لگی ہوئی ہیں - دو بھاری توپیں سبزی منڈی والی سڑک پر نصب ہیں - ان کے علاوہ ہلکی توپوں والے تین اور توپ خانے بھی ہیں جو سبزی منڈی کے گرد و نواح میں لگے ہیں --- قدسیہ باغ کی دو توپیں جو مشکاف کے گھر پر نصب تھیں، اب ہٹا لی گئی ہیں - ان کے پہیے ٹوٹ گئے تھے لیکن توپیں اچھی حالت میں ہیں - دشمن نے پچھلی جھڑپ میں ہلکی توپوں کی کمی محسوس کی لہذا ہر نئی جھڑپ کے بعد باغی اپنی توپوں کو واپس شہر میں لے آتے ہیں - مجھے کسی اور توپ خانے کا علم نہیں ہو سکا - باغی اب ایک اور نئی توپ لا کر مشکاف کے گھر نصب کرنا چاہتے ہیں --- اسمبلی روم اور ریکٹ کورٹ (ٹینس کورٹ) کے آس پاس کوئی توپ خانہ نصب نہیں ہے بلکہ ہر صبح یہ لوگ بھاری توپیں یہاں لا کر کھڑی کر دیتے ہیں اور رات کو یہاں سے واپس لے جاتے ہیں - جس ڈویژن کے زیر حفاظت یہ علاقہ دیا جاتا ہے وہ اپنی توپیں یہاں لا کر نصب کر دیتا ہے -- جس دن سے ان کی توپیں "ہمارے قبضے" میں آئی ہیں ، انہوں نے اپنی بقیہ توپوں کی رات دن نگہبانی شروع کر دی ہے --- یہ لوگ کسی اسلحہ خانے سے کچھ نئی فیلڈ گن اور محاصرہ توڑنے والی توپیں لے آئے ہیں - اب ان کو گاڑیوں پر نصب کرنے میں مصروف ہیں -

چونکہ باغی فوج ہمیشہ سبزی منڈی اور تیلی واڑہ کی طرف سے آتے ہیں اور جنگ بھی عموماً اسی کے گرد و نواح میں لڑی جارہی ہے اس لئے کمترین کی رائے میں بہتر ہوگا کہ ایک بھاری توپ کالا پہاڑ پر نصب کر دی جائے ----- باغی کل ۲۵۷ بندوقیں ساتھ لائے تھے جو انہوں نے اپنے پاس رکھ لی ہیں - بادشاہ سلامت نے حکم دیا ہے کہ ۱۵۰ راؤنڈ ان سے لے کر شاہی قلعہ میں رکھ دئے جائیں -

کہا جاتا ہے کہ اندور کی فوج کل یہاں پہنچنے والی تھی لیکن راستے میں کسی راجہ نے اسے روک لیا ہے اور اسے آگے بڑھنے سے منع کر رہا ہے - اس فوج کا ایک جمعدار درخواست لے کر بادشاہ کے حضور حاضر ہوا تھا - بادشاہ سلامت نے راجہ کو حکم دیا ہے کہ وہ اس فوج کی پیش قدمی میں رکاوٹ نہ ڈالے اور فوج کو کہا گیا ہے کہ دہلی کی طرف اپنا سفر جاری رکھے ----- گوالیار کا راجہ اپنی ذاتی فوج کے حفاظتی دستے کو اپنے پاس رکھنے میں کامیاب ہو گیا ہے -

(ر - م - جلد ۲ ، ص ۱۸۷)

(۶۲) ----- نا معلوم --- ۱۹ ، اگست ۱۸۵۷ء

میں میگزین کا معائنہ کرنے گیا تھا اور وہاں پتہ چلا کہ کارتوسوں کی ۱۷۵۰۰۰ ٹوپیوں کا ذخیرہ موجود ہے - ان کے لئے بارود موجود نہ تھا - اب کافی گفت و شنید کے بعد قلعے میں متعین دہلی رجمنٹ سے ۱۵۰ من انگریزی بارود حاصل کیا گیا ہے - اس کے علاوہ ۲۲۰ من دوسرا بارود بنانے کے لئے بھی تیاریاں کی جا رہی ہیں - اسلحہ خانے میں انگریزی بارود کے ۲۷ ڈھول موجود تھے

یہ بھی اب کارتوس بنانے کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں -

آٹھویں اریگولر رجمنٹ کے رسالدار محمد شفیع کی اطلاع کے مطابق پچھلے چار دنوں میں باغی فوج کے تین ہزار سپاہی فرار ہو چکے ہیں - سپاہی تنخواہ نہ ملنے پر شور مچاتے رہتے ہیں - بادشاہ کے پاس ان کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے کوئی خزانہ باقی نہیں ہے - نہ ان کو تنخواہ ملے گی اور نہ یہ لوگ لڑنے کو تیار ہوں گے -

پچھلے تین دنوں سے یہاں افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ بارود کے کارخانے میں جو دھماکہ ہوا تھا اس میں کارخانے کے قریب رہنے والے شاہی محل کے ہاتھیوں کے داروغہ میر نواب عزیز میر حیدر علی کا ہاتھ تھا - اس پر انگریزوں سے ساز باز کرنے اور ان کو خفیہ خبریں پہنچانے کا الزام لگایا جا رہا ہے - مجھے یقین ہے اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو حکیم احسن اللہ کا ہوا ہے - اس کے گھر کو لوٹ کر اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا -

محاذ پر زخمی ہونے والے باغی کم ہی شہر واپس آتے ہیں - اکثر شہر کے باہر پڑے رہتے ہیں تاکہ شہر کے لوگوں کو ان کی بزدلی کا علم نہ ہونے پائے - یہ لوگ اس امید پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ پنجاب کی رجمنٹیں بغاوت کر کے ان کی مدد کو آنیوالی ہیں - باغی فوج کے افسر کہتے رہتے ہیں کہ بمبئی سے انفنٹری کی ۲۲ بٹالین ، کیولری کی دس رجمنٹ اور ہارس آرٹلری کی دس توپیں دہلی پہنچنے والی ہیں - یہ فوج جے پور میں لوٹ مار کر کے الور پہنچ گئی ہے اور ایک ہفتے کے اندر دہلی پہنچ جائے گی ---- جنگ کی مشاورتی کونسل نے میرٹھ کے گوجروں کی مدد کے لئے بریلی بریگیڈ کو وہاں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے - اس فوج میں آرٹلری اور کیولری کی کچھ رجمنٹیں شامل ہیں اور یہ فوج کل میرٹھ کے لئے روانہ ہو جائے گی - اس فوج کی صحیح تعداد کا ابھی تعین نہیں کیا گیا - میرٹھ کے گوجروں نے اس فوج کے تمام اخراجات کا ذمہ لیا ہے -

۱۴ ، اگست کو فیصلہ کیا گیا تھا کہ نیمچ بریگیڈ منصوری سے ہوتا ہوا باغپت جانے والی فوج سے آملے اور یہ دونوں فوجیں مل کر علی پور پر حملہ کریں ---- انگریزی فوج کے لو سکھ بھاگ کر باغیوں سے آملے ہیں ۱۴ تاریخ کو لکھنؤ سے ایک سو سوار بھاگ کر یہاں آئے تھے - ان میں سے بارہ زخمی ہیں ---- سکھوں نے بادشاہ سے درخواست کی تھی کہ پٹھانوں اور سکھوں کو مختلف رجمنٹوں سے نکال کر ان کی ایک علیحدہ رجمنٹ بنا دی جائے - ان کی اس درخواست پر عمل کرتے ہوئے کل ان کی ایک علیحدہ رجمنٹ بنا دی گئی - کل رات یہ رجمنٹ محاذ پر لڑتی رہی - اس رجمنٹ کے سپاہی رات کے وقت مختلف جگہوں پر چھپ جاتے ہیں اور موقع ملتے ہی کیمپ پر حملے کرتے ہیں --- دہلی اور میرٹھ کی رجمنٹوں کی بھی ایک علیحدہ کمانڈ بنا دی گئی ہے ------ کل ایک سو سوار جن کے رشتہ دار بمبئی سے آنیوالی فوج میں شامل ہیں، ریواڑی کی طرف روانہ ہوئے تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ آیا بمبئی کی فوج دہلی کی طرف روانہ ہو چکی ہے کہ نہیں --- کل بارہ مالکی جو ہانسی جانے والی فوج کے ساتھ گئے تھے واپس آگئے - انہوں نے بتایا کہ ان کے ساتھ جانیوالی فوج کے بے شمار سوار جونہی اپنے گاؤں کے پاس پہنچتے ہیں ، فوج سے فرار ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں -

اس طرح سمپلہ پہنچتے پہنچتے اس فوج کے چار سو سوار بھاگ چکے تھے۔

آپ کو چاہیئے کہ کرنل سانڈرز Col . Sanders کو مسوری اور باغپت کے ذریعے باغیوں کے علی پور پر حملہ کرنے کے منصوبہ کی اطلاع دیں تاکہ وہ اس کا انتظام کرسکیں۔

آج سو سواروں نے دریا عبور کر کے بھاگنے کی کوشش کی تھی ۔ سیپرز اور میںرز کو ان کے ہتھیار دے دینے کے لئے کہا گیا تھا ۔ انہوں نے انکار کردیا جس کی وجہ سے فوج کے دوسرے سپاہیوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔

پچھلے دنوں میں تقریباً دو سو سکھ دہلی میں آئے ۔ یہ لوگ سبزی منڈی میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا جا رہا ہے ---- نیمچہ اور بریلی بریگیڈ کل نجف گڑھ اور باغپت روانہ ہونے والے ہیں ۔ ان کے جانے کے بعد دہلی کے دفاع کے لئے صرف میرٹھ اور دہلی رجمنٹ اور کچھ سپاہی اور سوار یہاں رہ جائیں گے ۔ آپ کو چاہیے کہ کسی عقلمند اور ہوشیار آدمی کو یہاں بھیج کر فوج کی صحیح تعداد معلوم کریں اور شہر پر حملہ کا فیصلہ کریں --- باغپت جانے والی فوج میں انفنٹری کی چھ بٹالین ، کیولری کی دو رجمنٹ اور بارہ ہلکی توپیں اور نجف گڑھ جانیوالی فوج میں انفنٹری کے چھ بٹالین ، کیولری کی دو رجمنٹ اور اٹھارہ ہلکی توپیں شامل ہونگی۔

(م - ک - ۱۹۱ ص ۲۱۷ - ۲۱۹)

(۶۳) ----- گوری شنکر ---- ۱۹، اگست ۱۸۵۷ء

جنگ کا پہلا منصوبہ کہ ہر ڈویژن علیحدہ علیحدہ لڑے منسوخ کر دیا گیا ہے ۔ کل شام بریلی ، نیمچہ اور نصیر آباد کی فوجیں اپنے اپنے مورچوں پر واپس آگئیں ۔اتوار کے روز ان ڈویژنوں میں سے کوئی مورچوں پر نہیں گیا ۔ عصر کے وقت جس دستہ نے حملہ کیا تھا اس کا تعلق مرزا مغل کی فوج سے تھا ۔

کل تقریباً دو سو سپاہیوں نے فقیروں کا بھیس بدل کر بھاگنے کی کوشش کی تھی مگر یہ لوگ پل پر پکڑے گئے اور انہیں واپس لایا گیا ۔ بادشاہ سلامت نے بذات خود ان کے بیان لئے ۔ انہوں نے کہا ایک تو ان کے پاس کوئی رقم نہیں دوسرے ان کے گھر تباہ ہو رہے تھے اس لئے انہوں نے اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا تھا ۔ ان سے ان کے ہتھیار لے لئے گئے اور انہیں گھروں کو جانے کی اجازت دیدی گئی ۔ بادشاہ نے بھرے دربار میں کہا کہ نہ تو اس نے فوج کو جمع کیا اور نہ ہی اس کے تتر بتر ہونے کو روکے گا ۔ اس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ۔ ان سے جو ہتھیار لئے گئے وہ انگریزوں کو واپس آنے پر دے دئے جائیں گے ۔ اگر سپاہی چاہیں تو اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں ۔

جنرل سدھارا سنگھ کو دکن اور گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا گیا ہے ۔ اس کو مختلف راجاؤں اور نوابوں کے نام تو پروانے دئے گئے ہیں تاکہ اسے راستے میں مدد مل سکے ۔ اسی طرح جنرل بخت

خان کو بندیل کھنڈ کا علاقہ دیا گیا ہے - یہ دونوں جنرل دلی سے نکلنے کے لیے بے چین ہیں اور یہاں پر رہنا اپنی بد قسمتی سمجھتے ہیں - کماؤں کے داؤد خان کا پوتا اپنے تمام ساتھیوں سمیت دلی سے چلا گیا ہے - آج تقریباً ایک سو سوار اور بھاگ گئے ہیں - حقیقت تو یہ ہے کہ باغیوں کی تمام فوج یہاں سے کوچ کر رہی ہے اور چند دلوں میں دلی سنسان ہو جائے گی -

شاہ زادوں نے شہر کے تمام باشندوں پر معمولی رقم کا ٹیکس لگایا تھا بادشاہ نے اس فہرست کو دیکھ کر پھاڑ ڈالا اور اس میں سے گیارہ افراد کے نام چنے جو شہر کے رئیس گنے جاتے ہیں اور حکم دیا کہ ان سے گیارہ لاکھ روپے کی رقم لی جائے - امین الدین خان ، جس کا نام اس فہرست میں شامل تھا بادشاہ سلامت کے حضور حاضر ہوا اور اپنے ذمے کی رقم معاف کرانے میں کامیاب ہو گیا -

آج ہفتے کے روز میں نیمچہ کیمپ میں گیا جہاں میں نے فوجیوں کو بہت افسردہ پایا - ان کی نہ کوئی تنظیم ہے اور نہ ہی کوئی کسی کا حکم مانتا ہے - سپاہیوں کے پاس روپے پیسے کی کمی ہے اور وہ اعلانیہ کہتے ہیں کہ اگر ان کو تنخواہ نہ ملی تو وہ فوج کو چھوڑ جائیں گے - آج تقریباً سو سپاہی اور بھاگ گئے - ہر روز اسی طرح ان کی کچھ نہ کچھ جماعتیں بھاگ جاتی ہیں - مرزا مغل ان کو روپے پیسے کا لالچ دے کر متحد رکھتے ہیں ورنہ بے شمار دوسرے فوجی ابھی تک جا چکے ہوتے - سدھارا سنگھ نے فوج کی تنخواہوں کے لیے مرزا مغل سے ۱۵۰،۰۰۰ روپے مانگے ہیں -

یہاں یہ خبر ہے کہ انگریزوں نے جھانسی جانے والی فوج کا تعاقب کرنے کے لیے ایک دستہ بھیجا ہے ------- اریگولر فوج کی ۱۴ ویں رجمنٹ اور انفنٹری کی ایک رجمنٹ ان کی مدد کے لیے روانہ ہونے والی تھی لیکن بارش کی وجہ سے انہیں دیر ہو گئی -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۸۸)

(۶۴) - نواب جھجر (گریٹ ہیڈ کے نام) ---- ۱۹ ، اگست ۱۸۵۷ء

آداب -

سات دن ہوئے باغی فوج کی ایک رجمنٹ کا رسالدار شمشیر خان ، پچاس سواروں کا ایک دستہ لے کر پٹودی آیا اور وہاں کے نواب کے سب سے بڑے بیٹے کو جو اپنے والد سے ملنے پٹودی آیا ہوا تھا ، پکڑ لیا اور اس کے عوض تین لاکھ روپے طلب کیے - کافی گفت و شنید کے بعد وہ چھ ہزار روپے لینے پر تیار ہو گیا - دو ہزار روپے نقد اور چار ہزار روپے نواب کے خاندان کی عورتوں کے زیورات کی صورت میں ادا کر کے نواب نے اپنے بیٹے کو چھڑا لیا - بعد ازاں رسالدار نے ایک بندوق اور سونے کے تیس مہرے اور مانگے - یہ بھی اسے دے دیے گئے - اس کے باوجود رسالدار نے شہر میں لوٹ مار شروع کر دی جس کی وجہ سے تین افراد ہلاک اور وہاں کا تھانیدار زخمی ہو گیا - اس سے بھی اس کی تسلی نہ ہوئی اور اس نے شہر کو آگ لگانی شروع کی - یہ دیکھ کر کہ اس کے ظلم اور درندگی کی کوئی انتہا ہی نہیں شہر کے لوگ مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے - لڑائی میں جو

مار دھاڑ ہوئی اس میں بارہ سوار اور تقریباً اتنے ہی شہری ہلاک ہوئے - پٹودی کا نواب اپنے خاندان کی عورتوں اور بچوں سمیت پٹودی سے بھاگ کر جھجر آگیا - نجف گڑھ میں باغیوں کی فوج کے انتقام سے ڈر کر، جو ہانسی روانہ ہونے والی تھی، وہ جھجر سے کرنال چلا گیا اور اب وہیں ہے -

پٹودی کے نواب نے بادشاہ کو دو درخواستیں بھیجیں تھیں - ایک جب اس کا لڑکا اغوا کیا گیا تھا دوسری جب انہوں نے تباہی مچانی شروع کی تھی - ان دونوں درخواستوں میں اس نے بادشاہ اور دونوں جرنیلوں کو تمام حالات سے آگاہ کیا تھا - بادشاہ نے اس رسالدار کے متعلق لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ نواب کو چاہیئے کہ وہ اسے کچھ نہ دے اور شہر سے نکال دے - جرنیلوں نے اس شکایت کی تفتیش کے لیئے ایک کمیٹی مقرر کی جسکی رپورٹ کا ابھی انتظار ہے --- جہاں تک جھجر کا تعلق ہے خود بادشاہ نے پچھلے ماہ پانچ لاکھ روپے ادھار لینے کے لیے چار یا پانچ مرتبہ میرے پاس قاصد بھیجے اور ہر قاصد کے ساتھ نو یا دس سوار ہوتے تھے - میں جتنا عرصہ ان کو نظر بند رکھ سکتا تھا رکھا - آخر تقریباً چھ دن ہوئے لکھنؤ کی رجمنٹ کے دو دستے ایک اور خط لے کر آئے جس میں مجھے اپنی تمام فوج لے کر نذرانے کے ساتھ دربار میں حاضر ہونے کے لیئے کہا گیا تھا - ان فوجیوں نے مجھے خوف زدہ کیا اور میرے فوجیوں کو بغاوت کی ترغیب دی - آخر تنگ آکر میں نے اپنی فوج کے افسروں کو بلایا اور ان کی رائے پوچھی - ان میں سے کچھ نے کہا انہیں بادشاہ کی مدد کے لیئے دہلی جانا چاہیئے دوسروں نے رائے دی کہ ان کی ذمہ داری جھجر کی حفاظت کرنا ہے - میں نے ان سے کہا کہ اتنی چھوٹی سی فوج سے باغی فوج کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان سے جھجر نہ جانے کی التجا کی - بالآخر میں ان کی (مراد جھجر کے فوجیوں سے ہے) جھجر سے روانگی ملتوی کرنے میں کامیاب ہو گیا - اب کیولری کے دو نئے دستے یہاں آپہنچے ہیں - میں ان کے ساتھ بھی احتجاج اور وعدے کر کے ٹال مٹول کر تا رہا اور ان کو جھجر چھوڑ کر ہانسی جانے والی فوج میں شامل ہونے پر آمادہ کر لیا - البتہ میری فوج کے کچھ سپاہی ان کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئے - آخر مجبور ہو کر مجھے ان کو ساٹھ ہزار روپے دینے پڑے اور وعدہ کیا کہ چالیس ہزار روپے میں ان کو پندرہ دن کے اندر بھیج دوں گا - میں نے اپنی فوج کو ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا کیونکہ مجھے اپنے محلوں کی حفاظت کے لیئے اس کی ضرورت تھی - میرے لیئے یہ رقم دئے بغیر کوئی چارہ نہ تھا -

میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو اور دوسرے کمانڈروں کو ان تمام حالات سے آگاہ کروں - مجھے اپنی مہر لگانے کی مہلت نہیں اس لئے اس خط پر صرف اپنے دستخط کر دئے ہیں -

(ر - م - جلد ۳، ص ۱۸۹)

(۶۵) ----- سید و ہر کارہ --- ۱۷، اگست ۱۸۵۷ء

پرسوں باغی فوج کے ۲۰۰ سپاہی بیراگیوں کے روپ میں یہاں سے بھاگ گئے - کل دس سوار جو حال ہی میں یہاں آئے تھے بھاگ گئے لیکن سپاہیوں نے انہیں جلد ہی گرفتار کر لیا - پچھلے

تین دن سے علی پور جانے والی فوج کو مسلح کیا جارہا ہے لیکن ابھی تک یہ فوج یہاں سے روانہ نہیں ہوئی - باغی اپنے منصوبوں کو ہر گھنٹے بعد تبدیل کرتے رہتے ہیں -

سہا مل جاٹ جو میرٹھ والنٹیر فورس کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا تھا اس کا لڑکا اب مدد حاصل کرنے کے لئے دہلی آیا ہے - باغی انفنٹری کے دو بٹالین اور آٹھ توپیں باغپت بھیجنے کا ارادہ کر رہے ہیں - یہ فوج ابھی باغپت روانہ نہیں ہوئی -

(م - ک - ۱۹۱ ص ۲۱۹)

(۶۶) ــــــ رجب علی ــــ ۱۷ ، اگست ۱۸۵۷ء

کیپٹن ہوڈسن نے کھور کھودہ سے اطلاع دی ہے کہ اس نے پہلی اریگولر کیولری کے رسالدار بشارت علی اور اس کے ۱۷ ساتھیوں کو جنگ میں ہلاک کر دیا ہے - اس جنگ میں کیپٹن ہوڈسن کے تین سپاہی معمولی طور پر زخمی ہوئے ہیں - کیپٹن ہوڈسن ابھی تک اسی علاقے میں ہے ---- باغی فوج کے سپاہیوں کے بھاگنے کی متواتر خبریں مل رہی ہیں -- زخمی ہونے والے سپاہیوں کے نام یہ ہیں :-
حکم سنگھ رسالدار ، احمد بیگ جمعدار ، اور سلطان سنگھ سوار -

(م - ک - ۱۹۱ ، ص ۲۱۹)

(۶۷) ــــــ تراب علی ــــ ۱۷ ، اگست ۱۸۵۷ء

بارش کی وجہ سے فوجوں کی روانگی ملتوی کر دی گئی - نیمچہ فوج کے جنرل نے درخواست دی ہے کہ اسے بریلی بریگیڈ کے اس دستے پر جو باغپت روانہ ہوا ہے شبہہ ہے کہ یہ دستہ کسی طرح بھی اس کی فوج سے آملے گا - اس کا خیال ہے کہ یہ دستہ بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے -

بارود بے حد خراب ہے اور فوج سٹور سے بڑھیا قسم کے بارود کا مطالبہ کر رہی ہے - دہلی کا بارود خانہ دہلی رجمنٹ کی تحویل میں ہے ------ کل ۲۵۰ سوار اور ۳۴۰ سپاہی فرار ہو گئے - یہ سب اپنے ہتھیار چھوڑ گئے ہیں -- نصیر آباد کے توپچیوں نے بغیر تنخواہ کام کرنے سے انکار کردیا ہے -

(ر - م - جلد ۳ ، ص ۱۸۸)

(۶۸) ــــــ رستم علی ــــ ۱۷ ، اگست ۱۸۵۷ء

بشارت علی چھٹی پر کھور کھودا گیا ہوا تھا - چونکہ وہ بغاوت میں ملوث تھا اس لیے دوسرے باغیوں کے ساتھ مارا گیا -

(م - ک - ۱۹۱ ص ۲۱۹)

(۶۹) ـــــ تراب علی ـــ ۱۷، اگست ۱۸۵۷ء

مرزا الٰہی بخش نے جو بہادر شاہ ظفر کے ولی عہد مرزا فخر الدین کے سسر اور دربار کے عقلمند ترین امراء میں سے ہیں اور جس کا بادشاہ سلامت اور ملکہ پر بڑا اثر رسوخ ہے بگریٹ ہیڈ کو خط لکھا ہے جس میں گریٹ ہیڈ کو یقین دلایا ہے کہ وہ انگریزی حکومت کی بحالی کے لئے ہر قسم کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں -

(ر - م - جلد ۳، ص ۱۸۸)

مرزا الٰہی بخش کے ایک اور خط کا خلاصہ جو انہوں نے گریٹ ہیڈ Gratehead کو ۲۷، اگست کو لکھا تھا { پ سل-م-پ (۳۶) میں درج ہے - اس میں انہوں نے جہاد کے فتویٰ کو غلط قرار دیا اور انگریزوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلانے کی کوشش کی -

(۷۰) ـــــ صلاح الدین تحصیلدار بسنت گاؤں ـــ ۱۷، اگست ۱۸۵۷ء

انفنٹری کی تین رجمنٹ، کیولری کی ایک رجمنٹ اور ریگولر فوج کی ایک رجمنٹ، ہارس آرٹلری کے ساتھ دس اگست کو جھجر پہنچیں - انہوں نے وہاں کے نواب سے تین لاکھ روپے وصول کرنے کے بعد پٹودی کے نواب کو بھی لوٹ لیا - یہ فوج اب دوجانہ اور رہتک روانہ ہونے والی ہے - شاید کل تک وہاں پہنچ جائے گی اس طرح کچھ فوج دوسرے راستے سے حصار کے لئے روانہ ہوئی ہے نجف گڑھ میں کچھ فوج موجود ہے اس کا ارادہ علی پور جانے کا ہے -

(م - ک ۱۵۳ ص ۳۵۳ - ۳۵۴)

(۷۱) ـــــ گوری شنکر ـــ ۱۸، اگست ۱۸۵۷ء

میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں دشمن کے مورچوں کے متعلق معلومات حاصل کیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے -

کشن گنج میں، دیوان کشن لعل کے محل میں - یہاں پر دو بھاری توپیں ریت کی بوریوں سے چنے ہوئے مورچوں کے پیچھے نصب ہیں -

دوسرا مورچہ سبزی منڈی سڑک پر ہے - اس میں صرف ایک بھاری توپ نصب ہے اور اردگرد ہلکی توپوں والے دوسرے چھوٹے مورچے ہیں - گھوڑوں سے کھینچی جانیوالی توپوں کو صرف ضرورت کے وقت مورچوں پر لایا جاتا ہے -

رات کے وقت ان مورچوں پر زبردست پہرہ ہوتا ہے - فوج کا ہر ڈویژن باری باری یہاں پہرہ دیتا ہے - پچھلے دو دن سے جنرل بخت خان اور جنرل سدھارا سنگھ کے ڈویژنوں نے اس پہرے میں حصہ نہیں لیا تھا لیکن یہ آج پہرہ دے رہے ہیں --- ساگر، بہیری، برار اور گمنہ رجمنٹ تمام

گوالیار میں جمع ہیں - انہوں نے اپنا ایک وفد دہلی بھیجا تھا لیکن یہ وفد دہلی کے حالات دیکھ کر کافی نا امید ہوا ہے - اب آٹھویں اریگولر رجمنٹ کے رسالدار عظیم خان کو جو ان علاقوں سے بخوبی واقف ہے اس وفد کے ساتھ واپس گوالیار بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہاں کی فوجوں کی حوصلہ افزائی کر سکے ---- نیمچہ فوج کے میجر غوث محمد نے خان جہاں خان نامی سردار کے پاس رقم حاصل کرنے کے لئے اپنا قاصد بھیجا ہے --- بادشاہ فوج کے جرنیلوں کو علی پور پر چڑھائی کرنے کے لئے کہتا رہتا ہے ---- بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ ہر سوار کو اس کی تنخواہ کی پہلی قسط کے طور پر تین روپے چھ آنے اور پیادہ کو دو روپے ادا کردئے جائیں - فوج کے افسروں نے بارش نہ ہونے پر کل کوچ کا اردہ کیا ہے - اس مقصد کے لئے دو سو سواروں کا ایک ہراول دستہ شہر سے باہر گیا ہے - یہاں پر افواہ ہے کہ انگریزی فوج کی مدد کے لئے کلکتہ سے ایک فوج غازی پور اور جمنا کے کنارے تک آ پہنچی ہے - یہ کافی بڑی فوج بتائی جاتی ہے اور اس کی تفصیلات کا باغی فوج کو بخوبی علم ہے --- یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یورپی فوج کی دو رجمنٹیں گوالیار سے دہلی آنے والی فوج کو روکنے کے لئے دریائے چمبل کے اس طرف موجود ہیں --- خبر ملی ہے کہ میرٹھ اور دو آبہ کے زمیندار انگریزی فوج پر حملے کرتے رہتے ہیں اور اس علاقے کے گوجر لوٹ مار میں مصروف ہیں -- باغی فوج کی رجمنٹوں سے سکھوں اور افغانوں کو ابھی پوری طرح علیحدہ نہیں کیا گیا -- ٹونک سے آئے ہوئے غازی علی پور جانے والی فوج کے ساتھ جانا چاہتے ہیں -- اس فوج کے روانہ ہونے پر اس کی تعداد اور توپوں وغیرہ کی تفصیلات فراہم کی جائیں گی -

(م - ک - ۱۵۷ ص ۳۸۲ - ۳۸۳)

(۴۷) ------ کرنل بیچر کے مخبر کی طرف سے ---- ۱۸، اگست ۱۸۵۷ء

انگریزی کیمپ کے بعض سکھ سپاہیوں نے آج دہلی میں موجود باغی سکھ سپاہیوں کو ایک خط بھیجا ہے جس میں انہیں یقین دہانی کرائی ہے کہ ان کی دلی ہمدردی بادشاہ کے ساتھ ہے - اگر باغی فوج کے سکھ دوسری فوج سے علیحدہ ہو کر محاذ پر آئے تو جنگ شروع ہوتے ہی انگریزی کیمپ کے سکھ ان سے آملیں گے -- انگریزی کیمپ کے ۱۲۵ سکھ سوار اور تیس یا چالیس افغان سپاہی آج باغیوں سے آملے ہیں -

جھانسی سے آئی ۱۴ ویں اریگولر رجمنٹ کے رسالدار نے مجھے بتایا کہ مینپوری Mynporee کے کلکٹر نے اس علاقہ کے تحصیلدار کے پاس ڈھائی لاکھ روپے جمع کرائے ہیں - تحصیلدار یہ رقم بادشاہ کو بھیجنا چاہتا ہے اور اس کے لئے اسے بادشاہ کے بھیجے ہوئے قاصد کا انتظار ہے - انگریزی فوج کو چاہئے کہ اس کا کچھ بند و بست کرے ----- جھجر کے نواب نے بادشاہ کو خط بھیجا ہے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ نہیں دے سکتا وہ بھی اس وعدے پر کہ آئندہ اسے مزید رقم کے لئے تنگ نہ کیا جائے - وہ تیس ہزار روپے نقد ادا کرنے کو تیار ہے اور بقیہ ستر ہزار روپے جب اس کی جائیداد اسے واپس کی جائیگی تو ادا کرے گا -

بلب گڑھ کے راجہ کے دربار میں بادشاہ کا جاسوس موجود ہے جو بادشاہ کو وہاں کی خبریں بھیجتا ہے - حال ہی میں اس نے آگرہ کے لیفٹیننٹ گورنر کو ایک خط کی تفصیلات بھیجی ہیں جو انہوں نے بلب گڑھ کے راجہ کو لکھا تھا اور جس میں راجہ کو انگریزی فوج کے لئے سامان رسد مہیا کرنے کو کہا گیا تھا - اس مخبر کا نام بال مکند ہے اور وہ سرائے کے نزدیک رہتا ہے - آپ کو چاہیئے اسے بلب گڑھ سے نکلوا دیں -

۱۷ تاریخ کو یہاں مری سے بھیجا ہوا مسز کانٹ کا خط ، دو رومالوں سمیت پکڑا گیا - اس میں اس نے اپنے خاوند کو لکھا تھا کہ اسے چاہیئے کہ وہ اپنے جسم کو مہندی سے رنگ کر ایک ہندوستانی کے روپ میں دہلی سے فرار ہو جائے - قاصد اب جیل میں ہے اور مسز گرانٹ کی شہر میں تلاش جاری ہے -

باغیوں میں نا اتفاقی بڑھتی جا رہی ہے - ان میں سے کافی لوگ بھاگ رہے ہیں - اب تک سو سے زیادہ سپاہی بھاگ چکے ہیں - پچاس اور سپاہی فرخ آباد کے وکیل کی مدد سے بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن کلکتہ دروازے کے قریب پکڑے گئے ---- مولوی فضل حق ، الور کے راجہ کی ملازمت چھوڑ کر دہلی آگیا ہے ------ مفتی زکریا شہر کے لوگوں کو چندے کے لئے تنگ کرتا رہتا ہے ---- شہر کے تاجروں نے پندرہ ہزار روپے دیئے ہیں --- شاہدرہ کے باشندوں کو بھی چندہ ادا کرنے کو کہا گیا ہے لیکن ان میں سے کسی نے ابھی کوئی رقم ادا نہیں کی --- باغیوں کی ساری فوج بھاگنے کو تیار ہے ، صرف تنخواہ ملنے کا انتظار کر رہی ہے -

(م - ک - ۱۵۷ ص ۳۸۲ - ۳۸۳)

(۷۳) - گوری شنکر بنام رجب علی --- ۱۸ ، اگست ۱۸۵۷ء

حالات تیزی سے بدل رہے ہیں - بادشاہ کی مشاورتی کونسل کے منصوبوں پر کوئی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا - شاہی محل میں افراتفری مچی ہوئی ہے - شاہ زادوں میں دن بدن نا اتفاقی بڑھ رہی ہے - زینت محل انگریزوں کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہیں لیکن کچھ نہیں کر سکتی - حکیم احسن اللہ خان کو علیحدہ کر دیا گیا ہے - بادشاہ کی مہر کو جو چاہتا ہے استعمال کرتا ہے - محل میں ہزاروں منصوبے بنتے ہیں اور ان کی شہر میں تشہیر ہوتی ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی پروان نہیں چڑھتا - بادشاہ ، شاہ زادے اور فوج کے افسر ، سب کے سب مذاق بن کر رہ گئے ہیں - جھوٹ کا بازار گرم ہے - اس قسم کے حالات کبھی دیکھے نہ سنے --- میں نے یہ خبریں بڑی محنت اور احتیاط سے حاصل کی ہیں -

(م - ک - ۱۵۷ ، ص ۳۸۴ - ۳۸۵)

نوٹ - رجب علی نے دہلی میں جو جاسوس چھوڑے ہوئے تھے وہ سب رجب علی کو خبریں پہنچاتے تھے اور رجب علی کی ذمہ داری ایسی خبروں کو انگریزوں تک پہنچانے کی تھی - بسا اوقات رجب علی کے خطوط براہ راست انبالہ بھی جاتے تھے -

(۴۷) ــــــــ کیپٹن ہوڈسن کا منشی (کھور کھودا محاذ سے) ۱۹، اگست ۱۸۵۷ء

ہم ۱۵ تاریخ کو کھور کھودا کی طرف روانہ ہوئے - راستے میں ہمیں بے شمار ایسے لوگ ملے جو بغاوت سے متاثر تھے - ہم نے شہر پر اچانک حملہ کرکے تین گھروں کے نو افراد کو قتل کیا اور ۱۴ کو قید کر لیا - ان میں سے دو تین افراد کو جنہیں بے قصور سمجھا گیا، رہا کردیا گیا --- بشارت علی اپنے گیارہ آدمیوں سمیت اس لڑائی میں ہلاک ہو گیا -

۱۶ تاریخ کو ہم نے ۱۴ کوس کے فاصلے پر بوہر Boohur پہنچے - وہاں کا چودھری اور تھانیدار ہمارے خیر خواہ تھے - اسی دن ہم تقریباً ۱۲ بجے رہتاس کی طرف روانہ ہوئے - شہر سے آدھے کوس کے فاصلے پر جیل کے نزدیک کیپٹن ہوڈسن نے فوج کو رکنے کا حکم دیا اور خود پانچ سواروں کو لے کر شہر کے گرد چکر لگانے کے لئے چلے گئے - ہمیں پہلے سے اطلاع تھی کہ شہر کے لوگ بغاوت سے متاثر ہیں اس لئے وہ شہر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر ہی سے شہر کا جائزہ لیتے رہے - اسی دوران شہر کے کچھ قصائیوں نے شہر سے باہر آکر فائرنگ شروع کر دی - کیپٹن ہوڈسن نے واپس آکر اپنی فوج کو حملے کا حکم دیا - دشمن کے تیرہ آدمی مارے گئے اور بقیہ زخمی ہو کر شہر کے اندر بھاگ گئے - کیپٹن ہوڈسن نے ۸۰ سکھ سواروں کے ساتھ شہر کا چکر لگایا - بعد میں واپس اپنے خیمے میں آگئے - اس عرصے میں دل سکھ نامی ایک جاٹ جو شہر کا نمبردار ہے اور شہر کے ایک بڑے حصے کا مالک بھی، اپنے لوگوں کے ساتھ شہر سے باہر آیا اور کیپٹن ہوڈسن کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور شام کو فوج کے کھانے کا انتظام کیا -

۱۷ تاریخ کو رنگا Runga شہر اور اس کے گرد و نواح کے شہروں کے تقریباً ۱۵۰۰ لوگ جمع ہو گئے اور ہم پر فائرنگ شروع کر دی - اس موقع پر سردار گرو جیت سنگھ جسے جیند کے راجہ نے ۲۵ سواروں سمیت ہماری مدد کے لئے بھیجا تھا یہاں پہنچ گئے - سردار سمندر سنگھ اور اس کی فوج اور سردار کھڑک سنگھ اور اس کے سکھ رسالے نے بھی گولہ باری شروع کر دی - باغیوں کا گروہ آدھے گھنٹے تک لڑتا رہا - آخر ان کو کافی نقصان اٹھانا پڑا - ان کے پچاس یا ساٹھ افراد ہلاک ہو گئے اور رسالدار مرزا عطا محمد خان نے باغیوں کے پرچم کو چھین لیا۔اور اس نے اور اس کے رسالے نے باغیوں کی انفنٹری کا، جو بندوقوں سے لڑ رہی تھی، اپنی تلواروں سے مقابلہ کر کے بڑی بہادری کا ثبوت دیا - باقی وہاں سے بھاگ کر شہر میں داخل ہو گئے - ان کے جانے کے بعد کیپٹن ہوڈسن دسیہ کی طرف روانہ ہوئے۔جہاں وہ ۱۸ تاریخ کو پہنچے -

آج ۱۹ تاریخ کو جیند سے سردار پنجاب سنگھ ۷۵۰ سواروں سمیت کیپٹن ہوڈسن کی مدد کے لئے آپہنچے - آج کرسولی سے بھی ایک دستہ آنے کی امید ہے - آج صبح نو بجے کارتوسوں سے لدا ہوا ایک ٹٹو چار سواروں کے ایک حفاظتی دستے کے ساتھ یہاں پہنچا - یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ کل کی جنگ میں ہمارے تمام کارتوس ختم ہو گئے تھے - آج دوبارہ جنگ ہوتی تو ہم لوگ مشکل میں پڑ جاتے کیونکہ ہماری فوج کے پاس صرف تلواریں باقی رہ گئی تھیں -

(ر - م - جلد ۳ ، ص ۱۹۰)

(۷۵) ـــــــــ رجب علی ـــــ ۱۹ ، اگست ۱۸۵۷ء

گولہ باری اور فائرنگ کی آواز دن رات جاری ہے - بعض اوقات یہ گولہ باری کم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات بجاری ـــ آج صبح نو بجے دوسری اریگولر رجمنٹ کے میجر لیسن Leeson کی بیگم اور اس کے بیٹے کی بیوی دہلی کے ڈپٹی کلکٹر، مسٹر کولنز Collins کی لڑکی کے ساتھ شہر سے انگریزی کیمپ پہنچ گئیں -

(م ک ۱۷۵ ص ۳۱۵)

(۷۶) ـــــــــ رجب علی ـــــ ۱۷ ـ ۲۰ ، اگست ۱۸۵۷ء

باغی فوج آج رات حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے لیکن کیمپ میں ان کے مقابلے کے لئے جو انتظامات کئے گئے ہیں ان سے خوف زدہ ہے -

چھ دن پہلے جس ہرکارے کو بھیجا گیا تھا اس کا کچھ پتہ نہیں ہے - معلوم نہیں اس کا کیا حشر ہوا -

(م - ک ۱۵۹ ص ۴۰۶)

(۷۷) ـــــــــ تراب علی ـــــ ۱۷ ـ ۲۰ اگست ۱۸۵۷ء

انھوں نے ۱۷ تاریخ کو علی پور فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تھا لیکن بعد میں یہ فیصلہ تبدیل کر دیا ۱۸ تاریخ کو اکازنڈ (الگزینڈر) رجمنٹ مرزا مغل کو تنخواہ کی عدم ادائیگی کی بنا پر قتل کرنے گئی تھی مرزا مغل ان سے ڈر کر روپوش ہوگئے ہیں اور بادشاہ کو اپنا استعفیٰ بھیج دی - فوج کے افسروں نے کل یعنی ۱۹ تاریخ کو اپنا کمانڈر منتخب کرنے کے لئے جلسہ کیا تھا - انہوں نے کارتوسوں کی ایک لاکھ پچیس ہزار ٹوپیاں اور پندرہ سو من بارود الگزینڈر رجمنٹ سے لے کر اپنی اپنی رجمنٹوں میں تقسیم کر لیا ہے - میگزین میں اب پچاس ہزار ٹوپیاں باقی بچی ہیں - اس کے علاوہ تقریباً تین سو من بارود کا روپے پیسے کی کمی کی وجہ سے بارود کا کارخانہ بند پڑا ہے - جو کچھ گولہ بارود وہاں تھا وہ بھی خراب ہو رہا ہے - ۱۷ تاریخ کو خانم بازار کا امداد بخش نامی شخص نمونے کی پچاس ہزار ٹوپیاں لے کر، جو اس نے خود تیار کی تھیں، بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا - یہ ٹوپیاں اچھی بنی تھیں لیکن کارتوسوں پر صحیح نہ آ سکیں ـــ دہلی کا ایک مخبر کانپور سے نو دن بعد کل دہلی پہنچا - اس نے اطلاع دی کہ انگریزوں کا ایک دستہ مرزا پور آنیوالے جہازوں سے اتر کر کانپور پہنچ گیا ہے - اس فوج کی پندرہ رجمنٹیں کانپور سے روانہ ہو کر دہلی روانہ ہو چکی ہیں اور ہفتہ دس دن میں دہلی پہنچ جائیں گی ـــ ایک مہاجن کا خط آیا ہے کہ مہو اور ساگر کی فوجیں گوالیار پہنچ چکی ہیں اور وہاں کے راجہ کی فوج سے آملی ہیں - ممکن ہے یہ صرف افواہ ہو -

جنرل بخت خان نے ایک رئیس اور ایک مہاجن کو رقم ادھار نہ دینے کے جرم میں قید کر رکھا ہے - فوج ہر روز علی پور جانے کے لئے تیار ہوتی ہے مگر تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے انکار کر دیتی ہے - ان کا منصوبہ ہے کہ انفنٹری ندی کے ساتھ ساتھ جو سڑک ہے اس سے جائے اور سوار اونچی سڑک سے لیکن ان کے منصوبوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا --- مرزا الہی بخش باغی فوج کو ختم کر دینا چاہتا ہے اس مقصد کے لئے اس نے آپ کو خط بھیجا ہے - اسے آپ کے جواب کا انتظار ہے -

(ر - م - جلد ۳ ، ص ۱۹۰)

(۷۸) ------ گنگا رام زمیندار ---- ۲۰ ، اگست ۱۸۵۷ء

میں ۱۶ تاریخ کو ہانسی جانے والی فوج کے ساتھ دہلی سے روانہ ہوا - شام کو مدن نامی گاؤں پہنچ کر قیام کیا - یہاں انفنٹری کی سات کمپنیاں ، ایک سو سوار اور گھوڑوں سے کھینچی جانے والی دو توپیں موجود تھیں - اس کے بعد میں بھو کلاں آیا - یہاں پر ریگولر کیولری کے پانچ سو سوار موجود تھے - شام کے وقت ایک سوار نے آکر اطلاع دی کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ رہتک آپہنچا ہے - اور شہر سے دو میل پہلے ایک گاؤں میں ٹھہر گیا ہے - اس کے بعد یہ سوار رہتک روانہ ہو گیا اور میں بھی وہاں پہنچ گیا - یہاں باغی فوج انگریزی دستہ کے مقابلے میں مصروف تھی - رہتک کے شہری باغیوں کی مدد کر رہے تھے - انگریزی فوج جیل اور کچہری کے پیچھے مورچے لگائے ہوئے تھی - دونوں فوجوں میں زور شور سے گولہ باری جاری تھی - اس لڑائی میں باغی فوج کے پانچ سوار زخمی ہوئے - میں یہاں سے نکل کر دوسری طرف چلا آیا - باغی فوج کا ایک سوار مدد حاصل کرنے دہلی گیا ہے - رہتک سے دو میل دور بوہر نامی گاؤں کے زمیندار انگریزی فوج کی مدد کر رہے ہیں -

(م ک - ۱۵۹ ، ص ۲۰۶)

(۷۹) ------ دھنا جاٹ ساکن تنگی ---- ۲۰ ، اگست ۱۸۵۷ء

نجف گڑھ میرے گاؤں سے سات کوس دور ہے - میں نو تاریخ کو نجف گڑھ آیا - یہاں پر دہلی سے آئے ہوئے پچاس سوار موجود تھے - اب شام ہو چکی تھی - سواروں نے شہر کے بنیوں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ نصیر آباد کی فوج اگلے روز وہاں آنے والی ہے انہیں چاہئے کہ اس فوج کی خوراک اور ٹھہرنے کا بندوبست کریں - شہر کے بنئے اپنی جانیں بچانے کی غرض سے ایسا کرنے پر تیار ہو گئے -

(م - ک - ۱۵۹ ص ۲۰۶ - ۲۰۷)

(۸۰) ------ ہریجن گوجر ---- ۲۰ ، اگست ۱۸۵۷ء

باغی فوج کے بیس ہزار سوار پالم آئے ہوئے ہیں اور یہاں کے بنیوں کو باغی فوج کے لئے

سامان رسد جمع کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں - نجف گڑھ میں بھی اسی قسم کی تیاریاں کی جا رہی ہیں

(م-ک - ۱۵۹ ۱۰ ۴۰۷)

(۸۱) ــــــ داتا رام ساکن ساڈھورہ ـــ ۲۰، اگست ۱۸۵۷ء

دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ ماسوا مرزا مغل کے، باقی سب شہزادے روپیہ پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے کافی شکستہ ہیں -- باغیوں کی مدد کے لئے بمبئی سے آنیوالی فوج کی خبر بالکل بے بنیاد ہے -- باغی فوج میں نا اتفاقی بڑھتی جا رہی ہے -- شاہ زادے موقع ملتے ہی انگریزی کیمپ کا رخ کرنا چاہتے ہیں -

(م - ک - ۱۵۹ ص ۴۰۷)

(۸۲) ــــــ محاذ سے کیپٹن ہوڈسن کے منشی کا خط - ۲۰ اگست ۱۸۵۷ء

آج بیس تاریخ کو صبح آٹھ بجے ہم لوگ وسیہ سے کھور کھودا کے لئے روانہ ہوئے - شام کے پانچ بجے وہاں پہنچ گئے - اس کے بعد ہم نے سمپلہ کی طرف کوچ کیا جو کھور کھودا سے جنوب میں ۹ کوس ہے - اب یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں یہاں سے کس طرف روانہ ہونا چاہئے ــــــــ ہم کئی وجوہات کی بناء پر جنکی تفصیل دینا یہاں ممکن نہیں، رہتک کی طرف روانہ نہ ہو سکے - کیپٹن ہوڈسن کا ارادہ یہیں ٹھہرنے کا ہے -

کل رات ہمارے جاسوس رہتک کے کچھ قابل اعتماد زمینداروں کو لے کر کیمپ آئے اور صبح کے تین بجے مجھے جگا کر اطلاع دی کہ رہتک کے تمام قصائی اور کنجر جو اس شہر کے اصل بدمعاش ہیں، شہر چھوڑ کر اپنے اپنے کنبوں سمیت چلے گئے ہیں اور بقیہ لوگ جن میں شہر کے بنیے اور زمیندار شامل ہیں نذرانے لے کر یہاں حاضر ہوئے ہیں - میں نے ہوڈسن صاحب کو جگا کر اس کی اطلاع دی - چونکہ ان لوگوں پر باغیوں کا اثر پڑ چکا تھا اور ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے کیپٹن ہوڈسن نے اپنا ایک سوار روہتک روانہ کیا تا کہ تفتیش کر سکے - اس نے واپس آکر ان کی کہی ہوئی باتوں کی تصدیق کی - اب صبح ہو چکی تھی - ہوڈسن نے زمینداروں کا نذرانہ قبول کیا اور انہیں پنجاب سنگھ کے حوالے کر دیا - پنجاب سنگھ نے انہیں اپنے قابل اعتماد سواروں کی حراست میں دے دیا اور ان کی قسمت کا فیصلہ کیپٹن ہوڈسن کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا - کیپٹن ہوڈسن نے دوسروں کی سفارش پر اور یہ سوچ کر کہ جن لوگوں نے بغاوت کی تھی وہ تو بھاگ گئے ہیں ان زمینداروں اور بنیوں کو معاف کر دیا اور واپس جانے کی اجازت دے دی - کیپٹن ہوڈسن نے پنجاب سنگھ اور اس کے سواروں کو بھی رخصت پر جیند جانے کی اجازت دے دی اور ان کو وہاں کے راجہ کے لئے ایک خط بھی دیا -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۱)

(۸۳) ـــــ گریٹ ہیڈ کے منشی کے قلم سے ـــــ ۲۰ اگست ۱۸۵۷ء

کل بادشاہ نے دربار منعقد کیا - میرٹھ رجمنٹ نے بادشاہ سے پوچھا کہ بخت خان اور لال خان کو جنرل اور کرنل کے عہدے کیوں دئے گئے ہیں جبکہ وہ نہ تو محاذ پر جاکر جنگ میں حصہ لیتے ہیں نہ ہی انہوں نے اپنا خزانہ بادشاہ کے حوالے کیا ہے - اس کے بر عکس ہم نے اپنا خزانہ بھی بادشاہ کی نذر کردیا ہے اور محاذ پر بھی ہماری فوج نے سب سے زیادہ قربانی دی ہے اس کے باوجود ہمیں نہ تو تنخواہ ملتی ہے اور نہ ہی ضرورت کا کوئی سامان - ہم شاہی قلعے اور شہر میں لوٹ مار کر کے کسی اور طرف نکل جائیں گے اور آپ اپنے ان جرنیلوں کرنیلوں کی مدد سے شہر کا دفاع کرتے رہیں -- بادشاہ نے کہا انہیں چاہیئے اس معاملے میں جلد بازی نہ کریں بلکہ پہاڑی اور دوسرے مورچوں کو فتح کرنے کی طرف توجہ دیں - سپاہیوں نے بادشاہ کی بات کو اہمیت نہ دی اور کافی بد تمیزی سے پیش آتے رہے -

بخت خان اور مرزا مغل ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے ہیں - سپاہی کسی کی نہیں سنتے - شاہی محل میں سینکڑوں منصوبے بنتے ہیں لیکن ان پر کوئی عمل نہیں کرتا - جو لوگ جنگ کے لئے جاتے ہیں وہ باہر گھوم پھر کر رات کو واپس آجاتے ہیں - پچھلے دو روز سے قلی اور مزدور دن کے وقت پکڑلیے جاتے ہیں اور رات کو رہا کر دئے جاتے ہیں -باغی کافی بد دل ہو چکے ہیں - موت ان کا انتظار کر رہی ہے - شہر کا نظام درہم برہم ہے۔ پیسے اور بارود کی کمی ہے - نیا بارود روزانہ بنتا ہے - کوئلہ بنانے کے لیئے بانس استعمال کیا جارہا ہے - فوج بادشاہ سے روزانہ تنخواہ کا مطالبہ کرتی ہے - بادشاہ جواب دیتا ہے کہ اس کے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے - اس نے انہیں دہلی آنے کی دعوت نہیں دی تھی - نہ ہی وہ چاہتا ہے کہ باغی فوج دہلی میں رہے - اس کو اپنے اخراجات کے لئے جو وظیفہ ملتا تھا بغاوت کی وجہ سے وہ بھی ختم ہو گیا ہے اور ان کی ہی وجہ سے انگریز بھی اس کے دشمن ہو گئے ہیں -

باغی کافی شکستہ دل ہیں اور بادشاہ کو شہر اور محل لوٹنے کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں - اب دیکھنا یہ ہے کہ کب یہ لوگ اس پر عمل کرتے ہیں --- باغیوں کی تعداد بیس پچیس ہزار کے قریب ہے لیکن ان میں سے لڑ کر جان دینے والے چند ہی ہیں - شہر کا منصف خرم علی خان اب اپنی عدالت ، شاہی قلعہ میں لگاتا ہے -

انگریزی فوج نے کل قدسیہ باغ میں جو مورچہ لگایا تھا اس کی وجہ سے شہر میں کافی تشویش پائی جاتی ہے -- پچھلے تین دن کے دوران ایک ہزار سے زیادہ سوار اور پیادہ فوج کے سپاہی یہاں سے بھاگ گئے ہیں - فوج کی کس کس رجمنٹ میں اب کتنے کتنے سپاہی ہیں اس کی تفصیل فی الحال بھیجنے سے قاصر ہوں -

(م - ک - ۱۹۰ ص ۲۰۷ - ۲۰۸)

(۸۴) ــــــ تراب علی ـــ ۲۱، اگست ۱۸۵۷ء

آج دو پلٹنیں اور ایک رجمنٹ بمعہ دو توپوں کے مالا گڑھ روانہ ہوئیں - یہ لوگ اپنے ساتھ لوٹ مار کا سامان، ۵۰ حکیم اور کاریگر لے گئے ہیں اور دریا کے پار سونی پت جانے والی سڑک پر مورچہ نصب کرنا چاہتے ہیں - مجھے یقین ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو جائیں گے -- بریلی بریگیڈ کے باغپت اور علی پور جانے کی اطلاع بھی ملی ہے - آپ کا کوئی خط نہیں ملا- اگر صاحب موجود نہیں تو آپ خود اپنی مہر لگا کر خط بھیج دیں - میں آپ کے لئے سپاہی اکٹھے کر لوں گا -

مفتی صدرالدین کو ایک لاکھ روپے دینے کے لئے روز تنگ کیا جا رہا ہے -

(ر - م جلد ۳ ص ۱۹۱)

(۸۵) ــــــ گوری شنکر ـــ ۲۱، اگست ۱۸۵۷ء

میں پچھلے دو دن متواتر کیمپ اور دریا کے اس پار فوج کے علی پور روانہ ہونے سے متعلق تفتیش کرتا رہا - اطلاع ملی ہے کہ فوج روانہ ہونے کے لئے تیار ہے - گزشتہ دو دنوں سے لائن ڈوری (Line-doree) رجمنٹ کے دو سو سوار روزانہ شہر سے باہر آکر پالم کے قریب ایک گھر میں جاتی ہیں --- بریلی بریگیڈ اور نیمچہ بریگیڈ آپس میں جھگڑ رہے ہیں کہ فوج کا ایک بریگیڈ محاذ پر جائے تو دوسرے بریگیڈ کو بھی اس کے ساتھ روانہ ہونا چاہیے - یہ جھگڑا ابھی ختم نہیں ہوا - بادشاہ سلامت نے نیمچہ فوج کے لئے پانچ سو روپیہ اور بریلی بریگیڈ کے لئے چھ سو روپیہ بھیجا ہے - یہ رقم ان دونوں نے آپس میں تقسیم کر لی ہے لیکن پھر بھی وہ لوگ خوش نہیں ہیں اور اپنی اپنی جگہ سے چلنے سے انکار کر رہے ہیں -

دو دن ہوئے اطلاع ملی تھی کہ کھور کھودا کا ایک باشندہ رسالدار بشارت علی انگریزوں کے خلاف لڑتے ہوئے مارا گیا - وہاں کا ایک اور باشندہ امیر علی بھاگ کر یہاں آیا اور اپنے دوست کی رجمنٹ میں شامل ہو گیا ہے - رسالدار بشارت علی کے مرنے کی خبر سن کر یہاں ہر گھر میں ماتم ہو رہا ہے - ضلع رہتک کے کھور کھودا، کھلیان، کھٹور اور دوسرے علاقوں کے لوگوں نے بادشاہ سے مدد مانگی ہے - لیکن ابھی تک ان کو کوئی مدد نہیں بھیجی جا سکی ---- رجمنٹوں کے سوار بد دل ہیں - ان میں سے تقریباً پچاس سپاہی بھاگ گئے ہیں - تلنگا انفنٹری کے بھی بہت سے سپاہی بھاگ گئے ہیں اور اس تعداد میں روز اضافہ ہو رہا ہے -

مختلف جیل خانوں سے بھاگے ہوئے قیدی، بد معاش اور غازیوں کی جماعتیں، جنہیں فوجی وردی پہنا دی گئی تھی اور اسلحہ دے دیا گیا تھا، سب کچھ لے کر یہاں سے بھاگ گئے ہیں اور دلی کو ان سے نجات مل گئی ہے -

میں نے ہر رجمنٹ کے متعلق تفتیش کی ہے - پتہ چلا ہے کہ یہ ۳۲۰ اور پانچ سو کے درمیان ہے - اس سے زائد نہیں - یہاں پر تیس رجمنٹ ہیں اور ہر رجمنٹ میں تقریباً تین سو سپاہی

ہیں - کئی رجمنٹوں میں ایک یا دو کمپنیوں کی کمی ہے - اس لئے ہر رجمنٹ میں افراد کی اوسط تین سو ہوتی ہے - اس حساب سے انفنٹری کے افراد ۱۰،۰۰۰ بنتے ہیں اس سے زائد نہیں - چار ہزار سوار ان کے علاوہ ہیں - اس طرح فوج کی کل تعداد پندرہ یا سولہ ہزار سے کسی صورت زیادہ نہیں - ٹونک سے جو ایک ہزار غازی یہاں آئے تھے اب صرف دو سو باقی ہیں - باقی سب بھاگ گئے ہیں - فوج بختاور خان سے بہت ناراض ہے اور اس پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ انگریز افسروں سے ملا ہوا ہے - اس نے ڈر کی وجہ سے اپنے خاندان اور سامان کو پچاس سواروں کے حفاظتی دستے کے ساتھ اپنے شہر بھیج دیا ہے - بلی ماراں کے باشندے امداد علی نے بھی اپنا سامان روانہ کر دیا ہے - اب دہلی کی حالت یہ ہے کہ شاہ زادے شہریوں سے چندہ اکٹھا کرتے پھرتے ہیں جس میں سے کچھ وہ اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور کچھ فوج کو دے دیتے ہیں - بادشاہ سلامت نے انہیں چندے کی رقم خرد برد کرتے دیکھ کر تمام رقم کو بختاور خان کی تحویل میں دے دیا ہے اور ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے جس میں نواب احمد قلی خاں اور دوسرے امراء اور فوجی افسر شامل ہیں - اب چندے کی رقم ہر شخص کی مالی حالت دیکھ کر مقرر کی جاتی ہے - اور یہ رقم اس کمیٹی کی سفارش پر تقسیم کی جاتی ہے - بادشاہ سلامت ، میجر غلام غوث کی بڑی قدر کرتے ہیں اور ملکہ زینت محل بھی اسے بہت پسند کرتی ہیں - آج جمعہ کے دن بادشاہ سلامت نے ان گھوڑوں اور ہاتھیوں کا معائنہ کیا جو بختاور خان بلب گڑھ سے لایا ہے - ان کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا - ان کے معائنہ کا مقصد یہ تھا کہ بختاور خان نے ان کی دیکھ بھال کے لئے رقم مانگی تھی - بادشاہ سلامت بہت ناراض ہوئے اور بختاور خان سے کہا کہ جب تم اپنی فوج یہاں لے کر آئے تھے تو تم نے کہا تھا تم تمام اخراجات کے لئے رقم نہ مانگو گے - اب اپنے آپ کو جھوٹا کیوں کرتے ہو - وہ یہ سن کر خاموش ہو گیا -

آج میرٹھ کی چودھویں رجمنٹ کے تین سو سپاہی تین توپیں اور لوٹ مار کا سامان لے کر مالا گڑھ کی طرف روانہ ہوئے - انہوں نے شاہدرے کے قریب دریا کے کنارے اپنے خیمے لگا رکھے ہیں - ان کے ساتھ کچھ زخمی بھی ہیں ------ انگریزی فوج نے قدسیہ باغ کے قریب دھرم شالہ میں جو توپ نصب کی تھی اس کے گولے قلعے میں پہنچ رہے ہیں - کل جو گولہ باری ہوئی تھی اس سے تین یا چار تلنگے زخمی ہوئے اور سلیم گڑھ کے کچھ برج بھی ٹوٹ گئے - قاصد خبر لایا ہے کہ شاہدرہ کی طرف مدھو کی گڑھ میں ، جہاں پہلے توپ خانہ نصب کرنے کی اطلاع ملی تھی ، اب یہ توپ خانہ وہاں نصب کر دیا گیا ہے - کہتے ہیں ایک توپ تو دور سے نظر بھی آتی ہے - میں مزید معلومات حاصل کر کے اطلاع دوں گا ---- اطلاع ملی ہے کہ تین سو انگریزوں کا ایک دستہ گڑھ مکتیشر کے پاس دریائے گنگا عبور کر کے اس طرف آگیا ہے - ابھی اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی ------ یہاں خبر ہے کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ رہتک کے بد معاشوں کی خبر لینے کے لئے روانہ ہوا ہے - رہتک کا سب سے بڑا بد معاش بابر نمبر دار ہے وہ بادشاہ کے لئے رقم اکٹھی کرنے کے لئے رہتک گیا ہوا ہے - اس نے پٹیالہ کے راجہ کے ایک ہاتھی پر قبضہ کر کے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے - اس کا قلع قمع کرنے اور اس کو سزا دینے کی سخت ضرورت ہے -

(ر - ا - جلد ۳ - ص ۱۹۱)

(۸۶) ــــــ پٹودی کے نواب اکبر علی خان

آج کل رسالدار شمشیر خان ، چالیس سواروں کے ساتھ ، جسکی پلٹن کا نام معلوم نہیں، یہاں آیا ہوا ہے - اس نے میرے سب سے بڑے بیٹے محمد تقی علی خان کو کسی بہانے سے بلوا کر قید کرلیا اور اس کو رہا کرنے کے لئے تین لاکھ روپے کا مطالبہ کیا - کافی گفت و شنید کے بعد وہ نقدی اور زیورات کی صورت میں ساٹھ ہزار روپے دے کر رہا کرایا گیا - اس کے بعد رسالدار نے میری جائیداد پر ہاتھ ڈالنے شروع کر دئے اور پٹودی کے لوگوں کو لوٹنے اور قتل کرنے لگا - میں نے مشورے اور مدد کے لئے جھجر کے نواب کو لکھا - نواب کے وزیر کی اطلاع کے مطابق میرے رشتہ داروں اور شہریوں نے ان باغیوں کا مقابلہ کیا جس کی وجہ سے دس سوار اور ہمارے سات یا آٹھ آدمی زخمی ہوگئے - باغیوں سے ڈر کر میں جھجر چلا آیا اور نواب کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے میں کرنال چلا آیا ہوں - میرے پٹودی سے روانہ ہونے کے فوراً بعد قرب و جوار کے لوگوں نے میری جائداد لوٹ لی - اب میں دوبارہ جھجر آگیا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ کی عنایت اور مدد کے ساتھ دوبارہ اپنی گدی حاصل کر سکوں گا - جھجر کا نواب سرکار کا بہی خواہ ہے اور ہمیشہ سرکار کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار رہتا ہے - میں خود بھی آپ کا تابعدار ہوں -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۱)

نوٹ - نواب اکبر علی خان نے اسی موضوع پر بہادر شاہ ظفر کو بھی ایک خط لکھا تھا - اس کا خلاصہ پ - ل - م - پ ۱۹۶ میں درج ہے - بہادر شاہ ظفر نے شمشیر علی خان رسالدار کو ، نواب صاحب پٹودی کے ساتھ زیادتی کرنے کی پاداش میں نکال دیا تھا اور اس کی سرزنش کی تھی -

(۸۷) ــــــ میدا ہرکارہ ـــ ۲۳ ، اگست ۱۸۵۷ء

میں نو دن ہوئے دہلی پہنچا تھا - شہر کے نزدیک بریلی کے ایک سوار نے مجھے پکڑ لیا اور پوچھا میں کہاں سے آرہا ہوں - میں نے جواب دیا میں قلعے کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں - اس نے کہا ڈرو مت اگر تم انگریزی فوج سے آرہے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ اس کی کیا حالت ہے - میں نے پھر انکار کیا تو اس نے کہا یا تو ہمیں انگریزی فوج کی خبریں لاکر دو یا ہمارے گھوڑوں کے لئے گھاس کاٹ کر لاؤ - انگریزی فوج کی خبریں لانے پر اس نے مجھے دس روپے انعام کا لالچ بھی دیا - میں نے کہا مجھے انگریزی فوج کے کیمپ کا راستہ معلوم نہیں اور مجھے وہاں جانے سے ڈر بھی لگتا ہے اس نے مجھے گھاس کاٹنے پر لگا دیا -

باغیوں کی ایک رجمنٹ سلیم گڑھ سے بھاگنا چاہتی تھی - ان سے کہا گیا اپنا اسلحہ اور رقم چھوڑ کر جہاں جانا چاہیں چلے جائیں - انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا - یہ رجمنٹ ابھی تک یہیں ہے - سپاہی اپنی تنخواہ مانگ رہے ہیں - بادشاہ کے پاس رقم نہیں ہے -

مجھے جس سوار نے گرفتار کیا تھا آج اس نے ایک دوسرے شخص کو پکڑ لیا اور مجھے رہا کر

دیا --- پوربیہ فوج کے سپاہی فقیروں کا لباس پہن کر اور اپنے ہتھیار پھینک کر بھاگ جاتے ہیں - قید کے دوران میں نے اکثر انکو اس طرح بھاگتے دیکھا ہے - (ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۳)

(۸۸) ـــــــ تراب علی ـــــ ۲۳ ، اگست ۱۸۵۷ء

لائن ڈوزی (line dozee) رجمنٹ آج نجف گڑھ کے راستے علی پور روانہ ہوئی ہے - بقیہ بارہ پلٹنیں ، ۴ رجمنٹ اور ۲۴ توپیں کل صبح دس بجے روانہ ہونگیں - تقریباً پانچ یا چھ ہزار سپاہی اور جنسے (Jinsay) توپیں یہاں باقی رہیں گی - یہاں پر اب ایسا کوئی زمیندار نہیں جو ہماری طرف سے لڑ سکے - ان کو اپنی فوج کے بد دل ہونے کا اندیشہ ہے --- مالا گڑھ کی فوج ابھی تک شاہدرہ میں اپنی تنخواہ کا انتظار کر رہی ہے --- آج ایک شاہ زادہ دو سواروں کو لے کر جھجر روانہ ہوا ہے تاکہ وہاں سے رقم لا سکے - بہتر ہوگا کہ وہ بہادر گڑھ پہنچے تو اسے حملہ کر کے ختم کر دیا جائے - اگر آپ مرزا الہی بخش یا بیگم صاحبہ (ملکہ زینت محل) کو خط لکھ دیں تو یقیناً وہ ہماری مدد کریں گے

کل مرزا مغل کے ایک ملازم مان سنگھ کی پوری جائداد کو ضبط کر لیا گیا اور اس کا اخبار بھی بند کر لیا گیا - معلوم نہیں یہ لوگ اس کے ساتھ اب کیا سلوک کریں گے . کل یہ حکم صادر ہوا تھا کہ تمام سکھ سپاہی ، جن کی تعداد تقریباً ۱۵۰۰ ہے اپنی اپنی رجمنٹوں کو واپس چلے جائیں - لیکن آج پھر انکو ایک جگہ اکٹھا ہونے کا حکم ہوا ہے - اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ یہاں رہتے ہیں یا کہیں اور چلے جاتے ہیں - تمام سکھ ایک جگہ اکٹھے کر دئے گئے ہیں - تلنگے ان کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - شاید ان کو زیادہ دیر اکٹھے نہ رہنے دیا جائے -

آپ کا خط مل گیا تھا --- خبر ملی ہے کہ علی پور کی فوج ابھی تک مقابلہ کر رہی ہے - ان کے آئندہ منصوبوں کا کچھ علم نہیں اس لئے ان کی حرکات پر نظر رکھنی ضروری ہے ---- کل میں نے آپ کے نام مفتی صدر الدین کا ایک خط بھیجا تھا -

(ر - م - جلد ۳ ۱۹۴)

(۸۹) ـــــــ ۲۳ ، اگست ۱۸۵۷ء

آج بروز ہفتہ نیمچہ اور بریلی بریگیڈ ، جنرل بخت خان کی سرکردگی میں علی پور روانہ ہونے کے لئے تیار ہے - انہوں نے یہاں سے اپنے خیمے اٹھا لئے ہیں - مرزا مغل نے اپنی فوج کو بہ نیت روانہ ہونے کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا ہے - سکھوں کو مختلف رجمنٹوں سے اکٹھا کر کے شہر کے دروازوں کی حفاظت پر مامور کیا گیا ہے لیکن اس حکم پر فوج کے دوسرے سپاہی خفا ہیں اور مرزا مغل کی وفاداری پر شک کیا جارہا ہے - ان کے خیال میں مرزا مغل چاہتے ہیں کہ دہلی سے تمام فوجوں کو باہر بھیج کر جب شہر میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج نہ ہو تو وہ خود انگریزوں سے

جا ملیں اور انگریزی فوج ان کی غداری کی وجہ سے شہر میں داخل ہو جائے اور اس کے صلے میں ان کو دہلی کا بادشاہ مقرر کر دیا جائے - جب یہ افواہ پھیلی تو فوج نے شہر چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا اور اپنا اسلحہ اور سامان اتار کر دوبارہ اپنے خیمے نصب کرنے شروع کر دئے اور دہلی سے باہر جانے کا ارادہ ترک کردیا - مرزا مغل کے خلاف ان الزامات کی تفتیش کے لئے آج ایک تحقیقی کمیٹی کا اجلاس ہوا -

فوج بخت خان پر بھی شبہ کرتی ہے - بادشاہ خود بھی اس سے نفرت کرنے لگا ہے - فوج کو اب اس پر اعتماد نہیں رہا ----- سکھوں کی دو رجمنٹوں نے کل اجازت لئے بغیر اپنی اپنی وردیاں پہن لیں لیکن جب اس کی اطلاع ملی تو انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنی وردیاں اتار دیں - اب اس کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی عمل میں آئی ہے ------- فوج کہتی ہے کہ جب تک گوالیار کی فوج نہیں آتی وہ شہر چھوڑ کر باہر نہیں جائے گی - گوالیار کی فوج کے چار سپاہی جو اس سے قبل دریائے چمبل کے کنارے فوج میں تھے آج دہلی پہنچے ہیں ---- اطلاع ملی ہے کہ ساگر (Saugar) ، سیپری (Seepree) ، اور مرار کی فوجیں دریائے چمبل کے کنارے آکر جمع ہیں - کشتیاں نہ ہونے کی وجہ سے یہ فوج دریا عبور کر کے اس طرف آنے سے قاصر ہے ---- اب یہ اطلاع ملی ہے کہ اس فوج کو ساٹھ کشتیاں مل گئیں ہیں اور یہ فوج عنقریب دہلی روانہ ہونے والی ہے -------- میرا ایک آدمی ابھی ابھی جے پور سے آیا ہے - اس نے اطلاع دی کہ بمبئی کی فوج کے یہاں آنے کی اطلاع جھوٹی ہے --- یہ سچ ہے کہ جے پور کے راجہ کی فوج نے بغاوت کر دی تھی لیکن راجہ نے بڑی عقلمندی سے فوج کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے پھر قابو پالیا اور بغاوت کو ختم کر دیا - ----- اجمیر میں کچھ یورپین لوگ اور کچھ دوسرے جمع ہو گئے تھے - ان میں چالیس یا پچاس انگریز بھی ہیں - یہ لوگ اب جے پور کے راجہ کی تحویل میں ہیں اور وہ ان کی حفاظت کر رہا ہے -

کیولری اور انفنٹری کا ایک ایک دستہ چودھویں رجمنٹ کے رسالدار حیات محمد خان کی سرکردگی میں مالا گڑھ کے لئے روانہ ہوا ہے - یہ لوگ کل تک شاہدرہ میں خیمے لگائے ہوئے تھے --- ہریانہ کے ایک شہر ملیانی کا تھانیدار پچاس برق اندوزوں کی معیت میں جن کا تعلق اس کے تھانے اور تحصیل سے ہے ، آج یہاں کے گرد و نواح کے چکر لگا رہا تھا - اب وہ واپس چلا گیا ہے ---- شہر میں افواہ پھیلی ہے کہ انگریزوں کی فوجیں دریائے گنگا عبور کر کے دہلی تک آ پہنچی ہیں اور کئی لوگوں نے انہیں وہاں دیکھا ہے ----- دہلی میں موجود توپوں کی فہرست حسب ذیل ہے -

۱ - سلیم گڑھ ایک زمزمہ اور نو توپیں - تین بڑی اور تین چھوٹی -
۲ - سلیم گڑھ کے نزدیک مینار پر جہاں پہلے کچہری لگتی تھی - چار توپیں
۳ - کشمیری دروازے پر چھ توپیں
۴ - کشمیری دروازے کے قریب کالے خاں کی مینار پر آٹھ توپیں
۵ - کالے خان اور کابلی دروازے کے درمیان چار توپیں
۶ - کابلی دروازے کے برج پر چار توپیں

۷ - کابلی دروازے کے برج کے نیچے ایک توپ

۸ - کابلی دروازے کے نزدیک نہر کے قریب مینار پر ایک توپ

(اسکے بعد کے صفحات اصل فائل میں موجود نہیں)

(ر - م جلد ۳ ص ۱۹۴)

(۹۰) ــــــ گوری شنکر ــــ ۲۴، اگست ۱۸۵۷ء

جنرل بخت خان کا ڈویژن آج صبح دہلی سے علی پور کی طرف روانہ ہوا - اس فوج میں انفنٹری کے پانچ بٹالین، یعنی ۱۸ ویں، ۲۸ ویں، ۲۹ ویں، سور ۶۰ ویں نیز نیو انفنٹری کی آٹھویں رجمنٹ، اریگولر کیولری کی ۱۳ ویں اور ۱۴ ویں رجمنٹوں کا ایک دستہ، اٹھارہ توپیں اور بریلی سے زیا ہوا تمام اسلحہ اور گولہ بارود شامل ہے - یہ فوج آج نجف گڑھ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے - نیمچ بریگیڈ بھی دو دن میں یہاں سے روانہ ہو جائے گا -- اپنی بے عزتی سے بچنے کے لئے جنرل بخت خان جانے سے پہلے جنگی کونسل سے مشورہ کر کے گئے ہیں -- باغیوں کے پاس لوٹ مار کا جتنا سامان تھا وہ حفاظت کے لئے قلعے میں رکھ گئے ہیں اور اپنے ساتھ سفر کے ضروری اخراجات کے لئے کچھ رقم لے گئے ہیں -

کل رسالدار محمد حیات خان کی سفارش پر جو اب مالا گڑھ میں ہے دو توپیں سلیم گڑھ سے نکل کر شاہدرہ پہنچا دی گئی ہیں -- شاہ زادہ طالع صاحب ایک سو سواروں کو لے کر آج جھجر روانہ ہوئے تاکہ وہاں کے نواب سے رقم نکلوا سکیں -

کل سے یہ لوگ سلیم گڑھ کے قلعہ میں خزانہ کی تلاش میں کھدائی کر رہے ہیں - جنرل بخت خان کی فوج کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کہ وہ کسی دوسرے راستے سے ہوتی ہوئی سونی پت جائے گی - میں نے باغیوں کی تمام حرکات اور منصوبوں پر نظر رکھنے کے لئے ایک شخص مقرر کیا ہے جو انکی اطلاعات مجھے پہنچاتا رہے گا -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۵)

(۹۱) ــــــ نقل اخبار تراب علی ــــ موصولہ ۲۴ - ۲۵ اگست ۱۸۵۷ء

کل شام تک جنرل بخت خان چھ پلٹنیں، دو رجمنٹ، بارہ توپیں لے کر براہ نجف گڑھ روانہ علی پور ہوا اور آج جنرل نیمچ اسی قدر جمعیت لے کر روانہ ہوا - اب شہر میں جمعیت کل چار ہزار سوار و پیدل ہے - جمعیت نصیر آباد باقی ہے -

اہل شہر ہرگز مقابلہ سرکار نہیں کریں گے - قصاب (جو) سونی پت (سے) یہاں آئے تھے وہ بھی ہمراہ گئے ہیں اور وعدہ کر گئے ہیں کہ رعایا بہت گاؤں وغیرہ کی تمہارے ساتھ ہو جاوے گی - تمام شہر کی تمنا اور رائے ہے کہ اگر ایسے وقت میں سرکار حملہ کر دے تو نہایت مناسب ہے - جس وقت سرکار داخل شہر ہووے ایک بھی مقابلہ پر نہیں آوے گا - اور سب مفسد بھاگ جاویں

گے اور یہ مفسدہ اسی وقت تک ہے جب تک فتح دہلی نہ ہو جاوے - اور یہ دونوں جرنیل جملہ شتر اور اسباب ہمراہ لے گئے ہیں اس نیت سے کہ اگر علی پور پر شکست کھائی تو پھر واپس یہاں نہ آویں گے - جس کا جہاں جی چاہے چلا جاوے اور جس دن لڑائی وہاں شروع ہو اس طرف سے بھی حملہ ہو گا - سکھ لوگ پھر متفرق ہر ایک پلٹن میں کر دیں گے -

ب بھی کوئی تحریر مرزا الٰہی بخش اور زینت محل بیگم صاحبہ کی آجاوے تو اہل قلعہ سے بھی مدد ملنا بموجب ایسا ممکن ہے ----- ایک ہفتے سے مولوی فضل حق ، الور سے یہاں آئے اور تخریب زبانی عد ،ت سرکار شریک کورٹ کے ہوئے اور کل بیٹا ان کا ناظم سہارن پور مقرر ہوا اور مولوی میاں خان نائب سررشتہ دار گڑ گاؤں اور ہمشیر نزاد مولوی صاحب کے بھی ناظم گڑ گاؤں مقرر ہوئے

پرسوں عصر محمد عظیم ، ناظم ہانسی بطلب میگزین اور توپ ، طالب مدد آئے تھے ----- اور آپ کے لیا بموجب میں نے مرزا الٰہی بخش صاحب اور مفتی صدرالدین صاحب سے عرض کر کے سکھوں کو ہر پلٹن سے نکلوا کر علیحدہ پلٹن سکھوں کی بنوائی تھی - چونکہ جواب خط مفتی صاحب اور مرزا صاحب کا نہیں آیا ، میری عرضی کو محمول بر خود غرضی کیا اور اس کام کے انجام میں کم توجہ کیا اس واسطے پھر سکھ لوگ متفرق ہو کر اپنی اپنی پلٹنوں میں داخل ہو گئے ---- جرنیل بخت خان اور سدھارا سنگھ کا کمپنی جو براہ نجف گڑھ گیا ہے اس نے یہ صلاح کی ہے کہ چار ڈویژن بنا کر روز و شب لڑائی کی جائے -

(ا ر - م - جلد ۳ ص ۱۶۲)

(۹۲) ----- تراب علی ---- ۲۴ - ۲۵ اکتوبر ۱۸۵۷ء

بخت خان کل شام نجف گڑھ کے راستے علی پور روانہ ہو گیا - اس کے ساتھ اپنی بٹالین ، انفنٹری ،. کیولری کے دو اریگولر رجمنٹ اور بارہ فیلڈ گن تھیں - آج نیمچ فوج کا جنرل اتنی ہی فوج اور اسلحے کر جنرل بخت خان کی مدد کے لئے روانہ ہوا ہے - دہلی کے اندرون شہر اب مشکل سے چار ہزار فوج باقی ہے - اس میں نصیر آباد کے باغیوں کی فوج بھی شامل ہے - یہاں کے لوگ انگریزی فوج کی بالکل مخالفت نہیں کریں گے - جہاد کرنے کے لئے جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ بھی فوج کے ساتھ چلے گئے ہیں - پانی پت کے قصائی بھی باغیوں کو یہ کہہ کر کہ آس پاس کے دیہاتوں کے بے شمار لوگ ان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں ، شہر چھوڑ کر چلے گئے ہیں - دہلی کے شہری بڑی بے چینی سے دعا مانگ رہے ہیں کہ انگریزی فوج دہلی واپس آجائے - ایسا کرنے کے لئے یہ بہت ہی مناسب موقع ہے -- فوج کو شہر کی فصیلوں پر قبضہ کرنے کے بعد ایک گولہ چلانے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی - لوگ بھاگ کر جان بچانے کی سوچیں گے - اور دہلی کی فتح کے ساتھ ہی یہ بغاوت بھی ختم ہو جائے گی - یہی وجہ ہے کہ دونوں جرنیل لوٹ مار کا سامان اپنے ساتھ لے گئے ہیں - ان کا ارادہ ہے کہ ان کو شکست ہو گئی تو وہ واپس دہلی نہیں آئیں گے ----- ان کا منصوبہ

ہے کہ جونہی انگریزی فوج ان کا پیچھا کرے، باغیوں کی ایک اور فوج ان پر حملہ کر دے۔

سکھوں کو دوبارہ مختلف رجمنٹوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے - زینت محل اور مرزا الٰہی بخش نے جو سوالات کئے ہیں اگر آپ ان کا جواب بھیج دیں تو یہ دونوں ہماری مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے - شاہی محل کے اور دوسرے افراد بھی اپنی اپنی قابلیت اور اہلیت کے مطابق ہماری مدد کو تیار ہیں -

الور کے مولوی فضل حق پچھلے ہفتے سے یہاں ہیں اور انگریزی حکومت کی شدت سے مخالفت اور دوسری ترکیبوں سے کونسل کے رکن بننے میں کامیاب ہو گئے ہیں - ان کا لڑکا سہارن پور کا ناظم مقرر ہوا ہے - دو دن ہوئے حصار کے ناظم محمد عظیم خان نے درخواست بھیجی تھی کہ اس کو مزید اسلحہ اور توپوں کی ضرورت ہے -

(۹۳) ـــــــ نقل اخبار گوری شنکر ـــــ موصولہ ۲۵، اگست ۱۸۵۷ء

آج کیمپو سدھارا سنگھ جرنیل نیچہ نے تعاقب کیمپو بخت خان بموجب صلاح کورٹ (مشاورتی کونسل) کوچ کیا - بارہ توپ اور تین پلٹن اور چودہ سو سوار اس کے ساتھ گئے ہیں - دیراز ہنگام روانگی کیمپو بخت خان پانچ پلٹن کے خبر روانگی تحریر ہوئی تھی اس میں سے پلٹن سٹین نہیں گئی - صرف چار پلٹن راج نمبر ۶۸ اسع کے ہمراہ گئے اور آٹھویں رجمنٹ کے سوار قریب چار سو نفر، ہمراہ محمد شفیع رسالدار کے گئے ہیں اور باقی سوار بہ سبب متنازعہ ہم دیگر محمد اعظم رسالدار کے نہیں گئے - سدھارا سنگھ کا کیمپو جزو و کل ساتھ گیا ہے - صرف چودہ سوار اور کچھ سپاہی یہاں رہے ہیں -

دیروز راجہ بلب گڑھ (بلب گڑھ) نے دس ہزار روپیہ نقد اور ایک اسپ سواری واسطہ مصارف فوج بدست فتح علی داروغہ بادشاہ کے پاس بھیجا ہے -

غوث محمد بریگیڈیر میجر کیمپو نیچہ بہ سبب اس کے کہ وہ کلاں افسر کورٹ کا ہے، ہمراہ نہیں گیا - کوٹ یہاں روز مرہ واسطہ حصول زر مصادرہ ہوتا ہے - ایک میاں بودین (بڈھن) صاحب پسر نواب محمد میر خان مرحوم اس میں شامل ہیں اور کسی شہر کے آدمی کو اس میں دخل نہیں ہے - مرزا مغل بیگ کا اعتبار کوٹ (کورٹ) سے کم ہو گیا ہے اور اس کو اس میں مطلق دخل نہیں رہا -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۶۲)

(۹۴) ـــــــ گوری شنکر ـــــ ۲۵، اگست ۱۸۵۷ء

کوٹ (جنگی مشاورتی کونسل) کی سفارش پر عمل کرتے ہوئے نیچہ فوج کا سالار سدھارا سنگھ اپنی فوج لے کر آج جنرل بخت خان کی مدد کو نجف گڑھ روانہ ہوا - اس کی فوج کے ساتھ

انفنٹری کی تین بٹالین ، ۱۴ سو سوار اور بارہ فیلڈ گن ہیں - کل تیسری نیو انفنٹری کے ، جنرل بخت خان کی فوج کے کچھ حصے پر ، غلطی سے گولہ باری کرنے کی اطلاعات ملی ہیں لیکن حقیقت میں وہاں پر صرف روہیلکھنڈ کی رجمنٹیں اور آٹھ اریگولر کے چار سو سوار محمد شفیع رسالدار کے زیر کمان موجود تھے - بقیہ کیولری محمد عظیم رسالدار کے زیر کمان آپس میں کسی غلط فہمی کی بنا پر وہاں نہ جا سکی تھی جنرل سدھارا سنگھ کا پورا ڈویژن آج یہاں سے کوچ کر گیا - صرف چودہ سوار اور چند ایک سپاہی یہاں باقی ہیں -

کل بلب گڑھ کے راجہ نے فتح علی داروغہ کے ہاتھ دس ہزار روپیہ اور ایک گھوڑا باغیوں کی امداد کے لئے بھیجے تھے -

نیمچہ فوج کے بریگیڈیر غوث محمد فوجی مجلس کے ایک اہم رکن ہونے کی وجہ سے خود فوج کے ساتھ نہ جا سکے - یہ مجلس دہلی کے شہریوں سے چندہ حاصل کرنے کے لئے روزانہ بیٹھتی ہے --- نواب میر خان مرحوم کے بیٹے میاں بودین (بڈھن) اس مجلس کے رکن ہیں - شہر کے بادشاؤں میں سے صرف انہیں کو اس مجلس کا رکن چنا گیا ہے - مجلس کے اراکین مرزا مغل کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں اور مجلس کی بحثوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۲)

(۹۵) ـــــ رجب علی ـــ ۲۷ ، اگست ۱۸۵۷ء

جنرل نکلسن ۲۶ تاریخ کو چھ بجے شام اپنی فتحیاب فوج اور باغیوں کی تیرہ توپوں کے ساتھ واپس آیا - گذشتہ جنگ نجف گڑھ سے ایک میل دور پل کے پار دہلی جانے والی سڑک پر لڑی گئی - انگریزی فوج نجف گڑھ کے قریب باغی فوج کا انتظار کر رہی تھی - باغی فوج نے پل کے قریب مورچہ سنبھال لیا - کچھ فوج پل پر جمع تھی - جنرل بخت خان اس وقت یہاں سے تین کوس دور اور دہلی سے سات کوس دور پالم میں موجود تھا - جونہی اسے جنرل سدھارا سنگھ کی شکست کی اطلاع ملی اس نے وہاں سے اپنے خیمے اکھاڑے اور دہلی کی طرف بھاگ نکلا - جنرل سدھارا سنگھ کی شکست خوردہ فوج بھی اس کے پیچھے دہلی آ پہنچی - ہمیں حسب معمول دہلی سے خبروں کا پلندہ وصول ہونے کے بعد اب بھگوڑے جرنیلوں کے صحیح حالات کا علم ہو گا - انگریزی فوج اپنے ساتھ بے شمار مال غنیمت لے کر آئی ہے لیکن بھاری سامان ، خیمے ، بارود اور برتن وغیرہ یہ فوج وہیں چھوڑ آئی ہے - مہلم سنگھ (Mahlum Singh) جنگ کے دوران موقع پر موجود تھا - اس کا بیان ہے کہ اس جنگ میں باغی فوج کے سو سے زیادہ سپاہی ہلاک ہوئے اور اس سے زیادہ ڈوب کر مر گئے - ہلاک شدہ اور زخمی ہونے والوں کی صحیح تعداد کا اندازہ دہلی سے موصول ہونے والی خبروں سے ہو گا -

(م - ک - ۱۹۲ ص ۲۲۳ - ۲۲۴)

(۹۶) ---- رستم علی --- ۲۷ اگست ۱۸۵۷ء

نجف گڑھ کی جنگ میں فوج نے پہلے تو انگریزی فوج کا کافی جم کر مقابلہ کیا لیکن دوسرے
حملے کے دوران یہ فوج بالکل مغلوب اور منتشر ہو چکی تھی - اس حملے کے دوران پہلی یورپین رجمنٹ
کوکس کارپس نے باغی فوج کی دس توپوں پر قبضہ کر لیا - باغی فوج کے بیشمار سپاہی اپنا اسلحہ اور
ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ نکلے - ان میں سے بعض نے بھاگ کر آس پاس کے گاؤں میں پناہ لے
لی تھی لیکن انگریزی فوج نے انکا پیچھا کرکے سب کو ہلاک کر دیا -- باغی فوج کا ایک دستہ ۲ توپوں
سمیت بھاگنے میں کامیاب ہو گیا -- جنگ کے دوران باغی فوج اپنا کیمپ چھوڑ کر ایک میل آگے
بڑھ آئی تھی لیکن یہ فوج میدان جنگ سے بھاگی تو انگریزی فوج نے باغی فوج کے کیمپ سے ایک
میل آگے تک اسکا تعاقب کیا - جنگ کے بعد بیشمار مال غنیمت انگریزی فوج کے ہاتھ آیا جنرل نکلسن
نے بارود تو تباہ کر دیا لیکن توپیں مویشی گھوڑے اور خیمے وغیرہ اپنے ساتھ لے آئے - فوج کے
سپاہیوں نے باغی فوج کے ہلاک شدہ سپاہیوں کی لاشوں سے بیشمار روپے، سونے کے مہرے اور
دوسری دولت لوٹ لی - آج کیمپ میں لوٹ مار کے سامان کی نیلامی کی جا رہی ہے - جسکو
اس فوج کی مدد کے لئے بھیجا گیا تھا ابھی تک واپس دہلی نہیں آیا -

(م - ک - ۱۹۳ ص ۳۳۳)

(۹۷) ---- میگراج ہرکارا --- ۲۷ اگست ۱۸۵۷ء

میں ۲۴ تاریخ کو تین دوسرے مخبروں کے ساتھ نجف گڑھ پہنچا - یہاں پر باغی فوج کا ایک
ہراول دستہ پہلے سے موجود تھا - باغیوں کی اصل فوج ابھی تک پالم ہی میں تھی ---- ۲۵ تاریخ کو
یہ فوج پالم سے نانگلی پہنچی - یہاں پہنچتے ہی انگریزی فوج نے جو یہاں پر انکا انتظار کر رہی تھی اسے
محاصرہ میں لے لیا - شام کے چار بجے دونوں فوجوں میں مقابلہ شروع ہوا اور یہ جنگ سات بجے تک
جاری رہی - باغی فوج کو بری طرح شکست ہوئی اور وہ اپنی توپیں اسلحہ اور خیمے وغیرہ چھوڑ کر بھاگ
گئی - اس جنگ میں تین چار سو باغی ہلاک ہوئے اور باغی نجف گڑھ کا پل پار کر کے دہلی کی طرف
بھاگ گئے - باغی فوج کے بھاگنے کے بعد جنرل نکلسن نے نجف گڑھ کا پل تباہ کر دیا ---- اس
عظیم فتح کے بعد بے انتہا مال غنیمت انگریزی فوج کے ہاتھ آیا -

کل شام سات بجے کے قریب جھجر کی طرف سے گولہ باری کی آواز آئی تھی لیکن اس گولہ
باری کی وجوہات کی ابھی تک کوئی تفصیل نہیں مل سکی ---- بہادر گڑھ کے نواب کے پاس دو
توپیں موجود ہیں --- جھجر کا رسالدار سمند خاں اب جنرل سدھارا سنگھ کے ساتھ ہے --- نانگلی کے
میدان جنگ میں اسلحہ اور بارود سے لدے ہوئے تیرہ چھکڑے کھڑے ہیں - آس پاس کے دیہاتی
لوہے اور دوسری دھاتوں کی تلاش میں وہاں پر لوٹ مار کر رہے ہیں - جنرل بخت خاں جنرل سدھارا
سنگھ کی شکست کی خبر سن کر واپس دہلی آ پہنچا ہے - نجف گڑھ کا شہر لوگوں نے لوٹ مار کر کے تباہ

و برباد کر دیا ہے۔

(م - ک - ۱۹۴ ص ۴۳۳)

(۹۸) ـــــ گوری شنکر ـــــ ۲۷ اااآ ، ۱۸۵۷ء

جنرل بخت خاں اپنی فوج کے ساتھ کل شام دہلی آیا۔ میں آج صبح اس کو دیکھنے کے لئے گیا تھا۔ نیمچہ فوج کی انفنٹری رجمنٹ کے صرف تین سو سپاہی باقی بچے ہیں اور وہ بھی بہت بری حالت میں ہیں۔ --- اس فوج کی تین کمپنیاں ابھی تک تنگی میں انگریزی فوج کے محاصرہ میں ہیں۔ باغی فوج کی انفنٹری کی ایک بٹالین انکی مدد کے لئے روانہ کی گئی ہے۔

< vt.1 اطلاع ملی ہے کہ جنرل بخت خان کا ڈویژن اور نصیر آباد کی فوج بھی نجف گڑھ روانہ ہونے والی ہے۔ تنگی کے باشندوں نے اس جنگ میں باغیوں کی بے حد مدد کی اور ان میں سے بعض نے باغی سپاہیوں کے ساتھ شانہ بشانہ جنگ میں حصہ لیا۔ جنرل بخت خاں کی فوج کی ایک توپ جو اس نے جنرل سدھارا کو دے دی تھی اس جنگ میں انگریزی فوج کے ہاتھ آگئی۔ جنرل سدھارا سنگھ اور کرنل ہیرا سنگھ شکست کے بعد صحیح سالم دہلی واپس آگئے۔ اس جنگ میں زخمی شدہ اور ہلاک ہونے والے سپاہیوں کی تعداد کی کوئی معتبر اور صحیح اطلاع نہیں۔ زخمی شدہ سپاہیوں کو مرنے والے سپاہیوں میں شمار کر لینا چاہیئے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی واپس دہلی نہیں پہنچا۔ انگریزی مورچوں پر کل ایک زبردست حملہ کیا گیا تھا مرزا مغل اپنی ساری فوج کو لے کر انگریزی کیمپ پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس حملے میں نصیر آباد بریگیڈ بھی اس کے ساتھ تھا۔ کئی شہزادے بادشاہ کا ذاتی دستہ اور نواب امین الدین خاں، ضیاء الدین خاں اور دوسرے امراء کی فوجیں بھی اس حملے میں مرزا مغل کے ساتھ تھیں۔ ان فوجوں نے اب اس لڑائی کا مزا لے لیا ہے۔ اس حملے میں تقریباً پچاس باغی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ زخمی ہونے والوں میں شہزادہ غلام مصطفیٰ بھی شامل ہے۔ جنگ کے دوران زخمیوں کو اٹھانے کے لئے ڈولیاں کم پڑ گئیں تھیں ان میں سے بعض کو بندوق کی نالیوں کے سٹریچر بنا کر واپس لایا گیا --- شہر کے لوگ نیمچہ فوج کی شکست کی وجہ سے کافی ڈر گئے ہیں۔ فوج بھی بتدریج کافی کم ہوتی جا رہی ہے اس کو فتح کی کوئی امید نہیں۔ جنرل بخت خاں کا ڈویژن البتہ ابھی تک بلند ہمت اور مغرور ہے۔ (م - ک - ۱۹۶ ص ۴۴۰ - ۴۴۱)

(۹۹) ـــــ گوری شنکر ـــــ ۲۸ اگست ، ۱۸۵۷ء

کل انفنٹری کی ایک بٹالین دو سو سواروں اور چار توپوں کے ساتھ تنگی میں محصور نیمچہ فوج کی مدد کے لئے گئی تھی۔ یہ فوج ابھی تک واپس نہیں آئی۔ اب کہا جا رہا ہے کہ نصیر آباد کی فوج بھی انکی مدد کے لئے جانے والی ہے۔ یہ فوج البتہ فی الحال نہیں جارہا ہے۔! --- تنگی میں محصور فوج کے سپاہی بہت بری حالت میں دہلی آرہے ہیں۔ ان میں سے تقریباً دو سو سپاہی اب تک دہلی پہنچ چکے ہیں۔ نیمچہ بریگیڈ ابھی تک توپوں کے نقصان پر آہ و زاری کر رہا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان جیسی

توپوں کا ملنا مشکل ہے انکو جونہی داغا جاتا دشمن کے پرخچے اڑ جاتے تھے - آندھی ہو یا طوفان توپیں یوں ہی کام کرتی رہتی تھیں - ان کے ساتھ ایک ہزار گولے بھی ضائع ہو گئے - ان جیسے گولے بھی اب دستیاب نہیں ہوں گے - یہ گولے دشمن کی فوج کو تہ و بالا کر دیتے تھے - ان میں سے ہر ایک گولہ ایک ہزار روپے سے کم کی مالیت کا نہ تھا - اب ان کے پاس ان میں سے ایک گولہ بھی باقی نہیں - اس جنگ میں باغی فوج کے تقریبا دو سو سوار ہلاک ہو گئے تھے اس کے علاوہ ان کی ایک بڑی تعداد ڈوب بھی گئی تھی - بادشاہ جنرل بخت خان سے سخت ناراض ہے اور اس کو نیمچہ فوج کی بر وقت مدد نہ کرنے پر اس فوج کی تباہی کا ذمہ دار قرار دیتا ہے - وہ اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا اور اس کو برا بھلا بھی کہتا رہتا ہے - بخت خاں نجف گڑھ پہنچنے کی دوبارہ کوشش کرنا چاہتا ہے اس دفعہ اس کا ارادہ گڑھی خسرو اور گڑگاؤں کے راستے جانے کا ہے - نجف گڑھ کے زمینداروں نے اس کی ہر قسم کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے - پانی پت اور سونی پت کے زمیندار بھی اس کے ساتھ ہیں -

بہادر گڑھ کا نواب علی خاں آس پاس کے علاقوں میں بغاوت پھیلا رہا ہے اس نے بخت خاں کو پیغام بھیجا ہے کہ اس کے علاقہ کے سارے لوگ اس کے ساتھ ہیں - سکھوں کا ایک دستہ پنجاب روانہ کیا گیا ہے تا کہ وہاں پہنچ کر پنجابیوں کو بغاوت کے لئے اکسا سکیں ---- ہریانہ سے آئے ہوئے ارریگولر کیولری کے بیشتر سوار بغاوت پھیلانے کے لئے اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے - سوہنی ضلع رہتک کے کامدار خاں جو پہلی ارریگولر رجمنٹ میں رسالدار ہوا کرتا تھا اور اب سرکار کا پینشن خوار ہے ، کاہنور کے باغیوں کی ایک بڑی تعداد جمع کر لی ہے - توشام ہریانہ میں بھی باغیوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہے - چھٹی پر گئے ہوئے بہت سے سوار اور فوجی ان سے آملے ہیں اس وقت وہاں پر تقریبا بیس ہزار باغی جمع ہیں - انکا ارادہ حصار میں لوٹ مار کرنے کا ہے - ہریانہ بٹالین کی ایک کمپنی انکے ساتھ ہے - نیو انفنٹری کی نویں رجمنٹ کے کچھ سپاہی جو وہاں گئے تھے اب دہلی واپس آگئے ہیں - ہمیں فوجی بغاوت کی نسبت عوام کی بغاوت سے زیادہ خطرہ ہے -

مرزا مغل ہلا دہلی برگیڈ آج کشن گنج قدسیہ باغ اور اسمیلی رومز کے مورچوں پر گیا ، اس کے ساتھ گھوڑوں سے کھینچی جانے والی چند توپیں بھی تھیں ------ بھولی بھٹیاری کے گھر پہاڑی پور اور کالے پہاڑ کے پیچھے برج پر جو مورچے ہیں انکو اب اور زیادہ مضبوط کر دیا گیا ہے - آج دربار میں ننگلی کے باشندوں نے شکایت کی کہ انکو انگریزوں سے بادشاہ کی مدد کرنے کی سزا مل رہی ہے - انکے گاؤں بالکل تباہ کر دئے گئے ہیں - بادشاہ نے انھیں جنرل بخت خان کے پاس بھیج دیا -

جھجر کے نواب نے کل ساٹھ ہزار روپے نقد ادا کر دئے - اب شہر کے چار بڑے رئیسوں کو رقم دینے کے لئے تنگ کیا جا رہا ہے - ان میں سے ایک اندور کے راجہ کے میر منشی کا بھائی رام جی مل ہے ، دوسرا سعادت علی ، تیسرا راجپوتانہ کا میر منشی آغاجان اور چوتھا زور آور چند ساہوکار ہے - اور یہ رقم نہ ملنے تک انکا دانہ پانی بند ہے -

(م - ک - ۱۹۷ ص ۲۲۴ - ۲۲۵)

(۱۰۰) ------ تراب علی --- ۲۸ اگست، ۱۸۵۷ء

کل انفنٹری کی دو رجمنٹ اسلحہ و بارود کے ساتھ نجف گڑھ کی طرف روانہ ہوئیں - شہزادہ محمد عظیم ہانسی سے واپس آکر بادشاہ کے ذاتی دستہ میں شامل ہوگیا ہے - بعض علاقوں کے تقریباً بیس ہزار دیہاتیوں نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ افواہ پھیلا دی ہے کہ انہوں نے انگریزی فوج پر حملہ کرکے نہ صرف نیمچہ فوج کی کھوئی ہوئی بارود توپیں دوبارہ حاصل کر لیں بلکہ انگریزوں کی سات دوسری توپوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے -

کل شام پھر نیمچہ اور بریلی برگیڈ آٹھ توپوں کے ساتھ دوبارہ نجف گڑھ کی طرف روانہ ہوئے - کیولری آج رات یا کل صبح روانہ ہوگی - انفنٹری اور توپیں روانہ ہو چکی ہیں - میرے والد نے انکو روانہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے -------- مولوی فضل حق جب سے دہلی آیا ہے شہریوں اور فوج کو انگریزوں کے خلاف اکسانے میں مصروف ہے - وہ کہتا پھرتا ہے کہ اس نے آگرہ گزٹ میں برطانوی پارلیمنٹ کا ایک اعلان پڑھا ہے جس میں انگریزی فوج کو دہلی کے تمام باشندوں کو قتل کر دینے اور پورے شہر کو مسمار کر دینے کے لئے کہا گیا ہے - آنے والی نسلوں کو یہ بتانے کے لئے کہ یہاں دہلی کا شہر آباد تھا شاہی مسجد کا صرف ایک مینار باقی چھوڑا جائے گا --- لوگ شہر سے بھاگ رہے ہیں - جو باقی ہیں وہ بہت خوف زدہ ہیں - راجپوتانہ کے میر منشی آغا جان اور سعادت علی پچھلے چار دن سے حراست میں ہیں - جب تک وہ ان سے مانگی ہوئی رقم ادا نہ کر دیں اس وقت تک انکا کھانا پینا بند رہے گا - بادشاہ نے انکی رہائی کا حکم دیا تھا لیکن اس پر بھی کوئی عمل نہیں کیا گیا البتہ انکو کھانے پینے کے لئے کچھ دے دیا گیا ہے - کوٹ (مشاورتی کونسل) نے کل حکم جاری کیا تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے انگریزوں کی سرپرستی میں دولت جمع کی تھی اور اب چندہ دینے سے انکار کر رہے ہیں انکو فوج کے حوالے کر دیا جائے تاکہ فوج انکی جائیداد کو لوٹ کر یہ چندہ وصول کر لے -

ممکن ہے باغی آج انگریزی مورچوں پر حملہ کریں --- مولوی فضل حق کے کہنے پر، شاہ زادے اب حملہ کرنے والی فوج کے ساتھ محاذ پر جاتے ہیں اور عموماً سبزی منڈی کے پل پر لڑتے ہیں

(م - ک ۱۷۰، ص ۴۴۲ - ۴۴۳)

(۱۰۱) ------ رستم علی --- ۲۹ اگست، ۱۸۵۷ء

کیپٹن ہڈسن آج صبح تین بجے تین سو سواروں کے ساتھ نجف گڑھ جانے والی فوج کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوا - سہال جاٹ کے رشتہ داروں نے میرٹھ میں دوبارہ بغاوت شروع کر دی ہے اور اس علاقہ کا لگان چار آنہ فی روپیہ وصول کرنا شروع کر دیا ہے

(م - ک - ۱۶۷ ص ۴۴۵)

(۴۲) ------ گوری شنکر ---- ۲۹ اگست، ۱۸۵۷ء

مرزا مغل نے کل شہر کے کوتوال سے ملاقات کی تھی اس میں اس نے فوجیوں کی تنگ دستی اور عزت کا ذکر کرتے ہوئے کوتوال کو کہا تھا کہ شہر کے دوکاندار اگر فوج کے لئے خوراک وغیرہ کا سامان مہیا کر دیں تو تنخواہ ملنے پر فوج اس کی ادائیگی کر دے گی - کوتوال نے شہر کے بنیوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اس پر ابھی تک کسی نے کوئی عمل نہیں کیا۔

بادشاہ سلامت نے بخت خاں کو مرزا مغل کی وساطت سے نجف گڑھ جانے کا حکم دیا تھا تاکہ وہ وہاں پہنچ کر نیمچہ برگیڈ کے دستے کی جو انگریزی فوج کے محاصرہ میں ہے مدد کر سکے -- بخت خاں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ بالکل خود مختار ہے - بادشاہ اسے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔

باغی فوج کے پاس روپے پیسے کی سخت کمی ہے - نیمچہ برگیڈ کی بقیہ فوج مندوہی میں ہے - کل نجف گڑھ سے انفنٹری کی ایک بٹالین سواروں کا ایک دستہ گولہ بارود کے دو چھکڑے اور چار توپیں دہلی واپس آئیں تھیں - نیمچہ برگیڈ اب بالکل تباہ ہو چکا ہے - انفنٹری کی تین رجمنٹوں میں سے اب مشکل سے پانچ سو یا چھ سو آدمی باقی بچے ہونگے - باقی یا تو جنگ میں مارے گئے ہیں یا بھاگ گئے ہیں ------ کل رات مورچوں پر حملہ کرنے کے لئے جو فوج گئی تھی اسکا تعلق یا تو دہلی برگیڈ سے تھا یا روہیلکھنڈ برگیڈ سے - یہ فوج آج صبح واپس آئی ہے - جس وقت سے برگیڈیر شورز نے ان پر اچانک حملہ کیا تھا اس وقت سے باغی فوج بہت محتاط ہو گئی ہے - شہر کی فصیلوں اور مورچوں پر بڑا پہرہ ہے - جگہ جگہ باغیوں کا پہرہ ہے جو خطرہ دیکھتے ہی بگل بجانے کے لیے تیار رہتے ہیں - گوالیار کی فوج کے یہاں آنے کی افواہ گرم ہے -

شہر کے تحصیلدار اور گڑ گاؤں کے سابق سررشتہ دار محمد بخش کو رقم جمع کرنے کے لئے بار بار کہا جا رہا ہے - اس نے شہر کے ٹھیکہ داروں اور دوکانداروں سے کافی بڑی رقم جمع کر لی ہے پرانی دلی کے لوگوں کو بھی چندہ دینے کے لئے کہا جا رہا ہے - شہر کے گرد و نواح کے چھ گاؤں کے باشندوں نے اپنا لگان ادا کر دیا ہے لیکن پرانی دلی اور خصوصاً مہرولی کے باشندوں نے ابھی تک کوئی رقم ادا نہیں کی -- دریا کے پار غازی الدین نگر کے باشندوں کو بھی لگان دینے کے لئے کہا گیا تھا لیکن یہاں سے بہت کم رقم حاصل ہوئی ہے - فیروز ضلع گڑ گاؤں کے علاقہ سے انھوں نے کچھ رقم حاصل کی ہے -

بارود بنانے کا کارخانہ دن رات کام کر رہا ہے - روزانہ تقریباً پچاس من بارود تیار ہوتا ہے لیکن یہ صرف ایک دن کے استعمال کے لئے کافی ہوتا ہے -

یہاں کے نجومیوں نے محرم کے آخر دنوں میں ایک بڑی جنگ کی پیشن گوئی کی ہے - مسلمانوں میں شہادت کے لئے یہ دن بڑا متبرک مانا جاتا ہے ---- سلیم گڑھ کے قلعہ میں کافی بڑے پیمانے پر کھدائی کی جا رہی ہے - بادشاہ کے پرانے ملازموں کا خیال ہے کہ یہاں پر مغل بادشاہوں

کی توپیں اور خزانہ دفن ہے - ابھی تک ان کو یہاں سے کچھ حاصل نہیں ہوا - بعض سپاہی کہہ رہے ہیں کہ منڈوہی میں نیمچہ فوج کے بچے کچھے دستہ کے پاس ابھی تک دو توپیں موجود ہیں لیکن یہ اطلاع مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتی

(م - ک - حصہ دوم ،۱۱۱ ۱۹۸ ص ۱۱ ۲)

(۴۳)ـــــــ رجب علی ـــــ ۲۹، اگست ۱۸۵۷ء

تراب علی ایک دو دن کے لئے انگریزی کیمپ میں گیا ہوا ہے اس لئے اس کی فراہم کردہ اطلاعات آج میں آپکو ارسال نہیں کر سکوں گا - اس کے واپس آنے پر یہ اطلاعات بھیج دی جائیں گی -

کیپٹن ہڈسن کل نجف گڑھ گیا تھا، وہاں پر باغیوں کا کوئی نام ونشان باقی نہیں - وہ میدان جنگ سے اسلحہ اور بارود کے تین چھکڑے اپنے ساتھ لایا ہے - تراب علی کی اطلاع کے مطابق دہلی کے شہری اور باغی بہت خوف زدہ ہیں -

کل عورتوں اور بچوں سے لدی ہوئی بائیس گاڑیاں دہلی دروازہ کے ذریعے بلب گڑھ اور ریواڑی کی طرف روانہ ہوئی تھیں - اتنی ہی تعداد روزانہ یہاں سے چلی جاتی ہے -

(م - ک - حصہ دوم نمبر ۱۹۸، ص ۳)

(۴۴)ـــــــ گوری شنکر ـــــ ۳۰ اگست، ۱۸۵۷ء

نیمچہ فوج کا برگیڈیر میجر ہیرا سنگھ کل بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا - بادشاہ نے اس کی بڑی حوصلہ افزائی کی اور اس کو اپنے برگیڈ کو نئے سرے سے منظم کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اگرچہ وہ تمام توپیں جو ان سے ضائع ہو گئی ہیں وہ تو نہیں دلوا سکتا لیکن وہ اس مقصد کے لئے جو کچھ اس کے اختیار میں ہوا کرے گا - بادشاہ نے اسے کچھ بھاری توپیں دینے کا بھی وعدہ کیا ہے - اس نے ہیرا سنگھ کو کیمپ کے سامان کی خریداری کے لئے دو ہزار روپے بھی دئے ہیں - آج شام نیمچہ فوج کی پریڈ ہوئی -

گوالیار فوج کی ۷ ویں رجمنٹ میں ۴۰۰ سپاہی، نئی انفنٹری کی ۷۰ ویں رجمنٹ میں ۳۰۰، ۷۲ ویں میں ۵۰۰ اور عارضی رجمنٹ میں ۲۰۰ سپاہی تھے - شروع میں نیمچہ فوج کے سپاہیوں کے پاس ۲۱۰۰ سنگینیں تھیں اب ان میں سے ۷۰۰ کم ہیں - یہ تمام لوگ لڑائی میں ہلاک نہیں ہوئے بلکہ ان میں سے بیشتر بھاگ گئے ہیں - توپ خانہ کے تقریباً پچاس سپاہی جنگ میں مارے گئے تھے اب ان کی جگہ نئے سپاہیوں کو بھرتی کر لیا گیا ہے - توپ خانہ کا پرانا عملہ ابھی تک موجود ہے - ان میں اکثر ترقی کر کے اونچے عہدوں پر چلے گئے ہیں -

گوالیار کی فوج کے ایک اعلےٰ افسر نے بادشاہ کو درخواست بھیجی ہے کہ اسے گوالیار کی فوج

کا سپہ سالار مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ آگرہ میں تمام انگریزوں کو نیست و نابود کرتا ہوا اپنی فوج کے ساتھ دہلی پہنچ جائے - بادشاہ نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ فوج کے کمانڈر کے تقرر کا اختیار اس کی فوج کو ہوتا ہے اور وہ اس معاملے میں مداخلت نہیں کر سکتا - اگر وہ اپنا کام محنت سے کرتا رہے تو یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

آگرہ کا ایک دیسی ڈاکٹر وزیر علی خان ، دہلی آگیا ہے - وہ ہمیشہ غدار رہا ہے - اس کا باغی فوجوں پر کافی اثر رسوخ ہے - آگرہ میں اسے باغیوں کو جو مشورے دئے تھے اس سے اس کا ان پر رسوخ اور بھی بڑھ گیا ہے - وہ کچھ سپاہیوں کو ساتھ لیکر متھرا جانا چاہتا ہے تاکہ وہاں سے کچھ رقم اکٹھی کرکے لاسکے -

ہانسی کی فوج کے چھ سوار دہلی آئے ہیں انہوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ گڑگاؤں سے ۱۲۰۰۰ روپے جو سیتا کے مندر کی نذر کئے گئے تھے لے کر آئے ہیں - فوجیوں نے یہ رقم آپس میں تقسیم کر لی ہے ـــــ پوربیہ فوج کے سپاہی بھی کچھ لوٹ مار لے کر آئے ہیں - ہریانہ سے آئے ہوئے تمام فوجی اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ہیں - ہریانہ کی فوج کی تین کمپنیاں چار توپوں سمیت شہزادہ محمد عظیم کی سرکردگی میں بھوانی میں مقیم ہیں - آس پاس کے دیہات کے کافی لوگ بھی اس فوج کے ساتھ ہیں - روہیلکھنڈ سے چار مسافر یہاں پہنچے ہیں - سنا ہے کہ وہاں کافی بڑے پیمانے پر بغاوت ہوئی ہے -

بریلی کے سردار خان بہادر نے مختلف ناموں کے تحت ۱۲ رجمنٹ کھڑی کی ہیں - اس نے کچھ توپیں بھی ڈھلوائی ہیں ان میں سے دو توپیں نینی تال کے قریب تلہوئی بھیجی ہیں تاکہ انگریزی فوجوں کی میدانوں کی طرف پیش قدمی کو روکا جاسکے - اس کے برعکس رام پور کا نواب انگریزی فوج کی جتنی مدد ہو سکتی ہے کرتا ہے -

مہندو خاں کا بیٹا قدرت اللہ بیگ آج دو سو سواروں سمیت دہلی پہنچا ، اس نے دربار میں حاضری دی اور بادشاہ سے فرمایا کہ لکھنؤ کے سابق نواب کے ایک رشتہ دار کو لکھنؤ کے تخت کا جانشین مقرر کردیا گیا ہے اور اس نے بادشاہ سلامت کو اس تقرر کے لئے ایک فرمان جاری کرنے کی درخواست کی ہے اوراس مقصد کے لئے اس نے حسب معمول تحفے تحائف بھی بھیجے ہیں - میں آپکو یہاں کے حالات سے متواتر آگاہ کرتا رہوں گا -

(ر - م - جلد ۳ ، ص ۱۹۶)

(ڈاکٹر وزیر خان - حالات زندگی کے لئے دیکھئے غدر کے چند علماء از مفتی انتظام الدین شہابی)

(۴۵) ـــــ گوری شنکر ـــــ ۳۰ اگست ، ۱۸۵۷ء

کل رات حملہ کے بعد تین رجمنٹوں کو تنبیہ کی گئی کہ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داری صحیح طور پر ادا کریں ـــــ مٹھائی پل سے دہلی دروازہ تک خبریں پہنچانے کے لئے ایک دستہ مقرر کیا گیا ہے - مورچوں پر لڑنے والے سپاہیوں کو آرام کا وقفہ دینے کے لئے فوج کے دوسرے دستے تیار

Translation of the Delhee News

Local Allee 31 Augt. After taking leave of Gen. I returned to Delhee, and sent word at once of the meditated night attack which I heard the rebels intended to make. At 10 P.M. however, the troops (paraded for the purpose) took off their accoutrements. Early this morning I repaired to the Palace to find out, if possible, the reason of this change of plans. Jowala Nath, the Peishkadar of Mirza Moghul, gave me to understand that the King had refused to accompany the expedition, or to send his own personal troops. On this the Council was dissolved. The Mahomedans too raised scruples about fighting on that particular night. Some affirm the English troops must have been harassed. But the truth is there is nothing substantial in any of the acts or plans of the rebels. When I returned yesterday to the City, I saw myself the Bareilly Brigade and Artillery under arms. The 74th N. I. were also drawn

رہتے ہیں ــــ مورچوں پر پہرہ رات کے بارہ بجے تبدیل ہوتا ہے - مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ اب پہلے سے دوگنا محتاط ہوگئے ہیں اور ہر شخص کی ذمہ داری دوگنی کر دی گئی ہے -

(ر - م - جلد ۳ ، ص ۱۹۶)

(۴۶) ـــــ تراب علی ـــ ۳۰ اگست ، ۱۸۵۷ء

حکیم احسن اللہ خان مفتی صدرالدین مرزاالٰہی بخش اور بیگم زینت محل سب اپنی اپنی اہلیت کے مطابق انگریزی حکومت کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں - یہ سب کمتیوں کے پلوں کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گے ــــ یہاں پر اریگولر فوج کے تقریباً چارہزار سپاہی موجود ہیں - اگر آپ ان کی جان بخشی کا اعلان کر دیں تو یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے تیار ہیں ـــ انفنٹری کو بھی اس طرح ختم کیا جاسکتا ہے - مذکورہ بالا افراد میں کوئی بھی باغیوں کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں - اس کے برعکس انکی خواہش ہے کہ جن باغیوں نے قتل وغارت کیا ہے ان کو سخت سزا ملنی چاہیئے - انھوں نے بادشاہ سلامت دہلی کے امراء اور شہر کے لاچار اور بے قصور باشندوں کی جان بخشی کی درخواست کی ہے - اگر آپ مرزا الٰہی بخش کو اس کے خط کا جواب دیں تو اس مقصد کے لئے اپنا اثر رسوخ استعمال کریگا اور مولوی فضل حق اور دوسرے باغیوں کو شہر سے باہر نکال دے گا -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۶)

(۴۷) ـــــ تراب علی ـــ ۳۰ اگست ، ۱۸۵۷ء

دہلی واپس آکر مجھے معلوم ہوا کہ مہندو خاں مرحوم کا بیٹا رسالدار قدرت اللہ خاں لکھنؤ سفیر مقرر ہو کر ۱۰۰۰ سپاہیوں سمیت دہلی آیا - اس نے لکھنؤ کے نواب کی طرف سے بادشاہ سلامت کو سونے کے ۱۲۵ مہروں کا نذرانہ پیش کیا ہے -

بریلی سے پانچ سو سواروں اور ۱۰۰ پیادوں کا ایک دستہ دہلی آیا ہے اور اپنے ساتھ بریلی کے نواب خاں بہادر خاں کا ایک خط اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ لایا ہے -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۶)

(۴۸) ـــــ تراب علی ـــ ۳۱ اگست ، ۱۸۵۷ء

کل جب میں آپ سے رخصت ہو کر دہلی پہنچا تو یہاں پہنچتے ہی میں نے اطلاع دی تھی کہ باغی فوج رات کے وقت حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے مگر رات کو دس بجے کے قریب فوجوں نے (جنہوں نے شام کو پریڈ کی تھی) اپنے ہتھیار اور سامان اتار ڈالا - آج صبح میں یہ معلوم کرنے کے

up just outside the Ajmeree Gate. It is still reported that an attack will be made at 12 o'Clock today -

---

Gowree Shunker. 31st Augt. Today 110 Sowars were despatched to Goorgaon to arrange about supplies, of which there is a scarcity in the City. For the last three days, owing to the plunder of Nujjufgurh, supplies had been cut off from that quarter - Yesterday Yakoob Allee, a Noble of Bareilly, with a retinue of 500 men, came into Delhee on an Embassy to the King, and Noorutoollah Beg, son of Mehndee Khan, arrived at the same time on a similar mission from Lucknow. Both had an audience of the King. The excavations in Selimgurh have led to the discovery of two large Guns of the time of the Moghul Dynasty. Great secrecy is maintained, and no one is allowed to go near. Otherwise the writer would have gone and attested the fact with his own eyes. The rumour is very generally credited. An issue of pay is about to be made to the troops - every horseman to get 30 Rs. and foot soldier 12 Rs. The King has quite lost his head, and

agrees with any thing he is told. The King's family and the Army are distressed for food. Today is the last day of the Mohurrum. There was no Durbar - nor did the Princes appear today in public. The Officers of the Army did not wait on the King - There was a great deficiency of Tazeeas - Only in one or two places was the Mohurrum observed. The troops however went out as usual to the Batteries. The Colts from Bahadurgarh brought by Bukht Khan, are dying for want of proper care. 50 have already died, and about 250 Colts remain in very poor Condition. They are not likely to live long.

G. C. Barnes
Commissioner & Supt.
Cis S.

لیے کھل گیا کہ ان کے منصوبے میں تبدیلی کی کیا وجہ تھی - مرزا مغل کے سررشتہ دار جوالا ناتھ نے مجھے بتایا کہ فوج بادشاہ سلامت اور اس کے ذاتی دستے کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی - بادشاہ نے ان دونوں باتوں پر عمل کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے جنگی مجلس برخاست ہوگئی - شہر کے مسلمانوں نے بھی رات کو حملہ کرنے کے منصوبے میں نقص نکالنے شروع کر دیئے تھے - مجھے ڈر ہے کہ (میری پہلی اطلاع کی وجہ سے) انگریزی فوج کو کافی پریشانی اٹھانا پڑی ہو گی لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ باغیوں کے سب منصوبے اسی طرح ہوتے ہیں - کل جب میں واپس آیا تو میں نے بریلی بریگیڈ اور آرٹلری کو اپنی آنکھوں سے مسلح دیکھا تھا - نیو انفنٹری کی ۷۴ ویں رجمنٹ اجمیری دروازے کے قریب بالکل تیار کھڑی تھی اب یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ لوگ آج رات حملہ کریں گے -

(ر - م - جلد ۳، ص ۱۹۷)

(۴۹) ---- گوری شنکر ---- ۳۱ اگست ۱۸۵۷ء

آج سو سواروں کا ایک دستہ سامان رسد لے کر بندوبست کے لیے گڑگاؤں گیا ہے - دہلی میں ہر قسم کی اشیا کی قلت ہے ---- نجف گڑھ کی لوٹ مار کے بعد پچھلے تین دن سے یہاں پر سامان کی رسد کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے --- کل بریلی کا ایک رئیس یعقوب علی بریلی کے نواب کا سفیر بن کر ۵۰۰ سپاہیوں سمیت بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تھا ----- مہندو خان کا بیٹا قدرت اللہ بیگ بھی اسی طرح سفیر بن کر یہاں پہنچا ہے اور بادشاہ کے دربار میں حاضری دی ہے -------- سلیم گڑھ میں جو کھدائی جاری تھی اس میں مغلیہ دور کی دو بھاری توپیں نکلی ہیں - کھدائی بڑی احتیاط سے کی جارہی ہے کہ کسی کو ان کی خبر نہ ہو جائے - کسی کو ان کے نزدیک جانے کی اجازت نہیں ورنہ میں خود ان کا معائنہ کر کے ان کے متعلق آپکو پوری معلومات مہیا کر دیتا - اس قسم کی خبریں عموماً سچ ہوتی ہیں -

فوج کی تنخواہ کے مسئلے پر کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ ہوا ہے کہ ہر سوار کو اب تیس روپے اور پیادہ کو ۱۲ روپے ملیں گے -

بادشاہ اپنے حواس کھو بیٹھا ہے اور جو کچھ اسے کہا جاتا ہے اس پر رضامند ہو جاتا ہے --- بادشاہ کے عزیز اور اقربا اور فوجی، خوراک کے نہ ملنے کی وجہ سے پریشان ہیں -

آج محرم کا آخری دن ہے - بادشاہ نے دربار نہیں لگایا اور نہ ہی شہزادے عوام کے سامنے آئے - فوج کے افسروں نے بھی دربار میں حاضری نہیں دی - شہر میں صرف چند ایک جگہ پر محرم منایا گیا - تعزیے بھی بہت کم نظر آئے البتہ فوجی حسب معمول اپنی اپنی پیڑیوں پر ڈیوٹی دیتے گئے ----- بخت خاں جو بلب گڑھ سے جو بچھوے لے کر آیا تھا وہ کس مپرسی کی وجہ سے مر رہے ہیں - ان میں سے تقریباً پچاس مر چکے ہیں اور بقیہ تقریباً ۲۵۰ کافی بری حالت میں ہیں جو زیادہ عرصہ زندہ نہ

(ر - م جلد ۳ - ۱۹۷)

(۱۱) ــــ فتح محمد خان ــــ یکم ستمبر، ۱۸۵۷ء

۲۸ ویں کیولری کے رسالدار مصطفیٰ خاں کو رائے پور ضلع فتح گڑھ سے ایک خط وصول ہوا ہے - اس نے یہ خط مجھے پڑھنے کو دیا تھا - اس میں لکھا ہوا تھا کہ فتح گڑھ کے نواب نے اپنے علاقے کا بندوبست سنبھال لیا ہے اور اپنے لئے فوج جمع کرنے میں معروف ہے - وہ اپنے علاقے کا لگان بھی وصول کر رہا ہے - اس نے دو ہزار سپاہی اور باغی فوج کی ایک بٹالین نانا صاحب کی مدد کے لئے کان پور بھیجی ہے - یہ فوج اب انگریزی فوج کا مقابلہ کرنے میں معروف ہے -

دہلی کے حالات کی تفصیل یہ ہے:

یہاں پر فوج میں تفرقہ مچا ہوا ہے - نصیر آباد اور نیمچ بریگیڈ، مرزا مغل کے ساتھ ہیں اور بریلی بریگیڈ بادشاہ کی حمایت میں ہیں - بریلی بریگیڈ کے افسر اور مرزا مغل ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے ہیں - ممکن ہے کہ بریلی فوج کے افسر مرزا مغل کو قتل کر دیں -

حقیقت تو یہ ہے کہ فوج کے پاس کھانے پینے کے لئے بھی کوئی رقم نہیں - خزانے میں تو کوئی کھوٹا سکہ بھی باقی نہیں رہا - فوج ہر روز اپنی تنخواہ کا مطالبہ کرتی رہتی ہے - کیولری کے سوار روزانہ بھاگ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں - عین ممکن ہے کہ فوج اپنی تنخواہ کی وصولی کے لئے شہر میں لوٹ مار مچانا شروع کردے اور یہاں پر آپس میں مار دھاڑ شروع ہو جائے - عوام سے چندے کی جو رقم جمع کی جاتی ہے، شاہ زادے اسے خرد برد کرنے میں معروف ہیں - بریلی بریگیڈ چاہتا ہے کہ وہ واپس بریلی چلا جائے -

منشی صدر الدین کو رقم کی فراہمی کے لئے دربار میں طلب کیا گیا تھا - اس نے وہاں جانے سے انکار کردیا - اس نے بہت سے غازیوں کو چونتیس روپے روزانہ کی تنخواہ کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیا ہے - اس نے نہ صرف بادشاہ کو کوئی رقم دینے سے انکار کر دیا ہے بلکہ دھمکی دی ہے کہ اگر اسے زیادہ مجبور کیا گیا تو وہ شاہی فوج کے خلاف لڑ کر مرنے کے لئے تیار ہے - اس نے کہا ہے کہ وہ انگریزی فوج کی نسبت ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنے کو ترجیح دے گا -

آج بریلی بریگیڈ کے افسروں کا جلسہ ہوا تھا - اس کے بعد یہ لوگ بادشاہ سے ملنے گئے تھے اس فوج کے ایک سوار نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے بادشاہ سے مرزا مغل کی برطرفی کا مطالبہ کیا ہے - بادشاہ نے اگر یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو وہ واپس بریلی چلے جائیں گے - اگر ان کو روکنے کی کوشش کی گئی تو وہ مرنے مارنے کے لئے تیار ہیں -

(م - ک - حصہ دوئم نمبر ۱۷۰، ص ۶ - ۷)

(اس سے پہلے ذکر ہے کہ مفتی صدرالدین نے انگریزوں کو خط لکھا تھا - اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ مفتی صدرالدین کی انگریزوں سے ساز باز مکمل ہو گئی ہے جو بادشاہ کی طلبی پر جانے سے انکار کیا گیا ہے)

(۱۱۱) ـــــ گوری شنکر ـــ یکم ستمبر ۱۸۵۷ء

شہر میں گندھک کی بے حد قلت ہے - بارود بنانے کا کارخانہ بند پڑا ہے - - تولا رام کو ریواڑی سے گندھک کا کچھ ذخیرہ بھیجنے کو کہا گیا ہے - قدرت اللہ بیگ کو چار لاکھ روپیہ مہیا کرنے کو کہا گیا تھا - اس نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا --- شاہی محل میں کہا جارہا ہے کہ یعقوب علی خان بادشاہ کے لئے بریلی سے سونے کے دو سو مہرے ، ایک پیالہ اور ایک ہاتھی لے کر آیا ہے - اس نے ابھی تک یہ نذرانہ پیش نہیں کیا ہے - خدا جانے اسے کس خاص موقعہ کا انتظار ہے ---- بادشاہ نے کل فرمان جاری کیا تھا کہ دہلی کے شہریوں کو چاہیئے کہ وہ شاہ زادوں کو کوئی رقم نہ دیں اور جنگ کے لئے چندہ صرف جنگی کونسل کے نامزد اشخاص کو ہی دیا جائے -

بلب گڑھ کے راجہ نے بادشاہ کے پیرو مرشد (میاں نصیر الدین) کالے صاحب کے لڑکے نظام الدین کے ہاتھ دس ہزار روپے بھیجے تھے - ملکہ زینت محل نے اس پر قبضہ کر لیا ہے ------- شہر کے تحصیلدار نے شہریوں سے لگان کی صورت میں ایک ہزار روپیہ وصول کیا ہے - پرگنہ پالم میں بھی لگان وصول کیا جا رہا ہے - انہوں نے وہاں سے بھی کافی رقم جمع کر لی ہے -

کیولری کی ہر رجمنٹ کو اب ٹکڑوں (ٹولوں) میں تقسیم کر دیا گیا ہے - ہر ایک ٹولے میں ایک ہی علاقے کے لوگوں کو جمع کر دیا گیا ہے - مثال کے طور پر ہانسی کے سواروں کا ایک ٹولہ ہے کلانور کا دوسرا وغیرہ وغیرہ - ایک ٹولہ دوسرے ٹولے کی بات نہیں سنتا ------- یہاں خبر ہے کہ انگریزی حکام نے بغاوت میں شامل ہونے والے سپاہیوں کی جائیدادیں ضبط کر لی ہیں اور ہر گاؤں کے نمبر دار اور دوسرے افسروں کے ذریعے ان کے متعلق تفتیش کی جا رہی ہے - باغی فوج کے سپاہی اس وجہ سے بہت خوف زدہ ہیں اور بھاگنے کی سوچ رہے ہیں - صرف تنخواہ ملنے کی امید میں یہاں رکے ہوئے ہیں -

(م - ک - حصہ دوئم ، ن ۱۷۰ ص ۷ - ۸)

(۱۱۲) ـــــ تراب علی ـــ یکم ستمبر، ۱۸۵۷ء

شہر میں موجود توپوں کے متعلق کافی تفتیش کے بعد مجھے پتہ چلا ہے کہ اب صرف پندرہ توپیں باقی بچی ہیں -ان میں سے چھ بریلی بریگیڈ کے پاس ، پانچ نصیر آباد بریگیڈ کے پاس اور چار بادشاہ کے ذاتی دستہ کے پاس ہیں - پرسوں تازہ تیار کئے ہوئے بارود کے ۲۷ ڈھول شاہی قلعہ پہنچادئے گئے تھے - کارخانہ میں اب تقریباً ساٹھ من کچا بارود باقی ہے - شہر میں گندھک کی شدید قلت ہے - جو بارود بنتا ہے وہ بھی تقریباً بے کار ہے - اب کونسل نے آتش بازی بنانے والوں کو دہلی بلایا جا رہا ہے تاکہ وہ یہاں آکر بہتر قسم کا بارود بنا سکیں لیکن ان میں سے کوئی ابھی تک یہاں نہیں پہنچا ہے -------- کورٹ یعنی جنگی مشاورتی کونسل کے ممبروں کے نام درج ذیل ہیں :

۱ - غوث محمد خان - جنرل نیمچہ فوج

۲ - ہیرا سنگھ - بریگیڈیر نیمچ فوج

۳ - بخت خان - جنرل بریلی فوج

۴ - محمد شفیع - رسالدار آٹھویں اریگولر رجمنٹ

۵ - حیات محمد - رسالدار چودھویں رجمنٹ

۶ - قادر بخش - صوبہ دار سیپرز اینڈ مائینرز

۷ - تھو - صوبہ دار ۷۲ ویں رجمنٹ

۸ - ہری دت - صوبہ دار ۹ ویں رجمنٹ

۹ - نامعلوم - صوبہ دار ہریانہ رجمنٹ

۱۰ - نا معلوم - صوبہ دار ۱۱ ویں رجمنٹ

۱۱ - نا معلوم - صوبہ دار ۵۴ ویں رجمنٹ

ان کے علاوہ کونسل میں دہلی کی ہر رجمنٹ کے پانچ پانچ سپاہی اور مولوی فضل حق بھی شامل ہیں --- جنرل بخت خان کی مجلس مشاورت میں بریلی کے مولوی سرفراز علی ، پلول کے مولوی امداد علی ، اور رسالدار محمد شفیع شامل ہیں - دربار میں یہ دونوں مولوی ہر وقت بادشاہ سلامت کے پاس ہوتے ہیں -

کل ٹونک کے دس آدمی یہاں پہنچے تھے - انہوں نے اطلاع دی ہے کہ ٹونک کے نواب نے کافی تحقیق کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ انگریزوں کے خلاف جہاد جائز نہیں - اس نے اپنی فوج سے کہا ہے کہ وہ انگریزوں کا حلیف ہے اور نمک حرامی کرنے کو تیار نہیں - وہ چاہیں تو اپنا ایمان خراب کر سکتے ہیں - اس کے بعد فوج کے تقریباً دو سو سپاہی فوج سے علیحدہ ہو کر چلے گئے -

مرزا الہی بخش کی ایک بیوی حج کے لئے روانہ ہوئی تھی وہ اب دھول پور کی قید میں ہے --------- کل ایک شخص نے یہاں آکر اطلاع دی کہ مہو کی فوج گولہ بارود اور توپوں کے ساتھ دریائے چمبل کے دوسرے کنارے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے - یہ فوج کچھ تو گاڑیوں کی کمی کی وجہ سے اور کچھ گوالیار کے راجہ کی کوششوں کی وجہ سے وہاں رکی ہوئی ہے --- نیمچ بریگیڈ میں اب تقریباً آٹھ سو افراد کم ہیں - یہ لوگ شاید آس پاس کے دیہاتوں میں چھپے ہوئے ہیں - تیسری لائٹ کیولری کے

بادشاہ سلامت نے کل ایک فرمان جاری کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ شہریوں کو چاہیئے کہ وہ چندہ کی رقم صرف مشاورتی کونسل کے نامزد افراد کو دیں - شاہ زادوں کو اس مقصد کے لئے کوئی رقم نہ دی جائے -

(م - ک - حصہ دوئم ، نمبر ۱۷۰ ص ۸ - ۹)

(۱۱۳) ------ تراب علی ---- ۲، ستمبر ۱۸۵۷ء

مجھے خبر ملی تھی کہ فوج کے کچھ افسر اپنی تنخواہ کا مطالبہ کرنے شاہی محل گئے ہیں - میں بھی

وہاں پہنچا - یہاں پر ہر عہدے کے تقریباً پانچ سو افسر، دیوان خاص میں شاہ زادہ مغل، مرزا ابو بکر اور مرزا خضر سلطان کو گھیرے کھڑے تھے اور با آواز بلند کہہ رہے تھے کہ حکیم احسن اللہ خان ان کی تنخواہوں کی ادائیگی میں مداخلت کر رہا ہے - وہ شاہ زادوں کو قید کرنے اور حکیم احسن اللہ خان کو قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے ان کی تنخواہیں نہ دی گئی تو وہ شہر کو آپس میں تقسیم کر کے لوٹ مار شروع کر دیں گے - وہ اپنے مطالبات کو منوانے کے لئے کافی دیر شور مچاتے رہے - مرزا مغل نے اپنی جان بچانے کے لئے آخر مرزا الٰہی بخش کو بلا بھیجا - وہ ان کو دلاسہ وغیرہ دے کر بادشاہ کے پاس لے گیا - بادشاہ نے کہا اس کے پاس کوئی رقم نہیں ہے جو وہ ان کو دے سکے - اس پر فوج کے افسروں نے دھمکی دی کہ وہ شاہی خاندان کے تمام افراد کو قتل کر کے محل اور شہر کو لوٹ لیں گے - یہ سن کر بادشاہ اپنے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے تخت کی گدی ان افسروں کے سامنے پھینک کر حکم دیا کہ شاہی محل کے تمام نوادرات اور شاہی خاندان کی بیگمات کے زیور ان کے حوالے کئے جائیں - اس کے بعد وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے رونے لگا اور کہا کہ اسے اپنے گناہوں کی سزا مل رہی ہے - اسے بھی اگر انگریزوں کے ساتھ قتل کر دیا جاتا تو اسکی اتنی بے عزتی نہ ہوتی - بادشاہ کو اس طرح زور شور سے روتے دیکھ کر بیگمات اور وہاں پر موجود درباریوں کے بھی آنسو نکل آئے - فوج کے افسر اپنی لاچاری اور غربت کے باوجود یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے - اسی دوران مرزا مغل چالیس ہزار روپے لے آئے اور افسروں سے درخواست کی کہ وہ رقم اپنی تنخواہ کی ایک قسط کے طور پر لے لیں - بعد میں شہر کے معززین کو جب یہ اطلاع ملی تو وہ سب محل میں جمع ہو گئے اور بادشاہ سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع کرنے کا وعدہ کیا --- یہاں پر جب تک انگریزی فوج کا قبضہ نہیں ہو جاتا، بادشاہ اور شہریوں کو ان فوجیوں سے نجات نہیں مل سکتی -

مفتی صدر الدین کے گھر پر کل رات بارہ بجے تک جلسہ ہوتا رہا - ان کا ایک وفد آج صبح بادشاہ سے ملنے گیا --- منشی آغا جان اور وارث علی نے ۳۱، اگست کو ایک ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک انہوں نے یہ رقم ادا نہیں کی - باغیوں نے آخر تنگ آکر سلاخیں گرم کر کے ان کے جسموں کو داغنے کی دھمکی دی تب جاکر انہوں نے یہ رقم ادا کی --- منشی آغا جان نے تو پھر بھی رقم دینے سے انکار کر دیا تھا مگر اس کے رشتہ داروں نے اس کی جان بچانے کے لئے یہ رقم ادا کر دی -

بخت خان نے کل کسی کو باغپت کا تحصیلدار مقرر کیا تھا وہ فوج کی دو کمپنیوں اور اریگولر کیولری کے دو سواروں کو لے کر وہاں گیا ہے --- موتی رام نے کل کارتوسوں کی دو من لوہیاں میگزین میں جمع کرائی تھیں - اس نے یہ لوہیاں میگزین کے خلاصیوں اور شہر کے سناروں سے حاصل کیں تھیں ---- لکھنؤ اور بریلی کے سفیر، دہلی کے حالات دیکھ کر حیران و پریشان ہیں - ان کو بادشاہ سے کسی قسم کی توقع نہیں -

(۱۱۴) ـــــ فتح محمد خان ـــــ ۲، ستمبر ۱۸۵۷ء

فوج کے تمام افسر کل تنخواہ کا مطالبہ کرنے کے لئے شاہی محل گئے تھے - کافی گڑ بڑ کا اندیشہ تھا - بادشاہ سلامت نے بہت مجبور ہو کر ان کو چالیس ہزار روپے دئے اور بقیہ رقم کی ادائیگی کے لئے ۱۵ دن کا وعدہ کیا - اب جو رقم ملی ہے اس کو فوج میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا

رسالدار - ۱۲ روپے
نائب رسالدار - ۸ روپے
جمعدار - ۶ روپے
دفعدار - ۵ روپے
سوار - ۳ روپے
سپاہی - ۲ روپے
کاریگر اور مزدور - ایک روپیہ

(میں نے تنخواہ کی تقسیم کی یہ فہرست رسالدار محمد شفیع کی رہائش گاہ پر دیکھی تھی)

افواج کی تنخواہ کا بندوبست کرنے کے لئے اب جو انتظامات کئے جا رہے ہیں، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

دلی کے شہریوں سے ایک لاکھ روپیہ چندہ جمع کیا جائے گا - اس مقصد کے لئے مسلمانوں کی ذمہ داری مفتی صدرالدین کو اور ہندوؤں کی ذمہ داری لالہ مکند لال کو دی گئی ہے - ان دونوں نے پندرہ دن کے اندر یہ رقم جمع کرنے کا وعدہ کیا ہے - انہیں پوری امید ہے کہ اس وقت تک انگریز دلی فتح کر چکے ہوں گے -

کل میر غلام علی کو باغپت کا تحصیلدار مقرر کیا گیا تھا - وہ رسالدار مرزا امیر بیگ کے زیر کمان انفنٹری کی دو کمپنیاں اور اریگولر کے دو سوار ساتھ لے کر باغپت روانہ ہوا ہے - مرزا مغل کو دوبارہ سپہ سالار مقرر کر دیا گیا ہے ـــــ شہر کے تمام انتظام اور لگان وغیرہ کی ذمہ داری بادشاہ کے ہاتھ میں ہے - ـــــ گندھک کی قلت کی وجہ سے بارود کا کارخانہ بند پڑا ہے ـــــ نیمچہ بریگیڈ کو کچھ نئی توپیں دی گئی ہیں -

نصیر آباد، بریلی اور نیمچہ بریگیڈ کے تمام افسر کل بخت خان کی رہائش گاہ پر جمع ہوئے - انہوں نے اپنی اپنی تلواریں درمیان میں رکھ کر قسم کھائی ہے کہ زندگی اور موت میں وہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے -

پہاڑی کے انگریز مورچے سے جو گولہ باری کی گئی تھی اس سے شاہی برج کو کافی نقصان پہنچا ہے ـــ نیمچہ بریگیڈ کے جنرل غوث محمد کو اس مورچہ کو فتح کرنے کو کہا گیا ہے - وہ عنقریب

اس مورچہ پر حملہ کرے گا ـــــ ساٹھویں انفنٹری کے ایک سپاہی ، امیر خان کا بھائی لکھنؤ کے قریب چندر گڑھ نامی گاؤں سے کل یہاں آیا ہے - اس نے اطلاع دی ہے کہ انگریزی فوج نے بغیر گنج پہنچ کر مورچہ قائم کر لیا ہے - وہاں پر کئی روز سے جنگ ہو رہی ہے ـــــ ارگیولر فوج کا رسالدار برکت احمد گولہ لگنے سے ہلاک ہو گیا ہے - فوج میں اس کا بے حد افسوس کیا جا رہا ہے ـــــ آج جب نیمچ فوج کی حاضری لی گئی تو پتہ چلا کہ مختلف رجمنٹوں سے تقریباً چھ سو آدمی غائب ہیں - یہ بریگیڈ اب کافی دل برداشتہ ہے -

(م - ک - حصہ دوئم ، ن ۱۷۳ ص ۱۶ - ۱۷)

(۱۱۵) ـــــ گوری شنکر ـــــ ۲ ستمبر ۱۸۵۷ء

کل تنخواہ کی ادائیگی کے لئے شاہی محل میں کافی ہنگامہ ہوا - فوج کی دو کمپنیوں نے بادشاہ کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر لیا اور فوج کے صوبے دار اپنی فوج کا مطالبہ کرنے لگے - بادشاہ سلامت نے فوراً باہر آکر جواب دیا کہ اس نے انھیں نہ تو وہاں آنے کی دعوت دی تھی اور نہ ہی وہ ان کے یہاں آنے سے خوش ہیں - اس کے پاس کوئی رقم باقی نہیں رہی جو وہ ان کو دے سکے اس پر کافی دیر تک بحث و مباحثہ ہوتا رہا - آخر کار رسالدار سلیم شاہ نے بیچ بچاؤ کرکے معاملہ طے کیا اور بادشاہ ان کو چالیس ہزار روپیہ دینے کو تیار ہو گیا ـــ صوبہ داروں نے کہا کہ یہ رقم فوج کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے ناکافی ہے اس پر بادشاہ نے سونے کے ۱۰۱ مہرے جو بریلی کے نواب نے اسے نذرانہ کے طور پر بھیجے تھے انکو دینے کے لئے تیار ہو گیا لیکن پھر بھی صوبہ داروں کی تسلی نہ ہوئی - اس کے بعد بادشاہ نے شاہی بیگمات کے زیور بھی انکو دینے کا وعدہ کیا اور اپنے تخت کی گدی کو انکے سامنے پھینک کر کہا کہ یہ بھی لے جاؤ درباریوں کا اس بات پر بہت اثر ہوا اور انھوں نے صوبیداروں کو بھگا بھگا کر دربار سے باہر نکال دیا - سچ تو یہ ہے کہ فوج کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے یہاں پر کافی ہنگامے ہوئے ہیں - شہر اور محل کے رہنے والوں کو اب صرف خدا ہی بچا سکتا ہے

کل مورچوں پر دہلی بریگیڈ پہرہ دے رہا تھا - آدھی رات کے وقت جب نیمچ بریگیڈ انکی جگہ لینے کے لئے وہاں پہنچا تو دہلی بریگیڈ نے یہ کہتے ہوئے کہ جھگڑوں کو یہ ذمہ داری نہیں دی جاسکتی وہاں سے جانے سے انکار کر دیا - آخر جب نصیر آباد کے بریگیڈ کو اس جھگڑے کی اطلاع ملی تو اس نے وہاں پہنچ کر معاملہ رفع دفع کیا اور مورچوں پر اپنا پہرہ مقرر کر دیا -

بلب گڑھ کے راجہ نے بادشاہ کو یہ خط بھیجا ہے کہ اس نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ محرم منایا ہے - اور وہ اسلام قبول کرنے اور بادشاہ کے دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑے کھانے کے لئے بے چین ہے ـــ مجھے ایک نہایت خفیہ طریقے سے اطلاع ملی ہے کہ گوالیار کے راجہ نے انفنٹری کی تین بٹالیاں اور کیولری کی ایک رجمنٹ باغیوں کی مدد کے لئے روانہ کی ہیں - یہ فوج دریائے چمبل کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے - بارش کی وجہ سے دریا میں طغیانی آگئی ہے اس لئے وہاں پر پل بنانے سے قاصر ہے -

(م ، ک ، حصہ دوم ن ۱۷۳ ، ص ۱۵-۱۶)

(۱۱۶) ـــــ تراب علی ـــ ۶، ستمبر ۱۸۵۷ء

آج ایک شخص مخبری کرتے ہوئے پکڑا گیا - انہوں نے اس کے دانت توڑ ڈالے اور لب کاٹ دیئے اور مار مار کر وہ حالت کی کہ بیان سے باہر ہے - ایک اور سپاہی بیڑیوں کے قریب جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا گیا - سپاہیوں نے مار مار کر اس کے ٹکڑے کر دیئے -

کل شام کچھ سپاہی اور ہندوستانی سوار جنکی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہو گی دیوان گنج کے قریب بازار میں اکٹھے ہو گئے اور بادشاہ سے شہزادوں کی برطرفی، زینت محل کے بیٹے جواں بخت کو سپہ سالار مقرر کرنے اور انگریزوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد جواں بخت کو بادشاہ بنانے کے مطالبات کرنے گئے - اس قسم کے مطالبات کر کے یہ لوگ زینت محل سے کچھ رقم پیشگی لینا چاہتے تھے - اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے مطالبات کا کیا نتیجہ نکلے گا - مجھے یقین ہے کہ ملکہ اس منصوبے کو قبول نہیں کریں گی -

کچھ دن ہوئے ایک شاہ زادے کو پچاس سواروں کے ساتھ جھجر سے رقم لانے کے لئے بھیجا گیا تھا - اب مرزا خدا بخش ایک اور پیغام لے کر روانہ ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رقم شاہ زادے کی بجائے ان کو دی جائے - ساٹھ ہزار روپے کی یہ رقم ابھی تک یہاں نہیں پہنچی -

شیخ برکت علی کے توسل سے میں نے گھاٹ کے داروغہ کو اپنی طرف کر لیا ہے - اس نے کشتی والوں کو ورغلانے کا وعدہ کیا ہے - بہتر ہو گا کہ اس داروغہ کو ہٹا کر اس کی جگہ کسی دوسرے داروغہ کا تقرر کر دیا جائے - اگر آپ فتح محمد خان کے اس عہدے پر تقرری کی سفارش کر دیں تو یہ کام بخوبی سر انجام دیا جا سکتا ہے -

الگزنڈر کے پچاس سپاہیوں میں سے سولہ سپاہی بھاگ گئے ہیں ---- ایک شاہ زادہ کسی مقصد کے لئے قطب گیا ہوا ہے - دس سواروں کا ایک دستہ آج اس کی تلاش میں نکلا ہے ------ گڑھی خسرو کے نمبردار کی درخواست پر حکم ہوا ہے کہ فوج کی ایک رجمنٹ، دو پلٹنیں، اور تین توپیں وہاں جاکر خزانے کو ساتھ لائیں ------- آج بارہ بجے یہاں خبر ملی ہے کہ انگریزوں نے تغلق آباد کے قلعے پر قبضہ کر لیا ہے - مذکورہ بالا فوجی دستہ آج چار بجے قطب صاحب کی طرف روانہ ہو ہے - میں نے یہ خبر کئی سواروں سے سنی ہے لیکن پھر بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بالکل صحیح ہے ------ آج بخت خان نے کہا ہے کہ منظوری دے دی جائے تو وہ ریواڑی جاکر، تولہ رام نے جو رقم اکٹھی کی ہے اسکو اور اس کے آس پاس کے ضلعوں سے بھی کچھ رقم لے آئے اور وہاں کا بند و بست بھی ٹھیک کر آئے ------- بخت خان کو یہ حکم نامہ مل گیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ جاتا ہے یا نہیں ----- الور کا وکیل ایک عرضی لے کر یہاں پہنچا ہے - اس نے کوئی نذر پیش نہیں کی -

یہاں یہ افواہ گرم ہے کہ باغیوں نے آگرہ پر قبضہ کر لیا ہے - پانچ تیز رفتار سواروں کو اس کی تصدیق کے لئے بھیجا گیا ہے ------ نیمچ فوج نے جو توپیں بنائی تھیں وہ کچی دھات کی بنی ہوئی

ہیں اور گھوڑوں کے کھینچنے کے قابل نہیں ----- کلو مستری کو بندوقوں کے لئے ٹوپیاں بنانے کے لئے ۵۵۰ روپے انعام میں ملے ہیں ----- داروغہ مظہر علی خان نے ان ٹوپیوں کے لئے مسالہ تیار کر لیا ہے جسکی وجہ سے اس کی بڑی آؤ بھگت ہو رہی ہے اور وہ اپنے کارناموں کی شیخیاں اپنے دوستوں کے سامنے بگھارتا پھرتا ہے - انگریزی حکومت کے خیر خواہوں نے اسے یہ کام جاری رکھنے سے منع کیا ہے اور جو تحفے تحائف اس کو ملے ہیں انہیں واپس دینے پر زور دیا ہے ----- خانم بازار کا ایک سپاہی اور ایک بندوق ساز بھی بندوقوں کے کارتوسوں کی ٹوپیوں کے لئے مسالہ بنا رہے ہیں لیکن یہ بالکل بے کار ہے ----- نئے مورچے سے دو توپیں تیلی واڑہ روانہ کر دی گئی ہیں ----- کچھ سوار یہاں آئے ہیں -

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۸)

(۱۱۷) ----- فتح محمد خان ---- ۶ ، ستمبر ۱۸۵۷ء

باغی فوجیں آج انگریزی فوج کی مدد کے لئے آنے والی محاصرہ شکن گاڑی کی خبر سن کر کافی گھبرا گئی ہیں ----- بخت خان بادشاہ سے ملنے گیا اور کہا کہ میں کئی دن سے بار بار کہہ رہا تھا کہ اس گاڑی کو پانی پت میں روکنے کے لئے فوج بھیجی جائے لیکن کسی پر میری بات کا اثر نہ ہوا - اب یہ گاڑی یہاں پہنچ گئی ہے اور ہمیں مصیبت میں ڈال دیا گیا ہے ----- اس خبر پر شہر کے لوگ پریشان ہیں

مالا گڑھ سے خبر آئی ہے کہ وہاں مدد کے لئے میرٹھ سے فوج پہنچ گئی ہے ----- آج شام چار بجے میں مرزا صاحب (مرزا الہی بخش) سے ملنے گیا تھا ----- آج تقریباً پانچ سو سوار خوراک کی کمی کی وجہ سے بھاگ گئے ہیں ----- محل سے حکم جاری ہوا ہے کہ جو فوج غازی آباد گئی ہے اسے وہیں ٹھہرنا چاہئے ----- یہاں انگریزی فوج میں اضافے کی اطلاع ہے چنانچہ اس سے ڈر کر پرانا قلعہ اور قطب صاحب کی طرف فوج بھیج دی گئی ہے تاکہ انگریزی فوج پر نظر رکھی جائے - کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک شہر پر حملہ کر دے -

(م - ر - جلد ۳ - ص ۱۹۸)

(۱۱۸) ----- گوری شنکر ---- ۶ ، ستمبر ۱۸۵۷ء

کل ایک پلٹن ، ۵۰۰ سو سوار ، دو توپیں ولی داد خان کی مدد کے لئے مالا گڑھ روانہ ہوئیں - یہ مشہور کیا گیا ہے کہ یہ ہنڈن میں جا کر مورچہ قایم کرے گی لیکن دراصل یہ مالا گڑھ اور شام گڑھ کے نزدیک شاہدرہ کی طرف گئی ہے - وہاں پر پہلے ہی ایک مورچہ تھا - اب اسکو دوگنا کر دیا گیا ہے اور فوج کی تعداد بھی بڑھا دی گئی ہے ----- اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کسی فوج کے روانہ ہونے سے پہلے اس کی منزل کے متعلق غلط افواہیں اڑا دی جائیں گی - اگر فوج مشرق کی طرف

جانے والی ہو تو یہ اڑا دیا جائے گا کہ وہ مغرب کی طرف جارہی ہے تاکہ دشمن کو فوج کی حرکات کا صحیح علم نہ ہو۔

جہاں تک چندے کا تعلق ہے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اب تین قسم کے چندے ہوں گے۔ امیروں اور رئیسوں سے ایک ہزار روپے، ان سے کم درجہ لوگوں سے ۱۰۰ روپے لئے جائیں گے۔ چندہ ہر شخص سے لیا جائے گا اور اس میں مذہب یا ذات پات کی تمیز نہیں ہوگی۔ اس فیصلے کو کونسل نے کل اور آج منظور کرلیا تھا۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ایک بہت بڑی رقم اکٹھی ہو جائے گی ------ آج پچیس سوار رقم لینے لونی (Loney) گئے ہیں ------ تولا رام نے ریواڑی سے ابھی تک رقم نہیں بھیجی۔ آج کونسل میں اس کا تذکرہ ہوا تھا۔ اس نے چھ لاکھ کی رقم اکٹھی کی ہے۔ اس نے اس رقم کو بھیجنے کے لئے ۲۰۰۰ ہزار تھیلے مانگے تھے۔ سات سو تھیلے اسے بھیجے جا چکے ہیں۔ بقیہ ابھی تک اسے نہیں ملے۔ حکیم احسن اللہ خاں ہمیشہ بادشاہ سے اس کی برائی کرتا رہتا ہے اور شاہی قلعے کے لوگ اس معاملے میں حکیم صاحب کو قابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ تولا رام کو آج پھر یاد دہانی کا خط لکھا گیا ہے۔

قطب صاحب کے قریب مٹکاف کے گھر سے جو فوج آج مہرولی گئی تھی وہ وہاں سے کافی سامان اٹھا کر شاہی قلعے میں لے گئی ہے ------ سلیم گڑھ میں آٹھ توپوں کا اضافہ کیا گیا ہے لیکن تمام زنگ آلودہ اور بے کار ہیں ------ ہانسی کے سواروں نے اطلاع دی ہے کہ ہندوستانی سواروں اور انفنٹری کے دو دستے کچھ توپوں کے ساتھ ملتان سے بہاولپور کے راستے حصار میں چھوٹے کالک تک پہنچ گئے ہیں ------ شہر میں یہ خبر مشہور ہے کہ انگریزوں کی ایک فوج اجمیر سے اکبر آباد روانہ ہو گئی ہے اور مالا گڑھ پر دوبارہ قبضہ کرنے والی ہے۔ مالا گڑھ کے نواب نے بادشاہ سے مدد مانگی ہے ------ پرانے قلعے میں ابھی تک دو توپیں اور کچھ اسلحہ موجود تھا۔ کل یہاں کچھ اور توپیں اور اسلحہ بھیجا گیا ہے ------ کوئل میں امن و امان قائم ہو جانے کی اطلاع ملی ہے اور انہوں نے آگرہ کو مدد بھیجی ہے ------ ریواڑی میں جو تولا رام کے زیر اثر نہیں، بغاوت پھیلی ہوئی ہے اور لوگ لوٹ مار کر رہے ہیں اور آپس میں دنگا فساد میں مصروف ہیں۔ شہر کے بہت لوگ تولا رام سے ناراض ہیں اور اس کے خلاف بادشاہ سے شکایت کی ہے ------ یہاں یہ اطلاع ہے کہ انگریزوں نے گڑگاؤں میں مورچہ قائم کر لیا ہے اور وہاں کے انتظام کے لئے ایک افسر کو مقرر کیا ہے۔ ان لوگوں کا ارادہ وہاں فوج بھیجنے کا ہے۔

------ بعد کی اطلاعات ------

آپ نے جو خط بھیجے تھے وہ مل گئے ہیں اور ان کے مندرجات کی اطلاع دے دی گئی ہے جب یہ خطوط ملے اس وقت دربار معطل ہو چکا تھا اس لئے جو کچھ آپ نے مجھے لکھا میں نے اس کی اس وقت اطلاع کرنی مناسب نہ سمجھی کیونکہ میں چاہتا تھا کہ یہ اطلاع ایک دو اشخاص کی بجائے بھرے دربار میں ہر خاص و عام کو دوں۔ اگر میں نے یہ اطلاع صرف قلعے میں دی ہوتی تو اس کی زیادہ تشہیر نہ ہوتی۔ میں یہ اطلاع کل پیش کروں گا۔

آج ہفتے کا دن ہے ۔ تغلق آباد کا نظم و نسق سدھارنے کے لئے ایک پلٹن اور دو توپیں یہاں سے روانہ ہوئی ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ مالا گڑھ میں کافی گھمسان کی جنگ جاری ہے ۔ جس دن ہماری توپیں مدد کے لئے مالا گڑھ پہنچیں اس دن رسالدار رادھا کشن بھی چوتھی ارریگولر فوج لیکر وہاں پہنچا ۔

(ر ۔ م ۔ جلس ۳ ص ۱۹۸)

(۱۱۹) ــــــ تراب علی ــــ ۶ ، ستمبر ۱۸۵۷ء

گوالیار کے سوار اور بریلی کی فوج کے کچھ افسر آج دربار میں حاضر ہوئے اور گستاخانہ انداز میں اپنی تنخواہ کا مطالبہ کرنے لگے ۔ بادشاہ سلامت نے جواب دیا کہ جس دن سے تم لوگ یہاں آئے ہو میں سر پر کفن باندھے بیٹھا ہوں اور ہر لحہ اپنی موت کا انتظار کر رہا ہوں ۔ بہتر ہوگا کہ تم ہی مجھے مار ڈالو ۔

جنوبی ہند سے آئے ہوئے باغیوں میں سے آج تقریباً چھ سو سوار بھاگ گئے ۔ جنگی کونسل نے آج فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ اگر کوئی سپاہی بھاگتا نظر آئے تو اسے گرفتار کر لیا جائے ــــــ مالا گڑھ کے نواب نے ایک عرضی بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ مشرق کی طرف سے انفنٹری کے جن دو دستوں نے مالا گڑھ پر چڑھائی کی تھی انہیں روک دیا گیا ہے ۔ اس نے امید ظاہر کی ہے کہ بادشاہ سلامت اس کی مدد کے لئے فوج بھیجیں گے تاکہ وہ کوٹلہ فتح کرنے کے بعد میرٹھ پر چڑھائی کر دے ــــــ آج شہر کے اندر مقیم فوجوں کو گنتی اور پریڈ کے لئے شہر سے باہر لے جایا گیا ۔

پہلی رجمنٹ کے رسالدار کا بھائی تقی بیگ ملتان سے یہاں آپہنچا ہے اور اس نے اطلاع دی ہے کہ ملتان کی فوج جس میں ارریگولر کی پہلی رجمنٹ اور انفنٹری کی دوسری رجمنٹ کا ایک دستہ شامل ہے ، بہاولپور کے راستے ہانسی تک پہنچ گئی ہے اور وہ ایک ہراول دستہ لے کر یہاں آیا ہے ۔ بقیہ فوج سات یا دس دن کے اندر دہلی پہنچ جائے گی ــــــ ڈاکٹر وزیر علی خان جو سو سواروں سمیت دریائے چمبل کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے آج یا کل فوج کو لینے کے لئے گوالیار روانہ ہوگا ۔ مدد آنے تک یہاں کی فوج کا حوصلہ کافی پست ہے ۔ جب تک یہ مدد نہیں پہنچ جاتی یہ لوگ حملہ نہیں کریں گے ۔ البتہ توپیں اپنی گولہ باری جاری رکھیں گی ــــــ کل دو زمینداروں نے آکر بخت خاں کو اطلاع دی کہ آج رات یا کل ، انگریزی کیمپ کی ایک کشتی پل کو تباہ کرنے کے لئے آئیگی ۔ بخت خان ان دونوں زمینداروں کو مرزا مغل کے پاس لے گیا اور ان کو اس کی تحویل میں دے دیا ــــــ اطلاع ملی ہے کہ لکھنو میں اب کوئی انگریز باقی نہیں رہا اور الہ آباد تک بادشاہ کا پرچم لہرا رہا ہے ۔

(ر ۔ م ۔ جلد ۳ ص ۱۹۸)

(ڈاکٹر وزیر خان اکبرآبادی کے حالات زندگی کے لئے دیکھئے " غدر کے چند علما ۔ از مفتی انتظام اللہ شہابی ، دہلی دینی بک ڈپو ۱۹۷۹ ص ۸۰ ۔ ۹۰)

(۱۲۰) ـــــ فتح محمد خان ـــــ ۶، ستمبر ۱۸۵۷ء

نیمچہ فوج کی میگزین تیار ہو گئی ہے اور آج اسے ان کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ دوسری بیٹریز (Batteries) سے لے کر کچھ گھوڑے بھی ان کو دے دئے گئے ہیں ـــــ بادشاہ سلامت نے آج راکٹ والی سات توپوں کا معائنہ کیا اور انہیں منظور فرمایا۔ کل ان کو ان کی طے شدہ جگہ پر نصب کر دیا جائے گا اور یہ انگریزی فوج پر گولہ باری شروع کر دیں گے ـــــ شہر کی فوج نے آج پھر باہر آکر پریڈ کی اور ہر رجمنٹ کو جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا اور ان کو کہا گیا کہ یہ میدان سے بھاگنے کا وقت نہیں بلکہ ہر شخص کو چاہیئے کہ میدان میں جم کر آخری دم تک دشمن کا مقابلہ کرتا رہے ـــــ رام جی مل گڑ والے اور دوسرے ساہوکاروں سے رقم طلب کی گئی ہے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل شرطوں پر یہ رقم قرض دینے کا وعدہ کیا ہے:

- (۱) اس تمام رقم کا حساب کتاب ان کے پاس رہے گا۔
- (۲) جو رقم طلب کی گئی ہے بعد میں اس میں کوئی تبدیلی یا اضافہ نہیں ہو گا۔
- (۳) اس رقم کا حساب کتاب اور ادائیگی ایک سال کے بعد ہو گی۔

لکھنؤ کے ایک شخص نے یہاں آکر اطلاع دی ہے کہ انگریزی فوج کو بشیر گنج میں زبردست شکست ہوئی اور اس کے وہاں سے روانہ ہونے کے وقت ایک دوسری جنگ کے لئے تیاریاں کی جا رہی تھیں۔

بریلی کی فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے کافی ہنگامہ کر رہی ہے اور وہ اس کے لئے بغاوت کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ روپے پیسے کی قلت کی وجہ سے بہت سے سوار یہاں سے بھاگ رہے ہیں ـــــ پلوں کے حفاظتی دستوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی سوار بغیر اجازت پلوں کے پاس جائے تو اسے گرفتار کر لیا جائے ـــــ عید گاہ سے روہیلہ خان کی سرائے تک ہر جگہ سپاہی پہرہ دے رہے ہیں اور برج کی طرف سے آنے والے ہر شخص کو گرفتار کر لیتے ہیں ـــــ میں نے ہرکاروں کو اس سے آگاہ کر دیا ہے اور ان کو ہر قسم کی احتیاط کرنے کی تاکید کر دی ہے۔

(ر - م - جلد ۳ ص ۱۹۸)

(۱۲۱) ـــــ تراب علی ـــــ ۷، ستمبر ۱۸۵۷ء

آج شام دو بجے بادشاہ سلامت نے ایک حکم جاری کیا ہے جس کی شہر بھر میں منادی کی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ہر شخص کو خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو خواہ وہ شاہی ملازم ہو یا نہ ہو خواہ وہ اس شہر کا باشندہ ہو یا نہ ہو چاہیئے کہ وہ محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرے۔ فتح کے بعد سوائے اسلحہ اور بارود کے، لوٹ مار کا سارا سامان جس کے ہاتھ آئے گا اسی کا ہو گا۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اس مقصد کے لئے جان و مال کی بازی لگا دے۔ اس شہر کے لوگوں کی زندگی اور مستقبل کا انحصار اسی جنگ پر ہے۔ ہر وہ شخص جو جان بوجھ کر اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں غفلت

No. 2983. No. 188. 7/2 175

From

G. C. Barnes Esquire,
Commissioner & Supdt.
Cis Sutlej States

To,

A. Brandreth Esquire,
Offg. Secretary to Chief Commissioner
for the Punjab

Dated Umballah. 21st July 1857.

Political. Sir,

I beg to send a translation of Delhi news. Moonshee Mujeeb Ali mentions that the Gwalior Contingent, after plundering part of the City of Agra, had moved on towards Delhi. There is no trace of the Jyepore Force that was at Hodul. It is stated that Jehangir Pal, who had headed a notable insurrection at Meerut, had been attacked and killed with 600 of his followers. The other news will be telegraphed.

I have the honor to be
Sir,
Your most obedt. Servt.

G C Barnes
Commissioner & Supdt.
C. S. S.

there any certainty of the time or place of attack.
So please do not blame me, as usual, for
sending false news. Only be on the alert. This plan
has been concocted by General Ghous Mohamed
of the Neemuch Brigade. It is reported in the
City that two small Guns have been recovered
from the Hindun river.

Gowree Shunker. The troops that man the
Kudseea Bagh Battery, always come and
go by the Cashmere Gate, and not by the Wicket
of the "Furrash Khana". One of the Gates only
is open, and the other is shut. The detachments
on duty at the other Batteries, pass to & fro' by
the Ajmere and Lahore Gates. The force sent
out to assist the Chief of Malagurh, returned
to Delhee yesterday, and the detachment of
six companies and two guns sent to the Hin-
-dun Bridge, has also come back. The army
dwindles away day by day. Two or three troopers
from Alligurh have fled into Delhee with the
news that the English troops occupy Alligurh.
Yesterday, Bheemajee Rao, with his retinue
of 350 men, started from Delhee. Another
fracas took place yesterday about pay, and
the City Brigade was under arms in the after-
-noon. Promises have been made that pay will
certainly be issued in five days. The day
before yesterday, twenty Carts laden with sugar,
were seized at Shahdera and brought into
the Fort. It is not known who is the owner. A

94

Proclamation has been issued in the City that every man should fight as if they were of one body and with one life. Every Hindoo and Moosulman has been sworn by oaths the most binding upon his religion, to go forth and attack the English. Nawabs Ameenooddeen and Zyaooddeen and other Nobles of the City are anxious to escape, and already six men of note in the City have succeeded in leaving Delhee. Two days ago a body of four hundred fanatics came in from Gwalior. They are entirely destitute of means. Boodhun Saheb, the son of Nawab Mohummud Meer Khan, asked if they had any money to buy food. They replied those who have come to die have no need of food. They go out to the Batteries, and have had a place for encampment assigned to them. About 1500 troopers of the Cavalry are all ready to desert and leave Delhee. —

E. Barnes

Commissioner & Sup

[illegible]

کرے گا ، اسے ملک کا دشمن تصور کیا جائے گا - اس کے بعد پریڈ ہوئی اور شاہی فرمان کی ایک ایک نقل ہر شخص کو دے دی گئی - یہاں پر ہر معاملے کو راز میں رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے -

کوتوالی کا ایک منشی قرآن کریم کو ہاتھ میں لئے ہوئے شہر کا گشت کر رہا ہے اور ہر سپاہی کو اس کی ذمہ داریاں سمجھا رہا ہے ------ کسی شخص کو بھی انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کے وقت کی اطلاع نہیں دی جاتی تاکہ انگریزوں کو اس کی اطلاع نہ ہو جائے - اور اس حملے کے لئے تیار نہ ہوجائیں - یہ حملہ آج رات یا کل کیا جائے گا - مذکرہ بالا فرمان کا اعلان اگرچہ کل نقارہ کے ساتھ شہر بھر میں کیا گیا تھا - لیکن پھر بھی آپکو چاہیے کہ آپ اس پر پوری طرح اعتبار نہ کریں - اور نہ میری ارسال کردہ حملے کی تاریخ اور وقت پر ------ میں یہ سب کچھ آپ کو اس لئے لکھ رہا ہوں تاکہ آپ حسب معمول مجھ پر یہ الزام نہ لگائیں کہ میں جھوٹی خبریں بھجتا رہتا ہوں آپکو چاہیے کہ آپ ہوشیار رہیں - حملے کا یہ منصوبہ نیمچ فوج کے جنرل غوث نے تیار کیا ہے ------ اطلاع ملی ہے کہ باغیوں نے دریائے ہنڈوں سے دو چھوٹی توپیں نکال لی ہیں -

(ر - م - جلد ۳ ۱۰۲ ، ۱۹۹)

(۱۲۲) ------ گوری شنکر ---- ۷ ستمبر ۱۸۵۷ء

قدسیہ باغ کے توپ خانہ پر جو فوج پہرہ دیتی ہے وہ فراش خانہ کے قریب پھاٹک کی کھڑکی کے ذریعے نہیں بلکہ کشمیری دروازے سے آتی جاتی ہے اس دروازے کا صرف ایک پھاٹک کھولا جاتا ہے اور دوسرا بند رہتا ہے - دوسرے توپ خانوں پر جو فوج مقرر ہے وہ لاہوری اور اجمیری دروازوں سے آتی جاتی ہیں ----- مالاگڑھ کے حکمران کی مدد کے لئے جو فوج بھیجی گئی تھی وہ آج واپس دہلی پہنچ گئی ہے اور دریائے ہنڈوں کے پل پر جو چھ کمپنیاں اور دو توپیں بھیجی گئی تھیں وہ بھی دہلی واپس آگئی ہیں ------ یہاں پر فوج اب دن بدن کم ہوتی جارہی ہے ---- علی گڑھ سے دو یا تین سپاہی بھاگ کر یہاں آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ انگریزی فوج نے علی گڑھ پر قبضہ کر لیا ہے -

بھیم جی راؤ کل اپنے تین سو سواروں سمیت شہر سے بھاگ گیا - تنخواہ کی ادائیگی کے لئے کل پھر جھگڑا ہوا اور شہر کی فوجیں اپنے ہتھیار ڈال کر بیٹھ گئیں - ان سے وعدہ کیا گیا ہے کہ پانچ دن کے اندر انکی تنخواہ کی ادائیگی کر دی جائے گی - پرسوں شاہدرہ کے قریب شکر سے لدے ہوئے بیس چھکڑے پکڑے لئے گئے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ انکا مالک کون ہے انکو شاہی قلعہ میں بھیج دیا گیا ہے -

شہر میں اعلان کیا گیا ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ فوج کے ساتھ یک دل و یک جان ہو کر دشمن کا مقابلہ کرے - ہندؤں اور مسلمانوں کو انکی مذہبی کتابیں دے کر قسم لی گئی ہے کہ وہ محاذ پر جاکر انگریزی فوجوں کا مقابلہ کریں گے -

نواب امین الدین نواب ضیاء الدین اور شہر کے دوسرے امراء بھاگنے کی فکر میں ہیں - اور ان میں سے کئی شہر سے بھاگنے میں کامیاب ہو چکے ہیں - دو دن ہوئے تقریباً چار سو غازیوں کا

ایک دستہ گوالیار سے پہنچا تھا - یہ لوگ بالکل کنگال ہیں -

نواب محمد میر خاں کے صاحبزادے میاں بڈھو، نے ان سے دریافت کیا ان کے پاس خوراک وغیرہ کا بندوبست ہے انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ شہادت کے لئے وہاں پہنچے ہیں انکو خوراک وغیرہ کی ضرورت نہیں - یہ لوگ محاذوں پر جا کر لڑتے ہیں انکی رہائش وغیرہ کا انتظام کر دیا گیا ہے - کیولری کے تقریباً ایک ہزار سوار دہلی سے فرار ہونے کے لئے تیار ہیں

(ر - م - جلد ۲۰، ص - ۱۹۹)

(۱۲۳) ـــــــ فتح محمد خان ـــــ ۱۰، ستمبر ۱۸۵۷ء

آپ کے حکم کے مطابق میں کل شام شہر کے ہر حصے میں باغی فوج کا جائزہ لینے گیا تھا - قلعہ میں اور لاہوری اور دہلی دروازوں پر پہرہ پہلے کی نسبت کافی سخت کر دیا گیا ہے - اور انگریزی فوج کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر قسم کی تیاریاں کی جارہی ہیں - شہر کے ہر دروازے پر بھاری توپیں نصب ہیں - دیوان عام پر چار توپیں نصب کی گئی ہیں - انکے ساتھ بارود کے چار چھکڑے بھی نصب ہیں - سلیم گڑھ کے قلعہ کی حفاظت کے لئے جو مورچہ قائم کیا گیا ہے اسکے چاروں طرف توپیں لگی ہوئی ہیں - کشمیری دروازے سے لے کر لاہوری دروازے تک فوج کا زبردست پہرہ ہے - سڑک کے دونوں طرف ہر گھر میں نیچے سے لے کر اوپر تک سپاہی جمع ہیں - کیولری کی فوج دریا کے کنارے لال ڈگی اور فلور ملز کے قریب متعین ہیں - اسکی ایک بڑی تعداد دہلی دروازے کے قریب شاہی مسجد میں بھی موجود ہے - فوج کے کچھ سوار شہر میں بھی گشت کر رہے ہیں - شہر کے ہر دروازے پر ایک توپ نصب ہے - کشمیری دروازے میں اندر کی طرف چار توپوں کا مورچہ قائم کیا گیا ہے -

ہر جگہ توپوں کی تعداد پہلے کی نسبت بڑھا دی گئی ہے اور ہر توپ کا بڑی احتیاط کے ساتھ تیار کیا گیا ہے - دیواروں پر پہرہ کی تعداد پہلے کی نسبت بڑھا دی گئی ہے - اور پہرہ بھی بڑی مستعدی اور احتیاط کے ساتھ دیا جا رہا ہے - شہر میں نہر کے تمام پل قائم ہیں - دہلی اور میرٹھ کی رجمنٹیں بھی شہر میں ہیں ـــــ غازی حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں انکی اب علیحدہ پلٹن بنا دی گئی ہے

(م - ک - حصہ دوئم، ن ۱۸۷۰ - ص - ۵۲)

(۱۲۴) ـــــــ گوری شنکر ـــــ ۱۰، ستمبر ۱۸۵۷ء

آپ کے حکم کے مطابق میں نے مندرجہ ذیل اطلاعات جمع کی ہیں

- (۱) شہر کے تمام دروازوں خصوصاً کشمیری کابلی لاہوری اور اجمیری کا دفاع مضبوط کر دیا ہے اور ان سب پر اب پہلے کی نسبت بڑا سخت پہرہ مقرر ہے - انگریزی فوج کی گولہ باری نے کشمیری دروازہ کابلی دروازہ اور پانی والے برج کے مورچہ کو خاموش کر دیا ہے - شاہی برج بالکل تباہ ہو

گیا ہے - برج سے لے کر گرجا گھر تک شہر کی دیوار مسمار ہو چکی ہے - باغیوں نے کابلی دروازے کو اینٹوں اور پتھروں سے چن دیا ہے - لال دروازے کے صرف پھاٹک بند ہیں - قلعہ گاٹ کے دروازے کا بھی یہی حال ہے بڑی سخت تیاری کی جارہی ہے -- مدرسہ غازی الدین خاں پر بارہ توپیں چڑھا دی گئی ہیں ------ کل حملہ کی توقع کرتے ہوئے کوتوالی کے نزدیک لاہوری دروازے کی طرف جانے والی سڑک پر دو بھاری توپیں کھڑی کر دی گئیں تھیں - اور ایک دوسری توپ لالہ ہر نرائن کے گھر پر چڑھا دی گئی تھی لیکن بعد میں ان تینوں توپوں کو وہاں سے ہٹا لیا گیا -

کشمیری اور لاہوری دروازوں کے درمیان چوراہے پر بھی مورچہ بندی کی جارہی ہے - یہاں پر بھی کچھ بھاری توپیں لاکر کھڑی کی جائیں گی - باغیوں نے شاہی برج کے نیچے ریت کے بوروں کا مورچہ قائم کر لیا ہے - شہر کی فصیل میں جو شگاف پڑگئے تھے انھیں بھی ریت کے بوروں سے بند کر دیا ہے - شاہی قلعہ میں فوج کی دو رجمنٹیں موجود ہیں ان میں سے ایک سلیم گڑھ پر پہرہ دینے کے لئے مقرر ہے - بادشاہ کا حفاظتی دستہ بھی اریگولر کیولری کے دو سواروں کے ساتھ قلعہ میں موجود ہے - دیوان عام پر تین بھاری توپیں نصب کر دی گئیں ہیں - قلعہ کی دیوار کے سامنے دلی اور لاہوری دروازوں پر بھی ایک ایک توپ نصب ہے -

(۲) اب میں آپ کے دوسرے سوال باغی فوج کی تعداد اور رجمنٹوں کی جائے وقوع کی طرف آتا ہوں - اس کی تفصیلات درج ذیل ہیں -

(۱) کرنل سکنر کے گھر پر -- نیو انفنٹری کی ۱۹ ایں اور ۲۰ ویں رجمنٹیں
(۲) کابلی دروازہ اور پل کے درمیان -- ۱۶ نیو انفنٹری (حسینی)
(۳) گرجا گھر -- پولیس بٹالین (آگرہ)
(۴) کچہری -- ۳۸ نیو انفنٹری
(۵) نگمبود -- ایک رجمنٹ جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا -
(۶) لاہوری دروازہ -- ۵ نیو انفنٹری -
(۷) حوض قاضی سے سیتارام بازار اور جنگلی محلے سے ترکمان دروازے تک - ۳ ۳۶ اور ۶۱ انفنٹری -
(۸) دلی دروازے کے قریب ، بازار میں ۴۷ نیو انفنٹری -
(۹) دریا گنج -- ۱۱۵ اور ۳۰ نیو انفنٹری ، نصیر آباد کی تین رجمنٹیں ، ۶ اور ۱۹ ریگولر کیولری اور ۶ اور ۷ اریگولر کیولری اور سعد الدین کی فوج -
(۱۰) بیگم سمرو کے باغ میں ۳ کیولیری اور ہندوستانی سوار -

(۳) آپکا تیسرا سوال شہر کے پلوں کے متعلق تھا - میری اطلاع کے مطابق شہر کے تمام پل صحیح سالم اور اچھی حالت میں ہیں ------ باغی فوج کا حوصلہ روز بروز پست ہوتا جارہا ہے - نیمچہ فوج کا بریگیڈ میجر ہیرا سنگھ لاپتہ ہے - بریگیڈ کے ہیڈ کوارٹر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ موروں پر گیا ہوا ہے - اور مورچوں سے اطلاع ملی ہے کہ وہ بریگیڈ کے ساتھ ہے ------ سپاہی لوٹ مار کا سامان فروخت

کرتے پھر رہے ہیں - ان میں سے بہت سے سپاہی بھاگنا چاہتے ہیں لیکن شہر کے تمام دروازے بند ہیں اور ان پر سخت پہرہ ہے جسکی وجہ سے یہ بھاگ نہیں سکتے ---- ریواڑی کے تولارام نے آج ۴۵۱۰۰۰ روپے بھیجے ہیں ---- پلول کا امداد علی اپنے پیرکاروں سمیت یہاں سے غائب ہے -
(م - ک - حصہ دوئم ، ن ۱۸۷۰ ، ص ۵۳ - ۵۴)

(۱۲۵) ---- فتح محمد خاں --- ۱۱ ستمبر ۱۸۵۷ء

آج کی جنگ میں باغی فوج کی کیولری کو کافی نقصان اٹھانا پڑا - اسکے بیشمار سوار ہلاک اور زخمی ہوئے اس جنگ میں ۶۰ ویں نیو انفنٹری اور سکھوں سے بڑی جواں مردی سے مقابلہ کیا - نیچہ فوج کے سپاہی کہتے ہیں کہ وہ جنگ میں مرنے یا مارنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں - دوسری فوجوں کے سپاہیوں نے بھی اس طرح مرنے یا مارنے کی قسم اٹھا رکھی ہے - فوج کا ایک دستہ کشمیری دروازے سے نکل کر انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے والا ہے - ایک دوسرا دستہ کشن گنج سے ہوتا ہوا کیمپ پر پچھلی طرف سے حملہ کرے گا -

باغی فوج کشمیری اور کابلی دروازوں کے نزدیک سرنگیں بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے - یہ بھی سنا گیا ہے کہ کابلی اور موری دروازوں کے قریب سرنگیں بچھا دی گئی ہیں - ---- بریلی رجمنٹ کا ایک کمانڈر سلیمان خاں جنگ میں زخمی ہوا --- انگریزی فوج کے جو گولے آکر شہر میں گرتے ہیں ان سے بہت کم نقصان ہوتا ہے -- دشمن کی فوجیں قلعہ کے اندر جمع ہیں ---- تولا رام کو علی پور پر حملہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے اسکی مدد کے لئے دہلی سے ایک رجمنٹ روانہ کی جا رہی ہے ---- باغی فوج کے سکھ سپاہی ہندوستانی سپاہیوں کی نسبت زیادہ دلیری سے لڑتے ہیں -انگریزی کیمپ سے ہر روز کچھ نہ کچھ سپاہی بھاگ کر باغیوں سے آملتے ہیں اور وہاں کی تمام خبریں انکو دیتے ہیں -

باغی فوج کے پٹھان بھی بڑی دلیری سے انگریزی کیمپ میں جا کر پٹھان سپاہیوں سے ساز باز کرتے رہتے ہیں - اور وہاں کی تمام خبریں یہاں تک کہ ہلاک اور زخمی ہونے والے سپاہیوں کی فہرستیں بھی باغی فوج کو لا کر دیتے ہیں - بعد میں یہ فہرست یہاں کے اخباروں میں شائع ہوتی ہے -
(م - ک - حصہ دوئم ، ن ۱۸۷ ص ۵۴)

(۱۲۶) ---- تراب علی --- ۱۱ ستمبر ۱۸۵۷ء

شہر میں مورچوں کی تیاری کے لئے دن رات کام ہو رہا ہے - نیو انفنٹری کی ۹ ویں ۱۵ ویں ۳۰ ویں اور ۴۵ ویں رجمنٹیں آج رات کیمپ پر حملہ کریں گی - باغی فوج کے کچھ سکھ سواروں نے بادشاہ کو اطلاع دی ہے کہ انہوں نے دشمن کی بارہ توپوں پر قبضہ کر لیا ہے - انہوں نے بادشاہ کے ذاتی دستہ نصیرا رجمنٹ کی مدد مانگی تھی - بادشاہ نے اس کی اجازت دے دی ہے - یہ رجمنٹ پہلے بھی ایک دفعہ انکے ساتھ محاذ پر جا چکی ہے اور اپنے کئی افراد ہلاک کروا چکی ہے - یہ رجمنٹ

آج بھی ان کے ساتھ گئی تھی - اس کا ایک صوبیدار اور کئی آدمی جنگ میں مارے گئے ہیں - کیولری کے بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود باغی فوج آج کی کاروائی سے بے حد خوش ہے اور کہتی ہے کہ اگر شروع ہی سے یہ فوج اتنی جواں مردی سے لڑتی تو یہ جنگ کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی اور انگریزوں کو تاریخ کے صفحات سے اب تک مٹادیا گیا ہوتا ----- کشتیوں کے پل اور کشمیری دروازہ پر رات کے وقت سخت پہرہ ہوتا ہے - آخر میں آپ سے ایک دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں -

اگر آپ شاہی خانداں کے لوگوں کو سزا دینا چاہتے ہیں تو بہتر ہوگا کہ آپ باغیوں کو شکست دینے کے بعد سب سے پہلے دہلی اور قلعہ کی عوام سے انکے ہتھیار لے لیں - اس کے بعد جو چاہیں کریں ورنہ شہریوں کی طرف سے کافی کشت و خون کا اندیشہ ہے -

(م - ک - حصہ دوئم ۰ ن ۰ ۱۸۷۰ ، ص ۴۰ ۵ - ۵۵)

(۱۲۷) ----- گوری شنکر --- ۱۱ ستمبر ۱۸۵۷ء

شہر کے دفاع کے لئے ابھی تک کوئی خاص اقدام نہیں اٹھائے گئے ہیں - کشمیری اور کابلی دروازے کے درمیان ایک مورچہ قائم کرنے کے لئے پچھلے تین روز سے کام جاری ہے - یہ مورچہ آج رات تیار ہوجائے گا - شہر کی فصیل اور دروازوں پر کچھ نئی توپیں چڑھا دی گئی ہیں - انفنٹری کے سپاہیوں کی نسبت کیولری کے سواروں کا حوصلہ زیادہ بلند ہے - نویں اور بارہویں ریگولر اور تیرہویں اریگولر کیولری کے سوار ہر حملے میں پیش پیش ہوتے ہیں -

باغی فوج انگریزی فوج کے حملے کا انتظار کر رہی ہے - اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد کھڑی ہے -

انفنٹری کے جو سپاہی بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں - کیولری کے سوار ان کو پکڑ کر واپس لے آتے ہیں - کماؤں کے دوندے خاں کا پوتا یہاں آیا ہوا ہے - وہ ہیرے جواہرات اور سونے کی ایک سو مہرے اور ایک لاکھ روپیہ کا ڈرافٹ ساتھ لایا تھا - شہر کے مہاجنوں نے اس ڈرافٹ کے عوض رقم دینے سے انکار کر دیا ہے - بادشاہ نے کٹرہ مشرو (Mushroo) میں ایک نئی ٹکسال قائم کی ہے - اس ٹکسال کا ڈھالا ہوا ایک سکہ آج معائنہ کے لئے پیش کیا گیا تھا -

(م - ک - حصہ دوئم ۰ ن ۰ ۱۸۷۰ - ص ۵۵ - ۵۶)

(۱۲۸) ----- تراب علی --- ۱۲ ستمبر ۱۸۵۷

دشمن کی فوج شہر میں چار جگہوں پر خندق کھود کر مورچے تعمیر کر رہی ہے - دو کابلی دروازے کے قریب اور دو کشمیری دروازے کے قریب - ہر شخص کو خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا فقیر سمجھ کر قید کر لیا جاتا ہے - انکا ارادہ تھا کہ گرجا گھر کے صحن میں سرنگیں بچھائی جائیں - لیکن اس پر

ابھی تک عمل نہیں کیا گیا - فوج کے بے شمار سپاہی بھاگ گئے ہیں
(م - ک - جلد دوئم ، ن ۱۸۲۰، ص - ۳۳)

(۱۲۹) ـــــــ گوری شنکر ـــــ ۱۲، ستمبر ۱۸۵۷

گرجا گھر میں دو فولادی توپیں نصب ہیں - ان میں انگور نما گولے بھرے ہوئے ہیں - اور انکا رخ کشمیری دروازے کی طرف ہے دو اور توپیں پرانی ڈسپنسری کے نزدیک کشمیری دروازہ اور نگمبود اور کوڑیا پل کو ملانے والی سڑک پر کھڑی ہے - دو اور توپیں کرنل سکنر کے گھر پر نصب ہیں انکا رخ بھی کشمیری دروازے کی طرف ہے - شہر کے دوسرے حصوں میں موری ،لاہوری اور کابلی دروازوں کو جانے والی سڑکوں پر ۲۵ توپیں نصب ہیں - یہ سب توپیں ہر وقت خطرہ کا مقابلے کرنے کو تیار ہیں - باغی فوج نے دو جگہ خندقیں کھود کر مورچے تعمیر کئے ہیں ایک ڈاک خانے کے قریب دیوار کے نیچے اورلالہ کی دکان کے پاس اور دوسرا شاہی برج اور کابلی دروازے کے درمیان - ان دونوں مورچوں میں دو دو توپیں لگی ہوئی ہیں - شاید کچھ اور توپیں بھی یہاں لاکر کھڑی کی جائیں انگریزی مورچوں پر نشانہ لگانے کے لئے شہر کی فصیل کی کناری توڑ دی گئی ہے شاہی برج پر جو مورچہ تھا اسے انگریز کی گولہ باری نے خاموش کر دیا ہے - کشمیری ، کابلی اور موری دروازوں پر توپوں کی تعداد بڑھا دی گئی ہے - انگریزی فوج کی گولہ باری سے شہر کی فصیل کی کناری کو کچھ نقصان ہوتا ہے لیکن دیوار پر اس کا کوئی اثر نہیں ---- کل کی لڑائی میں دلی کے شہری بھی شریک تھے - ان میں تھانیسر کے ایک گاؤں ہبری کا باشندہ مولوی نوازش علی بھی اپنے دو ہزار پیرو کاروں سمیت شامل تھا - باغی فوج کے سپاہیوں نے جنگ میں لڑکر شہید ہونے کا اقرار لیا ہے -

بھاگنے والے سپاہیوں کو یہ لوگ پکڑ کر واپس لے آتے ہیں اور فوج کے سامنے انکی بے عزتی کرتے ہیں ـــــ نگمبود کے نزدیک نیلی چھتری پر بھی ایک توپ لگادی گئی ہے - دریا کے پار شاہدرہ توپ خانہ کو بھی یہ لوگ نزدیک لے آئے ہیں - سکے ڈھالنے کے لئے قلعے میں ایک ٹکسال قائم کی گئی ہے - اور بادشاہ نے اپنے ہودے اور سونے چاندی کے برتن وغیرہ سکے ڈھالنے کے لئے ٹکسال کے حوالے کردئے ہیں - مجھے کافی معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے کشمیری دروازے کے نزدیک سرنگ بچھا دی ہے - کابلی اور موری دروازوں کے درمیان نہر کے پل کے نزدیک خندق کھود کر مورچہ قائم کیا گیا ہے - بادشاہ نے نواب احمد بخش کے لڑکوں ، امین الدین اور ضیاء الدین کو شہر چھوڑ کر جانے سے منع کر دیا ہے --- شہر میں افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ انگریز کسی علاقہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے مسلمانوں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیتے ہیں جبکہ ہندوؤں کو چھوڑ دیا جاتا ہے - اس افواہ کی تردید لازمی ہے ورنہ یہ بغاوت اور بھی پھیل جائے گی
(م - ک - حصہ دوئم ،ن - ۱۸۲ ، ص ۳۳ - ۳۴)

(۱۳۰) ـــــــ کلو اور موہن ـــــ ۱۲، ستمبر ۱۸۵۷ء

ہمیں شہر میں مورچوں کے قریب گداگر سمجھ کر گرفتار کر لیا گیا تھا - اب رہا ہوئے ہیں -
کشمیری دروازے کے اندر سڑک کے دونوں طرف پتھر چن کر مورچے قائم کئے گئے ہیں - کشمیری اور
کابلی دروازوں کے درمیان بھی ایک دوسرا مورچہ قائم ہے - شہر کی فصیل پر توپیں لگادی گئی ہیں -
کچہری سے دریا کی طرف جانے والی سڑک پر بھی ایک مورچہ قائم کیا جارہا ہے - کیولری کے سوار
انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں - سنا ہے ان میں سے ایک ہزار سوار اب تک
بھاگ چکے ہیں - گرجا گھر کے عقب میں ۱۴ ہلکی توپیں کھڑی ہیں - شہر کے لوگ ڈر کر پہاڑ گنج کی
طرف بھاگ رہے ہیں - مزدوروں کی کمی ہے اور فوج کے سپاہی خود ہی اپنے مورچے بنانے میں
مصروف ہیں - کشمیری دروازے کے قریب فصیل کا دو سو گز کا حصہ مسمار ہوچکا ہے - انگریزی فوج
یہاں سے بآسانی شہر میں داخل ہو سکتی ہے - سپاہی کہتے ہیں کہ انگریزی فوج نے اگر اگلے پانچ روز
تک حملہ نہ کیا تو وہ کبھی بھی فتح حاصل نہ کر سکے گی - کیونکہ انکی مدد کے لئے عنقریب ایک بہت
بڑی فوج دہلی پہنچنے والی ہے

باغی اب مرنے مارنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں - ان میں سے اب کوئی نہیں بھاگتا

پرانی عید گاہ میں تین سو سوار پہرہ دے رہے ہیں - کابلی دروازے کے بائیں طرف مورچہ
پر ایک ہلکی توپ نصب کر دی گئی ہے - کچھ اور توپیں بھی یہاں لاکر لگادی جائیں گی
(م - ک - حصہ دوئم ، ن - ۱۸۷ ، ص ۵۶)

(۱۳۱) ــــــ فتح محمد ــــ ۱۴ ، ستمبر ۱۸۵۷ء

باغیوں نے کشمیری دروازے کے قریب مورچہ لگا لیا ہے - بادشاہ سلامت نے شہر کے
لوگوں کو فوج کے ساتھ محاذ پر جاکر لڑنے کے لئے کہا ہے - کیولری کی تیسری رجمنٹ آج جامع مسجد
میں موجود نمازیوں کو اپنے ساتھ لے گئی تھی - ان میں سے بے شمار ہلاک اور زخمی ہوئے - باغی
فوج انگریزی فوج کے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے لیکن اس میں شہر سے باہر جاکر کیمپ پر
حملہ کرنے کی ہمت نہیں -

ایک شخص نے مرزا مغل کو آکر کہا کہ وہ اس شخص کو دو ہزار روپے انعام دینے کو تیار
ہے جو انگریزی فوج کو کسی بہانے سے ایسی جگہ لے آئے جہاں اس پر آسانی سے شب خون مارا
جاسکے - بہتر ہوگا کہ آپ محتاط رہیں - کشمیری دروازہ اور سبزی منڈی پر فتح حاصل کرنے کے بعد یہ
ضروری ہے کہ آپ وہاں پہرہ لگادیں - کیوں کہ باغی یہاں سے نکل کر انگریزی کیمپ پر حملہ کرنے کا
منصوبہ بنارہے ہیں - قدسیہ باغ کے توپ خانے نے یہاں پر کافی تباہی کی ہے -
(م - ک - حصہ دوئم ، ن ، ۱۸۷ ص ۵۶)

(۱۳۲) ــــــ رجب علی ــــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

میں آپ کے حکم کی تعمیل میں خبریں حاصل کرنے کے لئے شہر کی فصیل کے قریب گیا تھا یہاں پر زخمی سپاہیوں سے لدی ہوئی بے شمار ڈولیاں موجود تھیں - جنرل نکلسن کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہے وہ جنرل چیمبرلین، مسٹر گریٹ ہیڈ سر مٹکاف اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ گرجا گھر میں جمع تھے کہ باغیوں نے بندوقوں کے ساتھ اچانک ایک زبردست حملہ کر دیا -

انگریزی جھنڈا کشمیری دروازے کے اوپر لہرا کر انگریزی فوج کی فتح کا اعلان کر رہا ہے - سنا ہے کہ باقی فوج کے سب دستے قطب جانے والی سڑک اور دوسرے راستوں سے ریواڑی کے طرف بھاگ رہے ہیں - لیکن اجمیری دروازے کے قریب ابھی بھی انکی ایک بڑی تعداد موجود ہے - سوار بھاگنے والے سپاہیوں کو واپس لاکر لڑنے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - لیکن کوئی واپس نہیں آتا - شہر میں دہلی دروازے تک باغیوں کی کوئی زیادہ تعداد موجود نہیں

انگریزی فوج اپنی توپیں کنٹونمنٹ سے شہر میں لے آئی ہے - اور توپ کے گولے شاہی محل پر گر رہے ہیں — جنرل ولسن اور کرنل بیچر، دونوں شہر میں ہیں - انگریزی فوج نے شہر پر دو طرف سے حملہ کیا تھا - ایک تیلی واڑہ (موری دروازہ) کی طرف سے اور دوسرا کشمیری دروازہ کی طرف سے - کشمیری دروازہ پر حملہ کرنے کے دوران ہمارے تقریباً ایک سو پچاس آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے جیند کی فوج کے پانچ یا چھ سوار بھی اس حملے میں مارے گئے - شہر کے جس جس حصہ میں ہمارا قبضہ ہوا ہے وہاں کی تمام دکانیں لوٹ لی گئی تھیں - انگریزی حکام نے شہر کے دروازوں پر پہرہ لگادیا ہے اور لوٹا ہوا سامان سپاہیوں سے لے کر ایک محافظ کے سپرد کیا جارہا ہے - اس حملے کے دوران تقریباً دو ہزار باغی ہلاک اور تقریباً ایک ہزار زخمی ہوئے تھے ---- آج کے حالات کی تفصیلات ابھی نہیں ملی - اس حملے کے دوران کشمیر کی فوج تیلی واڑہ کے قرب و جوار میں تھی - جب باغی فوج نے انپر گولہ باری شروع کی تو یہ فوج اپنی تمام توپیں چھوڑ کر بھاگ نکلی جو دشمن کے قبضے میں آگئیں - انگریزی فوج نے بڑی مشکل سے یہ توپیں واپس لیں - اس حملے میں انگریزوں کا کافی نقصان ہوا - سینکڑوں باغی بھی اس حملے میں مارے گئے - اگر انگریزی فوج مداخلت نہ کرتی تو یہ توپیں اب بھی دشمن کے ہاتھ میں ہوتیں -

نجف گڑھ سے ایک ہرکارے نے آکر اطلاع دی ہے کہ اس نے باغی فوج کے سواروں کو پچاس پچاس کے گروہوں میں نجف گڑھ کے قریب بھاگتے ہوئے دیکھا تھا -

(م - ک - حصہ دوئم، ن ۱۸۵ ص ۴۸)

جیسا کہ پہلے بھی کہا گیا، رجب علی کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے خطوط انگریزوں کے کیمپ کی بجائے براہ راست ہاتھی کمان کو جاتے تھے اسی لئے ان میں دونوں طرف کی خبریں ہوا کرتی تھیں جیسا کہ اس خط میں ہے انگریزی فوج کے سپاہیوں کو "ہمارے ایک سو پچاس آدمی" اور انگریزی فوج کے قبضہ کو "ہمارا قبضہ" کہنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

(۱۳۳) ـــــــ نوندا ہرکارا ـــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

اجمیری دروازے پر اور شہر کے اندر باغیوں کی تعداد پہلے کی نسبت تیسرا حصہ رہ گئی ہے۔ تراب علی کی بھی یہی رائے ہے۔ پرسوں تراب علی کا ایک قاصد پکڑ لیا گیا تھا۔ اسے بڑی مشکل سے دو سو روپے اور ضمانت دے کر رہا کرایا گیا۔ تراب علی نے اب اسی لئے مجھے زبانی خبریں دینے کے لئے بھیجا ہے۔ اس کی رائے ہے کہ آپ جتنی جلدی ہوسکے دہلی پر حملہ کر دیں ورنہ مالاگڑھ کی رجمنٹ مدد کے لئے دہلی پہنچ جائے گی۔ اور جنرل بخت خاں جو نویں گھوڑا سوار آرٹلری اور دو ہزار سپاہیوں سمیت پرانے قلعہ میں ہے وہ بھی شہر کی فوجوں کی مدد کے لئے یہاں پہنچ جائے گا۔ اور اس طرح یہ فوج ناقابل تسخیر ہو جائے گی

(م ۔ ک ۔ جلد ۳ ص ۲۰۰)

(۱۳۴) ـــــــ چیت رام پسر لوکہ رام ہرکارہ ـــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

میں نے دو گھڑی دن چڑھے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ دو پلٹن پوربیہ معہ بندوق و اسباب پرانے قلعہ سے نکل کر گڑ گاؤں کی سڑک کی طرف ریواڑی جاتے تھے۔ معلوم ہوا یہ سب گڑ گاؤں میں رہیں گے یا ریواڑی جائیں گے اور کوئی کوئی تلنگا اپنی بندوق پھینک کر چلا جاتا تھا۔ اس کو بھاگتے دیکھ کر اس طرف کو بھاگ آیا۔ فقط۔

(ر ۔ م ۔ جلد ۳ ص ۲۰۰)

(۱۳۵) ـــــــ موہن ہرکارہ ـــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

میں نے تقریباً بیس سواروں کو بسی کا پل عبور کر کے شہر سے بھاگتے دیکھا۔

(ر ۔ م ۔ جلد ۳ ص ۲۰۰)

(۱۳۶) ـــــــ موہن ہرکارہ ـــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

میں نے تقریباً چھ سو سواروں کو بسی پل کے قریب دریا عبور کرتے دیکھا۔ یہ سب، ماسوا ۲۵ افراد کے، مسلح تھے۔ ان کے پاس اسلحہ کے علاوہ کوئی سامان نہیں تھا۔

(ر ۔ م ۔ جلد ۳ ص ۲۰۰)

(۱۳۷) ـــــــ نوندہ ہرکارہ (زبانی) ـــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

میں نے بچشم خود دیکھا کہ بہ نسبت سابق کے اب شہر اور اجمیری دروازے پر تیسرا حصہ فوج کا نظر نہیں آتا اور تراب علی نے یہ بات کہی کیونکہ پرسوں تراب علی کا ایک پرچہ اخبار جو نول ہر کارے کے ہاتھ بھیجا گیا تھا پکڑا گیا اور دو سو روپیہ دے کر چھوٹا اس واسطے آج کاغذ نہیں لکھا لیکن مجھے جلدی روانہ کیا اور بہ تاکید کہا کہ یہ بات جاکر میری طرف سے عرض کر دو کہ آج رات

کو بندوبست تمام شہر کا ہو جاوے تو بہتر ہے ورنہ تین پلٹن جو مالاگڑھ کی طرف گئی ہیں کل حسب الطلب کوٹ کے آجائیں گی اس وقت جنرل بخت خان جو متعین قلعہ کہنہ کے اوپر ہوئے ہیں اس روز دو ہزار فوج کے ہمراہ، تین پلٹن جو مالاگڑھ گئے ہیں شامل ہو کر شہر میں آجائے گا - سرکشوں میں یہ صلاح ہوئی ہے - فقط - (اب میرے پاس کوئی ہرکارہ نہ آوے ورنہ میں مارا جاؤں گا -)

(ر - م - جلد ۳ ص ۲۰۰)

(۱۳۸) ــــــ لوکھ رام ہرکارہ (زبانی) ـــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

پل بسی سے تیر کر میرے سامنے بیس سوار بھاگے جاتے تھے - میں نے بچشم خود دیکھا - فقط

(ر - م - جلد ۳ ص ۲۰۰) -

(۱۳۹) ــــــ موہن ہرکارہ (زبانی) ـــ ۱۵، ستمبر ۱۸۵۷ء

میں نے یک پہر دن چڑھے تقریباً چھ سو سواروں کو دیکھا جو پل بسی کے متصل سے گھوڑوں کو نہر میں تیرا کر اترے جاتے تھے اور رہتک جانے کا ارادہ تھا - قریب ۲۵ آدمی کے پاس بندوق نہیں تھی باقی اسلحہ بند تھے اور اسباب زیادہ سوائے اسلحہ کے کسی کے پاس نہیں تھا - فقط -

(ر - م - جلد ۳ ص ۲۰۰)

(۱۴۰) ـــ امی چند افسر ہرکارہائے مختاورپور و منگھراج ہرکارہ - (زبانی) ــــــ ۱۶ ستمبر ۱۸۵۷ء

ہم دونوں نے بہ چشم خود تیلی واڑہ اور کشن گنج کے موروچوں میں جاکر دیکھا کہ کوئی فوج پیادہ یا سوار مفسدوں کی اس جگہ نہیں ہے - مورچہ چھوڑ کر سب کسی طرف بھاگ گئے ہیں اور چھوٹی توپیں جو مورچہ پر تھیں اٹھا کر لے گئے ہیں اور ایک توپ کلاں مورچہ تیلی واڑہ پر پڑی ہے - در سات ضرب توپ بدستور مدرسہ غازی الدین خان پر سرکشوں نے لگائی تھیں اور ایک ہزار سوار پیادہ رات کو ریواڑی کی طرف بھاگ گیا ہے - فقط -

(ر - م - جلد ۳ ص ۲۰۰)

(۱۴۱) ــــــ فتح محمد خان ـــ ۱۶، ستمبر ۱۸۵۷ء

اب زیادہ لکھنے کا وقت نہیں ہے - میں جو اطلاع دے رہا ہوں وہ بے حد اہم ہے ـــــ کیولری اور انفنٹری نے جن سپاہیوں کے گھر قرب و جوار میں ہیں وہ دن رات بھاگ کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے ہیں البتہ کسی بڑی تعداد میں نہیں ـــــ بریلی، نیمچہ بریگیڈ اور دور دراز سے آئے ہوئے دوسرے فوجیوں نے مورچوں سے اپنا سامان نکال کر گوالیار کی طرف روانہ کر دیا ہے اور اسکی

حفاظت کے لئے کچھ ہلکی توپیں اور انفنٹری کے کچھ سپاہی ساتھ گئے ہیں - باقی فوج دہلی میں رہ کر چار دن متواتر دشمن کا مقابلہ کرے گی اور اس کے بعد وہ اپنے سامان کے پیچھے بھاگ نکلے گی - اگر انگریزی فوج نے ان کا پیچھا کیا تو ان کا حفاظتی دستہ اس کا مقابلہ کرے گا - چونکہ انگریزی فوج پہلے ہی تھکی ہوئی ہوگی ، وہ زیادہ دور تک ان کا تعاقب نہیں کر سکے گی - اس لئے کچھ سامان تو آج بھیج دیا گیا ہے بقیہ کل روانہ کر دیا جائے گا ـــــــ شہری اور سپاہی یکساں تعداد میں شہر سے بھاگ رہے ہیں -

شاہی قلعہ کی فوج اپنے مورچوں پر لڑ کر جان دینے کے لئے تیار ہے ـــ شاہی قلعے کی اور کوئی خبر نہیں -

(ر - م - جلد - ۳ ص ۲۰۱)

(۱۴۲) ـــــــ رجب علی ـــ ۱۷ ، ستمبر ۱۸۵۷ء

سلیم گڑھ اور قلعہ پر ایک بڑی جفا کش فوج پہرہ دے رہی ہے - فوجی ریواڑی اور بلب گڑھ جانے والی سڑکوں کے راستے دہلی سے باہر جاتے ہیں ـــ شہر کی باغی فوج رات دن متواتر گولہ باری کر رہی ہے اور آہستہ آہستہ اپنے مورچے چھوڑ کر دہلی دروازے کی طرف پسپا ہو رہی ہے تاکہ بھاگنے کا راستہ کھلا رہے -

ہم نے ۸ ، جون سے اب تک باغیوں سے ۲۳۲ ہتھیار چھین لئے ہیں ـــــ کشمیر کی فوج کا دیوان ہری چند ۱۶ ، ستمبر کو ہیضے کی بیماری سے فوت ہو گیا ، وہ کافی مشہور آدمی تھا -

(ر - م - جلد ، ۳ ص ۲۰۰)

(۱۴۳) ـــــــ نا معلوم ـــ بلا تاریخ

ازیں قبل میں نے جیٹھ سودی چوتھا روز چہار شنبہ تمام احوال جو دیکھا سنا قلم بند کر کے روانہ حضور والا بدست حاکم خاں و حسین خاں روانہ کیا تھا - امروز زبانی جو حال معلوم ہوا ہے کہ نا مزدگان دس کوس پر ملاقی ہوئے شاید مارے خوف کے دہلی سے نکل کر کوس دو کوس پر بیٹھ رہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب اس جگہ قریب گیارہ ہزار فوج ہے - تین پلٹن متعینہ خاص دہلی اور تین پلٹن متعینہ چھاؤنی مرٹھ اور ایک پلٹن چتھیر اور چہار صد ترک سواروں و دو صد سوار چھاؤنی گوالیار اور دو ہزار سپاہی شاہی نو ملازم موجود ہے - اور بادشاہ کی طرف سے اعتماد نہیں رکھتے - کہتے ہیں کہ بادشاہ انگریزوں سے ملا ہوا ہے - اور بندوبست شہر کا اس (؟) سے ہے کہ

پانچ کمپنی اور چار توپ بر دروازہ اجمیری دو کمپنی و دو توپ بر لاہوری دروازہ اور تین کمپنی اور دو توپ اوپر دہلی دروازہ اور باقی دروازوں پر ایک ایک گارد سپاہیان پوربیہ کی ہے اور کابلی اور موری دروازہ پر صرف پہرہ نگہبان کا ہے اور ان دروازوں کا چنداں بندوبست نہیں - اور

امروز جیٹھ سودی چھٹ روز جمعہ ایک پاس روز برآمدہ ایک کس انگریز بہ لباس فقیرانہ آکر اندورن قلعہ کے گیا تھا - پوربیہ ہائے نے اسکو گرفتار کر لیا ، اور شناخت کیا کہ یہ جان لارنس صاحب ہے - ہر چند اس سے پوچھا اس نے کچھ جواب نہیں دیا آخر الامر بادشاہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ لارنس صاحب واسطے خبر کے بھیس بدل کر آیا ہے - بادشاہ نے کہا یہ لارنس صاحب ہوگا یا کوئی گوشندہ باہر لے جاؤ - سپاہیان تلنگہ نے باہر لاکراس کے پرزہ پرزہ کر دئے اور فدوی نے بچشم خود اس کو نہیں دیکھا ورنہ پہچان لیتا - مشو نے دیکھا تھا وہ کہتا تھا یہ لارنس نہیں ہے ---- اور انتظام فر تونسے (کارتوسوں) کا بہت ہورہا ہے ---- اور کل کے روز ایک چٹھی ہندی آمد ہ آگرہ سے معلوم ہوا کہ چار پلٹن اور پانچ سو سوار والئ گوالیار کے آگرہ میں آگئے ہیں - اور صاحب کلکٹر گڑگاؤں جو فرار ہو گیا تھا ، مع افواج بھرت پور و یک پلٹن الور بمقام ہوڈل آکر فرود ہوا ہے - کل کے روز فوج کا ارادہ تھا کہ تین پلٹن اور بارہ توپ روانہ میرٹھ ہونگی اور یہ کہتے تھے کہ اگر کوئی شہزادہ ہمارے ساتھ جاوے گا تو ہم جاویں گے اگر بے افسر گئے تو دہلی واپس نہ آویں گے اور کسی سردار کو دیکھیں گے اور تمام فوج قلعے سے چلی جاوے تو بادشاہ پھر ہم کو قلعہ میں دخل نہیں دے گا -

۲۸ تاریخ کی چٹھی سے معلوم ہوا ہے کہ تحصیل تھانہ سونہ کا بدستور قائم ہے ---- اور فوج اب تک روانہ میرٹھ نہیں ہوئی جس قدر سپاہیان فیروز پور سے بھاگ کر آئے ہیں ، قریب سو آدمی ان میں سے اپنے وطن کو واپس چلے گئے ہیں - اور باقی یہاں موجود ہیں - آج خبر افواہ ہے کہ ایک رجمنٹ سوار ان گورہ چھاؤنی میرٹھ بفاصلہ پانچ چار کوس دہلی سے فرود ہوئی ہے الافر یہ خبر تحقیق نہیں - کوس کوس دو کوس تک سواران گشت کر آتے ہیں زیادہ دور نہیں جاتے ---- اگر دس ہزار فوج جرار مع اتواپ ہو تو انتظام دہلی کا ہوسکتا ہے ---- جس دروازہ پر پہرہ نجیبوں کا ہے آمرش کرکے دروازہ کشادہ کرائے جاویں - تھوڑی سی فوج سے بندوبست یہاں کا نہیں ہوسکتا - فی الحال خبر تحقیق دریافت ہوا کہ ارادہ میرٹھ کا صرف واسطے (؟) کے ہے -- اسی جگہ مورچہ بندی قرار دئے ہیں - اول لاہوری دروازہ جانب سبزی منڈی دوئم اجمیری دروازہ ، سوئم دہلی دروازہ ، چہارم قلعہ سلیم گڑھ ، اور قلعہ سلیم گڑھ کا بندوبست بہتر ہے - ۲۴ ضرب توپ کلاں (؟) سلیم گڑھ پر چڑھائے گئے ہیں - اور یہ ارادہ فوج کا ہے کہ جس وقت سنے گی کہ پندرہ بیس کوس فوج کسی جانب کو فرود ہوئی ہے اس طرف شب خون مارے گے - جس جگہ فوج برخاست ہو کر آویگی - وہ مقام روک لیں گے خبر پہنچی ہے کہ فوج مرہٹہ کی نگم آباد میں فرود ہوئی ہے - اور فوج بھرت پور کی ہوڈل میں ہے ---- سنا جاتا ہے کہ طرف بلب گڑھ کے انکی پانچ پلٹن باغیوں کی جے پور سے روانہ ہوکر کوٹ پوتلی سے پانچ کوس کے فاصلے پر فرود ہوئیں ہیں - راول جی نے مقام دہلی روانہ ہونے والی فوج کو آنے سے روک دیا ہے -- جس قدر سپاہیاں چھاؤنی فیروز پور اور انبالہ سے یہاں کے آتے ہیں ، سب نوکر ہوجاتے ہیں - اور اسلحہ میگزین (میگزین) سے لیتے جاتے ہیں دس ہزار من بارود یہاں کے میگزین (میگزین) میں ہیں اور صدہا من بارود چھاؤنی سے زمین دار گرد و نواح کے لوٹ کر لے گئے ہیں - اب تک چھاؤنی کا اسباب لوٹا جاتا ہے اور جو شخص

اور مورچہ بندی کر رہی ہیں اور دو پلٹن نیٹو دوسری متعینہ دہلی نے بہت مال لوٹا ہے وہ ارادہ فرار کا

رکھتی ہیں اور بھاگنے نہیں پاتے کل کے دن دس بارہ سکھ پلٹن سفر مضاف روڑکی کے سے آئے تھے روانہ اپنے گھر کے

طرف موراں ڈھلوان چلے گئے باقی حال جو تا کو زبانی فہمائش کیا گیا ہے بیان کرے گا تحریر جیٹھ سوری چھٹے روز جمعہ وقت شب

True copy.

[illegible]

2nd June 1857

کہ آج مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کرنیل لارنس صاحب تھا - بعض جان لارنس الا ان دونوں میں سے کوئی نہیں تھا - مگر انگریز ضرور تھا کہ بہ لباس فقیری آیا تھا -- اور کل کے دن سے تین انگریز ایک قبر میں سے کہ غار سا پڑا تھا، مخفی ہو رہے تھے نکال کر مار ڈالا - اور تین انگریز پرشوں کے دن نالہ نہر دریائے گنج سے نکال کر کشتہ کیا ---اگرچہ بندوبست دروازوں پر کچھ نہیں - مگر جو فوج پوربیہ کی ہے سامان جنگ کرتی جاتی ہیں اور مورچہ بندی کر رہی ہیں - اور دو پلٹن نیٹو دوسری متعینہ دہلی نے بہت مال لوٹا ہے - وہ ارادہ فرار کا رکھتے ہیں اور بھاگنے نہیں پاتے -

کل کے دن دس بارہ سکھ پلٹن سفر مضاف روڑکی کے سے آئے تھے روانہ اپنے گھر کے ہوئے - طرف موراں ڈھلوان چلے گئے - باقی حال جو تا کو زبانی فہمائش کیا گیا ہے بیان کرے گا - تحریر جیٹھ سوری چھٹے روز جمعہ وقت شب --

(ر - م - جلد ۳۰ - ص ۲۰۱)

LETTERS FROM DELHI, 1857

DELHI has always been the centre alike of the tragedies and of the splendour of the East. It has felt the cruelties of Afghan invaders, and has seen the magnificence of the Mogul Court. But through its long and chequered history it is difficult to find a sharper contrast than that presented by the dark days of 1857 and the brilliant pageant which is to celebrate the Coronation of the King. On the famous "Ridge," where our soldiers during the hot weather of the year of the Mutiny suffered so much, the Viceroy's camp is now pitched. In front of the Cashmere Gate, near the spot where John Nicholson lies buried, is an exhibition of the arts and crafts of India, and outside the Moree Gate on the plain over which our guns pounded the walls immediately before the final assault, a town of tents has sprung up in which visitors to the Durbar are housed. Inside Delhi a ball is to be given in the Fort-Palace of the Mogul Emperors and of the King of Delhi, and a light railway has been made to convey the guests from their tents to the ball!

The letters which appear below bring us into close touch with all the sad events of 1857. They were written during the siege to George Carnac Barnes, one of the Commissioners of the Punjab, John Lawrence being, as all England knows, Chief Commissioner. Barnes' division was known as the Cis-Sutlej States, and included that part of the Punjab which lies between the Sutlej and Jumna rivers—a province of special

importance and of peculiar difficulty in the events connected with the siege of Delhi. This division "acted as a kind of breakwater: beyond was the raging sea, inside was comparative calm." In the division was Umballa, the headquarters of the army in India. Through it ran the last section in the Punjab of the Grand Trunk Road which stretched from Peshawur to the Cabul and Lahore Gates of Delhi, down which alone the reinforcements from the Punjab could have passed, and on the security of which the lives of our soldiers at Delhi depended. Lastly, and perhaps not least, the division contained within its borders the territories of the great Sikh Chiefs, the Maharajah of Puttiala and the Rajahs of Nabha and Jheend, to whose loyalty we owed so much—a loyalty which is the more remarkable when we remember that the Sikh war against their brothers in religion had only ended some eight years before.

The flames of mutiny, which for some months past had been smouldering in the Sepoy army, actually broke out on Sunday, May 10, 1857, at the military station of Meerut. The native troops rose in a body, and after burning the station and massacring all the Europeans they could find, marched unopposed to the Imperial City, where they were joined by the Delhi regiments. The fort was seized, and the rebel standard hoisted on the palace of the Mogul. English men and women were ruthlessly murdered in the streets, and the gates of Delhi were closed. On the same fateful Sunday two Sepoy regiments at Umballa, probably by concert with their comrades at Meerut, rushed out of their lines, broke open the bells of arms, and began to form and load under the direction of their native officers,—an incipient mutiny which was happily ended by the prompt measures taken by the military authorities at Umballa.

The news of the rising at Meerut reached General Anson, the Commander-in-Chief, at Umballa, on the 11th, and John Lawrence, at Rawul Pindi, on the 12th of May. Lawrence grasped the situation at once, and saw that the fate of India was trembling in the balance. He was able to look beyond the
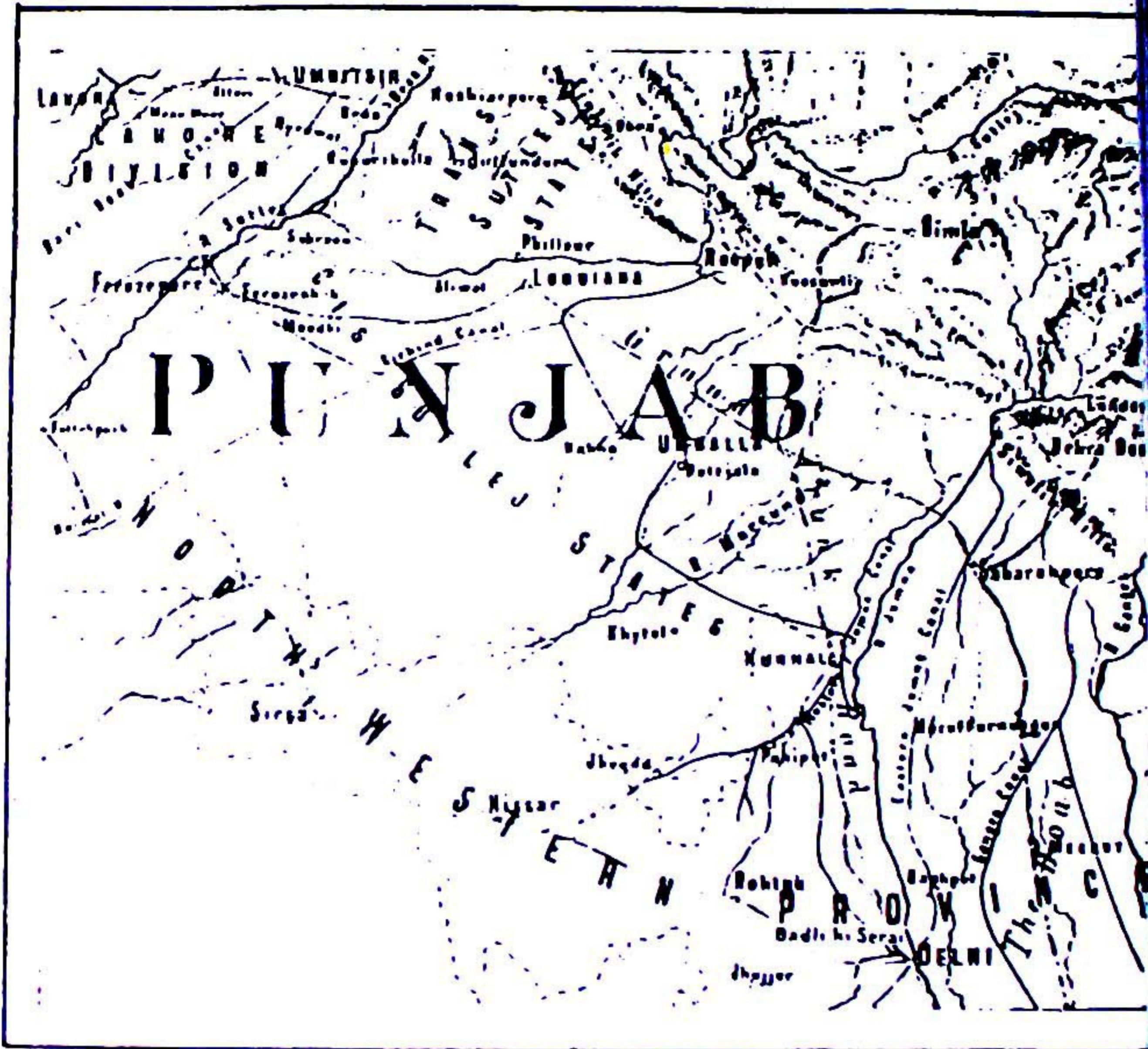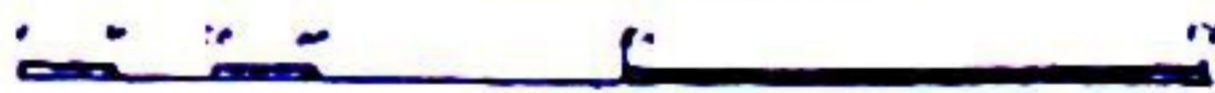
Punjab, and, instead of risking the safety of India to save his province, was willing, if need be, to sacrifice his province to save India. A telegram was sent advising the Commander-in-Chief to advance on Delhi with all possible speed. Anson, however, was at first doubtful of the wisdom of this course, and Barnes, believing that Anson intended to entrench himself at Umballa, so telegraphed to Lawrence. Lawrence immediately telegraphed back to Barnes the witty reply, "Clubs are trumps, not spades, when in doubt take the trick";—words which were calculated to have their full weight with the General, who was the author of a text-book on Whist. General Anson was persuaded, and a move forward to Delhi was decided on.

Meanwhile Barnes had seen the Sikh Chiefs and had persuaded them to throw in their lot with us, by sending their troops to guard the Grand Trunk Road at Kurnal, at Thanesur, and at Loodiana,—a result, to some extent at least, due to the influence of personal friendship.[1]

When Anson had decided on a forward movement, it was discovered that the army had no transport. The duty of providing transport was thrown consequently on the civil authorities, and in less than a week Barnes and Douglas Forsyth (the Deputy Commissioner of Umballa) managed to gather together 2000 camels, 2000 bearers and 500 carts. On May 25, General Anson left Umballa, having sent detachments of his small force on before him a few days previously. On the 26th he was lying at Kurnal dying of cholera. Sir Henry Barnard, the next officer in seniority, was hastily sent for from Umballa, and arrived on the 27th in time to hear Anson murmur before he died, "Barnard, I leave you the command, may success attend you! Good-bye." On June 7, Barnard was joined by a small body of troops from Meerut under Brigadier-General Wilson, and on the next day was fought the battle of Budlee-ke-Serai, which resulted in the rout

[1] General Wilson, writing to Lawrence on Sept. 28, after the fall of Delhi, says: "to his (Barnes') influence with the Independent Chiefs I am mainly indebted for the valuable aid of the Puttiala and Jhi'end contingents."

of the mutineers and the capture of the Ridge, "which for fourteen long weeks to come was never to be abandoned until the city which it threatened,—or, to speak more accurately, which threatened it,—was in our hands."

Meanwhile John Lawrence had organised "the Punjab Movable Column" with Neville Chamberlain in command, but after the death on June 8 at the battle of Budlee-ke-Serai of Colonel Chester the Adjutant-General, he sent Neville Chamberlain to be Chief of the Staff of the besieging force before Delhi, and the command of the Movable Column was given to John Nicholson. On June 11 a report was made to Barnard urging the advisability of an immediate assault on the Cabul and Lahore Gates. The report was signed by four subaltern officers, Wilberforce Greathed, Maunsell and Chesney of the Engineers, and Hodson of the Intelligence Department—at a later period known as "Hodson of Hodson's Horse." The scheme was warmly supported by Hervey Greathed, who had formerly been the Commissioner of Meerut, and was now the Political Adviser to the Field Force. After much hesitation the scheme was accepted by Barnard. The assault was to take place under cover of darkness during the night of the 12th, but when the appointed hour came an important part of the force selected for the enterprise was missing. Brigadier Graves had misunderstood his orders and was not in his place with the 300 men under his command. The column thus weakened was not strong enough for the work, so orders were reluctantly given for the return of the storming-party to their quarters.

This brings us down to the date of the first of Sir Henry Barnard's letters.

CAMP ABOVE DELHI,
June 14, '57

MY DEAR BARNES, Here I am still looking at Delhi, hoping every hour our guns can silence those from the ramparts to enable me with any reasonable hope of success to approach nearer and carry the place, but they beat me in weight of

metal; so that in fact I have, I fear, nothing left for it but an attempt at *coup de main*, not easy on these bright nights. I can only man six guns, and these all served by raw hands. The brutes come out almost every day and on two occasions I have been able to send them back considerably minus; but I lose men myself and knock them up. In fact ever since the 8th we have had a continued skirmish; they estimate their loss since the 8th at upwards of 2000; this, I doubt not, includes the missing.

What you all could mean when you spoke disparagingly of the walls of Delhi, I cannot imagine; 24-pounders mounted throughout their bastions with about 7000 men behind them is not so easily walked into, and, as my engineers say they cannot make regular approaches, and my artillery that they cannot work the guns I have, I have only one alternative and that must be tried. If it fails, I have no reserve, it will be annihilation. Which would be least pernicious to India—to lose time in waiting for reinforcement or the risk of failure? They are making ready for another visit, so I must conclude. Give my kind regards to Mrs. Barnes.

Yours sincerely,

H. H. BARNARD.

June 17th, 1857.

MY DEAR BARNES,—Some uncommonly unfeeling individual has bagged my only waterproof coat; in our bungalow there are two boxes, common deal and tinned inside; in the smallest there is a large regimental grey great coat; if you would kindly open the box and send me the coat you would do me a great kindness. At present we are still before, or as some one has just facetiously remarked behind Delhi. The walls that were to tumble down before field-pieces stand up remarkably strong before 18-pounders. We have been, and are going on shelling the Palace which will make E. L. Regiment's stay there mighty unpleasant. A man of the Rifles shot a Sepoy and bagged 84 gold

Mohurs off him. I hope the grapes are ripening properly. They did not attack us yesterday, so I suppose they will to-day and take another licking. Hodson [1] has a bad cold and slight inflammation, but is better to-day. Young Greathed [2] also a slight go of fever; he is also better. Young Murray,[3] who was one of the musketry school, is put into the Guides. One of the Mahouts kindly took the finest Commissariat elephant into Delhi a present for the King yesterday. Curzon [4] sends you his regards and says the people have not yet come to worship us. General Reed is better, so will be up to his journey back again.

Yours very truly,

H. BARNARD.

June 18th, 1857.

My dear Barnes,—I have just seen a letter of yours which gave me some satisfaction, as by it you appear to disapprove of the hazardous experiment of entering Delhi with my small force, leaving my camp, hospitals, supplies, treasury, in fact all the material of the army, insufficiently protected. I confess that urged on by the Political Adviser [5] acting with me, I had consented to a plan of a *coup-de-main* which would have entailed all the above considerations; accident alone prevented it; it may be the interposition of Providence, for, from what I hear, and from the opinion of others whom it became my duty to consult, I am convinced that success would have been as fatal as failure. A force under 2000 bayonets spread over a city of the magnitude of Delhi, would have been lost as a military body, and with the treachery that surrounds us, what would have become of my material? Since that I have been guided by military rule, and though it required moral courage to face

[1] Lieut. W. S. R. Hodson, of Hodson's Horse.

[2] Lieut. Wilberforce Greathed, R.E.

[3] Lieut. A. W. Murray, 42nd N.I., killed at the assault of Delhi, Sept. 14, 1857.

[4] Hon. R. Curzon, Military Secretary to the Commander-in-Chief, afterwards Earl Howe.

[5] Hervey Greathed.

the cry that will be raised against our inactivity before Delhi, I can but act for the best and carefully wait any favourable opportunity of striking the blow. The great point raised by Mr. Greathed was the securing of the Doab and the desirability of sending troops to Alighur from Delhi. But were I in the City now I could not do this, the Castle and Selimghur yet remain before me, and to hold the City and to attack these with a force under 2000 would prevent my detaching a man.

The fact is Delhi, bristling with cannon, and garrisoned by men who, however contemptible in the open, have sagacity behind stone walls and some knowledge of the use of heavy ordnance—for Saturday they beat us in the precision of their fire—was not to be taken "by the force from Umballa and 2 troops of 6 Pounders," and its present strength has been greatly under-estimated

We have fought one action at Budlee-ke-Serai where so long as their guns remained to them they opposed formidable resistance. We have been subject to frequent attacks ever since, each made with some spirit but repulsed with heavy loss, and having now the position taken up from which we must eventually reduce the place, it strikes me the best Policy is to view it in its true light, as a difficult task, and not to be accomplished without sufficient force.

Once in the town, and the game is ours if we can hold it, and immediately a force will be available for any purpose Mr. Colvin[1] requires. Delay is vexatious, and losing men daily in these attacks, heart-breaking. I am well but much harassed, but I do assure you the more I think of it the more I rejoice in the haphazard experiment failing, and it is some comfort to see you agree. I only hope others will now see that I had more to do than to walk into Delhi. I will not lose an opportunity rest assured, Ever yours sincerely,

H. H. BARNARD.

[1] The Lieutenant-Governor of the North-West Provinces.

P.S.—We gave them a great beating yesterday with heavy loss. They had attempted to take up a position and erect batteries on Kishen-Gunje, Trevelyan-Gunje, and Paharunpoor. With two small columns under Major Tombs, H.A., Major Reid, Nusseree Battalion, we not only dislodged them, but cleared them out of the Serai above, and in fact drove all before us on this side of the town. It has had a very chilling effect, we hear, and their spirits are much disturbed, but their fire from the walls is as true as ever and as hot, and until we approach ours we shall do no good; and such is the state of the service that with all the bother of getting the siege train my Commanding Artillery Officer can only man 6 guns, and my Engineer has not a sand-bag. It is really too distressing. I never contemplated making regular approaches but I did expect my guns to silence those brought against me. But to do this they must be got nearer. Delay concentrates the insurgents, and makes the blow the more telling, but it has fatal effects, I admit, but I do not conscientiously think that when it was allowed them to shut the gates of Delhi more could have been done than has been. Had the Meerut force rushed at once into Delhi all would have been safe, but it was too late ere that collected at Umballa reached the place. The largest magazine and ordnance Depot was already turned against me. My men are well, and wounded recovering satisfactorily, but all tired at this work.

Ever yours,

H. H. B.[1]

The following letter is from Hervey Greathed, who had escaped from the massacre at Meerut through the fidelity of a native servant, and who was at this time acting as Political Adviser to the force before Delhi:

[1] Extracts from this letter are quoted in Kaye's *History of the Sepoy War*, and are there erroneously stated to be taken from a letter from Barnard to John Lawrence. Probably a copy was sent to Lawrence, and came eventually into Kaye's hands without any note as to its original recipient.

CAMP NEAR DELHI,
June 19th, 1857.

MY DEAR BARNES,—I should be glad to place the Rajah of Jheend in charge of Rohtuck, but his force cannot be spared by Sir H. Barnard, and without it, it would be useless for him to attempt the charge. If Puttiala has the force to spare, and you don't hear of troops moving down from the Punjab on Hissar, I would gladly assent to that District being made over to his temporary care. It would be a mercy to the inhabitants who petition for succour both from Hansee and Hissar. I should be glad if you acted upon this, and if the arrangement is made I will write a *Khareetah*[1] to the Maharajah. The Nawab of Jhujjur has, I think, irretrievably compromised himself, but his territory is on the other side of Delhi, and we must bide our time. The Nawab of Bahadoorghur has been forced to fly, and the descendant of some former race of rulers has been placed on the *Guddee*.[2] The other Chiefs are doing their best to preserve a neutrality.

Believe me,
Yours sincerely,
H. H. GREATHED.

On June 24 the hopes of those who were in favour of a bolder and more hazardous course of action were raised by the arrival of Neville Chamberlain to take up the post of Adjutant-General to the Army. An immediate assault had often been urged upon Barnard since the collapse of the plans for June 12, and at last the assault was fixed for July 3. But the General was ill, and the orders were recalled. Two days later, on July 5, Barnard died of cholera, and the command was taken up by General Reed. Only a few months before, Barnard had written to Lord Canning: "Cannot you find some tough job for me?" The tough job had come to him, and a month of it had sufficed to lay him in his grave.

[1] A formal letter. [2] Throne.

CAMP BEFORE DELHI,
12th July, 1857
1 P.M.

MY DEAR BARNES,—Now that Kurnal is becoming a Depot for our reserve ammunition and stores we ought to have a detachment of Infantry there, and, as not a man can be spared from this Camp, we must *as usual* look to the Punjab to supply the men. Please place yourself in communication with Lahore on the subject; and if no other men be procurable endeavour to get us 4 Companies of the Sikh Sepoys taken from tried corps. Our rear must be kept open and quiet, and to leave our reserve stores insufficiently protected would be a very grave error. This is the first time I have ever asked for more troops, and I would not do so now but that we cannot spare a man. On the 9th we lost 270 soldiers *hors-de-combat* including killed, wounded and sick; and as I write this we are all ready to turn out, an attack on all four sides being threatened. I recommended the selection of Kurnal for it is within sufficiently easy communication of our camp and too far off the city to be open to a surprise. It is also on our line of communication with Meerut, Saharunpore and Mozuffurnuggur, and the Nawab being friendly there is less likelihood of local disturbance. At this season of the year too the Marcunda[1] is not to be trusted between us and our gunpowder and reserve stores.

We hear that some of the mutineers are using sporting gun caps. Immediate steps should be taken for depriving shopkeepers and others of all denominations who deal in such articles from retaining possession of anything in the shape of detonating powder. All should be taken possession of by Government and a receipt given. You will have seen that the 4th Lancers are to be disarmed and that the 10th L.C. are not to come on. As long as you keep the country quiet in our rear, and furnish us with provisions, we ought to prosper, or at

[1] A river between Kurnal and Umballa.

all events last out long enough to bring in the day when others shall be ready to supply our places.

Yours truly,

NEVILLE CHAMBERLAIN.

On July 14 Chamberlain was severely wounded, and Lieut. (now Sir Henry) Norman, who had been appointed Acting Adjutant-General after the death of Col. Chester on June 8, was again appointed to that post. Norman continued in that capacity until Delhi was taken.

CAMP BEFORE DELHI,
19 *July*, '57.

MY DEAR MR. BARNES,—Chamberlain has handed to me your letter of the 17th to reply to one or two points.

For charge of ordnance stores at Kurnal Capt. Knatchbull was intended. He has remained at Umballa sick, so I have to-day telegraphed for a Deputy Assistant Commissary of Ordnance or a permanent conductor to be sent for the duty from Ferozepore. If Capt. Knatchbull recovers, of course the original order (which was sent by Mr. Le Bas to communicate) will hold good.

All officers on private leave were ordered down from Simla on 14 May, and the order was repeated shortly, and Capt. Becher of our Department reported it had been obeyed. I knew of no officer who had disobeyed it, though several obtained sick certificates. There seems to be now an ample force at Kurnal. There is no objection to your asking Brigadier Hartley to send down two officers of the 5th to duty at Kurnal, if they are wanted there, but if none are available, one (junior to Lieut. Chester) might with advantage be sent to do duty with the Nusseree Battalion at Saharunpore. We drove the enemy out of Subzee Mundee yesterday afternoon without much difficulty, our loss 13 killed and 09 wounded. The casualties amongst officers yesterday were Lieut. Crozier 75th killed—Ensign Walter 45 N.I., doing duty 2nd Fusiliers,

killed by *coup-de-soleil*—Lieut. Jones, Engineers, leg amputated Lieut. Pattoun 61st severely wounded Lieut. Chichester, Artillery, slightly.

Do not send down any more Pathans. This is Chamberlain's wish, for which there is reason. Of course they must be sent if a corps comes which contains any, but the fewer that come the better.

Yours very sincerely,

H. W. NORMAN.

On July 19 General Reed, broken down by illness, resigned the command, having held it only a fortnight, and appointed General Wilson in his place. The circumstances which confronted Wilson were far from cheering. "Two commanders had been struck down by death and a third had been driven from the camp by its approaches. The Chiefs of the Staff—the Adjutant-General and the Quarter Master-General lay wounded in their tents." Lawrence, seeing the gravity of the position, ordered the Punjab Movable Column to Delhi, where Nicholson arrived with it on August 8.

CAMP DELHI,
29th July, 1857.

MY DEAR FORSYTH,[1]—The whole romance of the Siege of Delhi is comprised in the person of the Old Lady who accompanies this letter. She had begun to preach a crusade against us in the city, and had excited the minds of all true believers amazingly by her exhortations. At length, disgusted with their want of success, she took the field in person, and arrayed in Green, mounted on a horse, and wielding a gun and sword, headed a party of horsemen and actually led them against the 75th Foot! The men declare she was worse than five Sepoys to deal with, and say she shot several of their comrades. At length she was herself wounded and captured. The General wished at first to let her go free, but I begged him not to do so, as

[1] The Deputy Commissioner of Umballa.

she would go into the city triumphant and make much fanatical capital out of her escape from our hands which she would have represented, of course, as a miraculous interference of Providence—and have become a sort of Joan of Arc! I obtained permission to send her to you to be kept in safety in your jail, or wherever you think best until the business here is over. Will you kindly see to her safe conduct? Strange to say the Old Hag had really obtained great influence.

Yours very sincerely,

W. S. R. HODSON

CAMP BEFORE DELHI,

Aug. 15, 1857.

MY DEAR BARNES,—The condition of the camp has improved considerably; we are well off in all respects, and as yet have to be thankful for the health of the troops, and the enemy have failed at all points and in every form of tactics. There is no use in deciding upon any course of active operations until the siege train comes up and by that time it will be known whether General Havelock ought to be waited for. As yet everything promises a speedy dissolution of the rebel force in Oudh. I hear from Agra that 2500 Nepal troops were to join Havelock at Lucknow. Drummond suffered for the misdeeds of the native officials at Agra; he trusted them and they were foremost in the destruction of the Station. Rs.3,22,000 of revenue have been collected in Paniput and the Meerut people have replenished their coffers. Hodson has gone out with the Guides and to look after the detachment of rebels who have gone to Rohtuck. It was their intention to send several such detachments out to raise the country, but some one said it was a device of the Hakeem's to weaken the force inside Delhi and to betray it into our hands.

I believe you have not carried out the plan of occupying

parts of Rohtuck with Jheend troops; you doubtless have good reasons for not doing so.

Yours sincerely,
H. H. GREATHED.

CAMP, *Augt.* 30, 1857.

MY DEAR BARNES,—I cannot believe there is anything to fear for Lucknow. Havelock is clearing his rear and flank by routing out the rebels at Bithoor and Sheragpoor, and I do not suppose he would occupy himself in that way if the salvation of the Lucknow garrison called for an attack at the City at all risks. A detachment from the Agra Garrison have had a good affair near Aligllur; they beat some 8000 Rebels, put them to flight and 300 to 400 were left on the ground. Cocks is named among the Nabha Cavalry as distinguished. Major Tandy, Ensign Marsh, and three privates were killed. A naval Brigade,[1] under Captain Peel, R.N., is coming up country. A Brigade of Madras Infantry has arrived in Calcutta. Madras troops have occupied Jubbulpoor and Panjur.

Yours sincerely,
H. H. GREATHED.

In the early morning of September 4 siege guns arrived at the Camp, and forthwith the work of erecting batteries was begun by the Engineers, under the vigorous direction of Baird Smith and Alexander Taylor. The front to be assailed contained the Moree, the Cashmere, and the Water Bastions, with their connecting Curtains.

CAMP, *Sept.* 9*th*, 1857.

MY DEAR BARNES,—If you see the Daily Telegraphic Despatch, my news will be stale. Koodseea Bagh and Ludlow Castle were occupied on the night of the 7th without loss, and

[1] The crews of H.M.'s ships *Pearl* and *Shannon* under Capt William Peel.

at the same time a 10 gun Battery was established 650 yds. from the Moree. It opened with 4 guns in the morning and all 10 were playing by evening. There was a hot fire upon it at first; the posts at Koodseea and Ludlow were also attacked, but our loss was altogether small. Lieut. Hildebrand, Artillery, and Lieut. Bannerman, Beloochees, were killed, and Lieut. Budd, Artillery, wounded, and about thirty men killed and wounded. Since last evening there have been only three men wounded, at least up to 10 A.M. The practice on the Moree and Cashmeree has been excellent; 22 mortars were got into position last night and another heavy gun Battery is nearly ready; when all are complete there will be a tremendous fire. My brother Wilby is in charge of the left attack. I have just got a cheery note from him. He names the day after to-morrow for the opening of the grand Artillery attack. At the rate Brind has been working his 10 guns there will be little left of the Moree by that time.

Yours sincerely,

H. H. GREATHED.

We have Cawnpoor news to the 30th. Lucknow is looked upon as safe and there will be shortly 2500 Europeans at Cawnpoor with 18 Guns.

CAMP, *Sept. 13th*, 1857.

MY DEAR BARNES,—At the present moment the Moree Bastion is unfit to hold heavy guns, but light pieces are occasionally fired from it in a dodging way. The Cashmere Bastion is effectually silenced and a heap of ruins, and the mortar shells prevent any one from living in it. The breach in the Curtain on the proper right of the Bastion is made to a considerable extent and our salvos are continually widening it. The left breaching Battery erected in the Custom House compound at a distance of only 180 yards from the wall was only opened yesterday afternoon. The construction of this Battery has

been attended with much difficulty and has delayed the operations. It was first intended to erect it in the Koodseea Bagh where it could have been made securely and rapidly. But obstacles were found to intervene between it and the wall which are not down in any map and fresh ground had to be taken up in front at a distance which laid the working parties open to much fire. It could not be got ready till yesterday afternoon and is now doing its work against the Water Bastion and the Curtain; but it is a tough business and hot work. Every one regrets the loss of Capt. Fagan of the Artillery who was shot through the head soon after the Battery opened. He was brave to rashness and could not be prevented from exposing himself and was standing with half his body above the breastwork taking the line of fire when he was shot. The dangers and difficulties that have been surmounted are tremendous. The Artillery Officers have no relief and have been night and day in the Batteries since they were opened. The direct fire from the City has been in a great measure subdued but the enemy are clever in mounting fresh guns on unexpected points and they keep up a formidable enfilading fire from guns in the plain on our right and from two guns on the other side the River. Selimghur also can throw shot and shell into all our left Batteries. Despite all these difficulties operations progress and I believe the assault will take place to-morrow or the next day. Commanding Officers got their instructions yesterday. The defence is well directed on all points except sorties which they cannot manage. I have not heard any authentic accounts of desertions among the garrison. The siege is no child's play, but nothing resists the steady valour of our troops, and our losses, all things considered, are not regarded as heavy. Besides the Officers I have already named the following casualties have occurred. Wounded: Major Campbell, Lieuts. Earle and Gillespie, Artillery; Chancellor, 75th; Randall, 59th N.I.; Lockhart, Eaton, 60th Rifles. I cannot remember any others. We shall be short of Officers in the Nor' West. Mr. Colvin[1]

[1] Mr. Colvin had died on the 9th of September.

is suffering from dysentery, he has quite made up his mind to go away whenever opportunity offers.

Believe me,

Yours sincerely,

H. H. GREATHED.

The assault took place on September 14, but it was not until the 20th that Delhi was completely in our hands.

DELHI, *Sept.* 16.

MY DEAR BARNES,—I witnessed the assault from the top of Ludlow Castle. I do not think one could stand long the anxiety of the minutes that elapsed between the disappearance of the head of the Column and their crowning the Breach. The fire from the walls on the party directed against the Water Bastion Breach was so heavy that only two ladders reached the ditch. My brother Wilby was wounded on his way from the battery to this breach; the bullet broke the radius of his right fore-arm and cut him across the chest. The other[1] brother surmounted and survived all the dangers of the attack, and is still, thank God, full of life and vigour. The escalade of the Cashmere breach and the blowing in of the Gate were very successful. All this took place in broad daylight. Nicholson's column swept round the Ramparts and reached the Lahore Bastion. He was wounded, ammunition failed, and they fell back on the Cabul Gate. Colonel Campbell's Column, piloted by Metcalfe, who behaved most gallantly, made their way brilliantly to the Jumma Musjid. Their Engineer officer had been shot down and the Powder Bags remained behind. More were sent up under Tandy and Brownlow, of the Engineers. The former was killed and the other wounded. No support came from the Lahore Gate direction, and Campbell had to retire first on the Begum's Bagh, which he held for an hour, and then on the Church Square. That was a critical moment;

[1] Lieut.-Col. Edward Greathed—afterwards in command of the Column of Pursuit.

our men were very much done, a great many officers had been disabled, and there was much confusion, and it was known that Reid's column had failed in taking Kishen Gunje. Guns were brought up and pointed down the leading streets, and Pandy's[1] last chance was lost.

It is a pity the Jummoo troops ever left their mountain homes; they failed, and allowed four of their guns to be taken by the Pandies in Kishen Gunje, and exposed Reid's flanks. If report is true, the Dewan was the first to bolt. The Jheend Infantry did very well. To-day our position is much improved. The Magazine has been taken and our occupation extended from the Cabul Gate down the Canal to the outposts of the force in possession of the Magazine. All this portion of the town has been evacuated by the inhabitants, and will be cleaned out. A considerable number of Pandies have been killed, and few males, I fancy, escape, but no woman has been intentionally hurt.

The safety of the camp was much compromised by the failure in Kishen Gunje. It has been threatened but not molested. Batteries are now opening on Selimghur and the Palace. I feel that complete success is made safe. The total loss, killed and wounded, on our side will not be found less than 800. Great fears for Nicholson.—His loss is not to be repaired. Colonel Campbell, 52nd, too, is disabled. The full Colonels left are Longfield, 8th; Jones, 61st; Dennis, 52nd. General Wilson is much knocked up.

Mr. Colvin died on the 9th.

Mr. Reade, as senior Civilian, has issued a Government Gazette Extraordinary, announcing that he has assumed the government of the North-West Provinces. Barataria has an Empire in comparison to his dominions.

Yours,

H. H. GREATHED.

[1] A nickname for mutineer Sepoys, Pandy being a common surname in Hindostanee regiments.

Nicholson's wound was probably hopeless from the first, and he died on September 23, but he outlived Hervey Greathed, who died of cholera on September 19, five days after the assault which he had described.

It is hardly too much to say that if our arms had not been victorious before Delhi, we should have had to reconquer India. The successive Commanders on the Ridge freely acknowledged their indebtedness to John Lawrence and the Civil Service of the Punjab; and General Wilson, in a generous letter written on September 28, expressed his view that the Civil officers, though not present in the field, had contributed greatly to the successful issue of the siege.

The following letter, written by John Lawrence shortly after the fall of Delhi, is characteristic of the man who has with justice been called the saviour of India—characteristic too of his methods of dealing with those who served him.

LAHORE,
11th October, 1857.

MY DEAR BARNES,—We are now beginning to breathe after the storm, and when I look back I only wonder we are all alive. It is only by God's mercy we have escaped. Assuredly it was more than we could hope that all the Punjab Regiments should have remained staunch. I am not comfortable about Huzara. We were very near having a serious affair at Murree, and matters have not settled down as I had hoped. I am now pushing on another corps to [illegible]dee, and have to take away that which has been lately raised at Loodiana. Gogaira has been mismanaged and the jungle is dense, and gives an asylum to the Insurgents. —— ——— who commanded the Troops is a goose, and could not hit when he had the rascals in his power. He has now got fever and must come away, so that I hope all will go right. What has been done with the 2 Companies of Sikhs which Ricketts[1] had collected? I hope he has not kept them.

[1] G. H. M. Ricketts, C.B., then Deputy Commissioner of Loodiana.

I am not given, as you know, to overpraise men. It seems to me a mistake. But what I say I mean, and I think you have done well to keep your Division right and help the Army, you had a difficult post.

Run over in your mind the rewards we should propose for Puttiala, Nabha and Jheend. They should certainly be rewarded. Where should we have been but for their fidelity.

Yours sincerely,
JOHN LAWRENCE.

The three Sikh chiefs mentioned in the last paragraph of the above letter, who had stood by us in the hour of our need, and who had been "faithful among the faithless," were not without their reward. The confiscated lands of the Nawab of Jhujjur and of the Dadree Chief, who were both convicted of rebellion, were divided between them. This material increase of territory and of revenue, together with honours liberally bestowed, showed them that their services were not forgotten, and that it had not been to their disadvantage to be loyal to the British Raj.

G. S. BARNES.

اشاریہ

اشخاص

مقامات

(الف)

دریا

عمارتیں

کتابیں

اخبارات و رسالے

ادارے

کتابیات

1. CAVE-BROWN. J. — THE PUNJAB & DELHI IN 1857 - (LONDON 1891)

2. GRIFFIN, L.P. — CHIEFS AND FAMILIES OF NOTE IN THE PUNJAB (LAHORE, 1911).

3. KAY, J.W. — HISTORY OF SEPOY WAR IN INDIA (LONDON 1876)

4. BUCKLER, F.W. — THE POLITICAL THEORY OF INDIAN MUTINY (LONDON, ROYAL HISTORICAL SOCIETY). SERIES 4:5, 1871).

5. LYALL, A. — THE RISE AND EXPANSION OF BRITISH DOMINATION IN INDIA (LONDON 1905).

6. SEN, S.N. — EIGHTEEN FIFTY-SEVEN NEW DELHI, 1857.

7. RUSSEL, W.H. — MY INDIAN MUTINY DIARY (LONDON 1860)

8. MONTGOMERY, B. — MONTY'S GRAND FATHER : SIR ROBERT MONTGOMERY (POOLE, 1984).

9. HODSON, W.S.R. — TWELVE YEARS OF SOLDIERS" LIFE IN INDIA (LONDON 1859).

10. INNES, MCLEOD — THE SEPOY REVOLT (LONDON 1897).

11. MAJUMDAR, R.C. — THE SEPOY MUTINY AND REVOLT OF 1857 (CALCUTTA).

12. LALLESON, G.B. — THE INDIAN MUTINY OF 1857 (LONDON 1891).

PRIVATE PAPERS

13. LAWRENCE COLLECTION — PAPERS OF SIR JOHN LAWRENCE CHIEF COMMISSIONER OF PUNJAB, 1853 - 1857 BL : IOR MSS EUR F-90

14. MONTGOMERY COLLECTION — PAPERS OF SIR ROBERT MONTGOMERY, JUDICIAL COMMISSIONER OF THE PUNJAB 1853-1857. BL : IOR : EUR MSS D-109.

15. MUTINY COLLECTION — BL : IOR MSS EUR C.124.

16. SHORT ACCOUNT OF THE LIFE AND FAMILY OF RAI JEEWAN LAL BAHADUR WITH EXTRACTS FROM HIS DIARY RELATING TO THE TIME OF MUTINY 1857, 2nd Ed., DELHI 1902.

17. TAHQIQAT-E-CHISHTIA   BAGICHA RAJAB ALI, LAHORE 1964

18. TARIKH-EURUJE-E-SALTANAT-E-ENGLISIA : KHAN BAHADUR, SHAMSUL-ULMA, MUNSHI ZAKA-ULLAH (DELHI 1904).

19. WALKER. T.N.   THROUGH THE MUTINY (LONDON ON 1907).

RECORDS

20. PRESS LIST OF MUTINY PAPERS   (COLLECTION OF THE CORRESPONDENCE OF THE MUTINEERS AT DELHI: REPORTS OF THE SPIES OF ENGLISH OFFICIALS AND OTHER MISC. PAPERS.

21. PRESS LIST OF MUTINY PAPERS OF 1857 IN THE PUNJAB SECRETARIAT.

22. SELECTION AND REFERENCES FROM CORRESPONDENCE OF ADMINISTRATION FOR THE AFFAIRS OF THE PUNJAB.

VOL. 4 No.1 PUNJAB MUTINY REPORT BY R. MONTGOMERY (LONDON 1859)

VOL. 7   TRIAL OF MOHAMMAD BAHADUR SHAH 11 (LAHORE 1870).